મેમણ સમાજ
ગુજરાતી - ઉર્દૂ માસિક
MEMON SAMAJ
Urdu Gujrati Monthly
March 2022, Shaban 1443 Hijri

BANTVA MEMON JAMAT KARACHI

بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

اردو۔ گجراتی

مارچ 2022ء شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ

بانٹوا میمن جماعت کی سماجی فلاح و بہبود کے شعبوں میں نمایاں اور گراں قدر مخلصانہ خدمات انجام دینے والی ہمہ جہت شخصیت

عوام الناس، میمن قوم اور بانٹوا میمن برادری میں
فروغ تعلیم کے لئے نمایاں اور قابل تحسین خدمات

خصوصی اشاعت

53
ویں برسی

حیات

خدمات

کارنامے

سیٹھ حاجی سلیمان ابراہیم بھورا (مرحوم)

پیدائش: 18 جولائی 1890ء (بانٹوا) وفات: 20 مارچ 1969ء (کراچی)

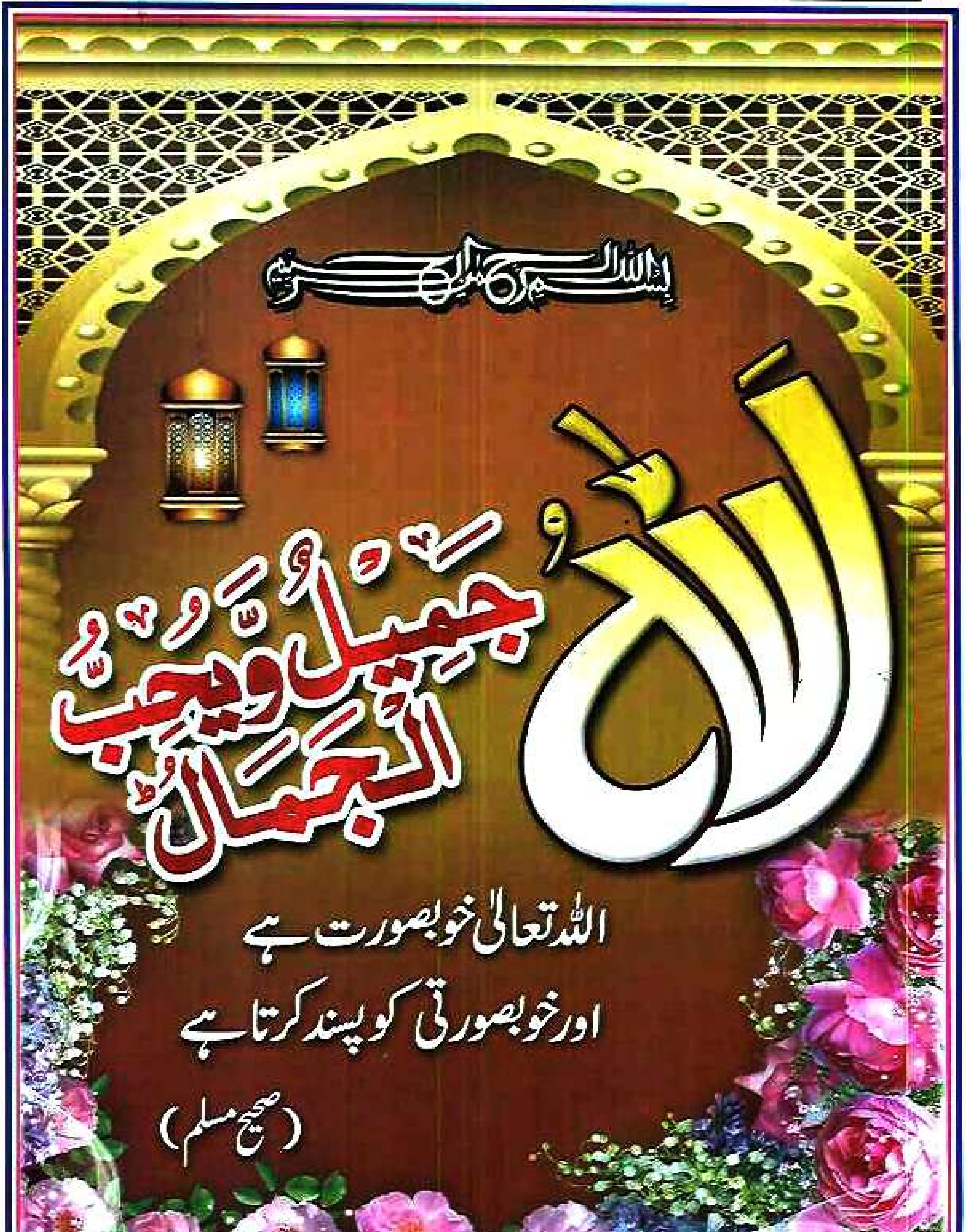
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ جمیلٌ ویحبُ الجمالَ
اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے
اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے
(صحیح مسلم)

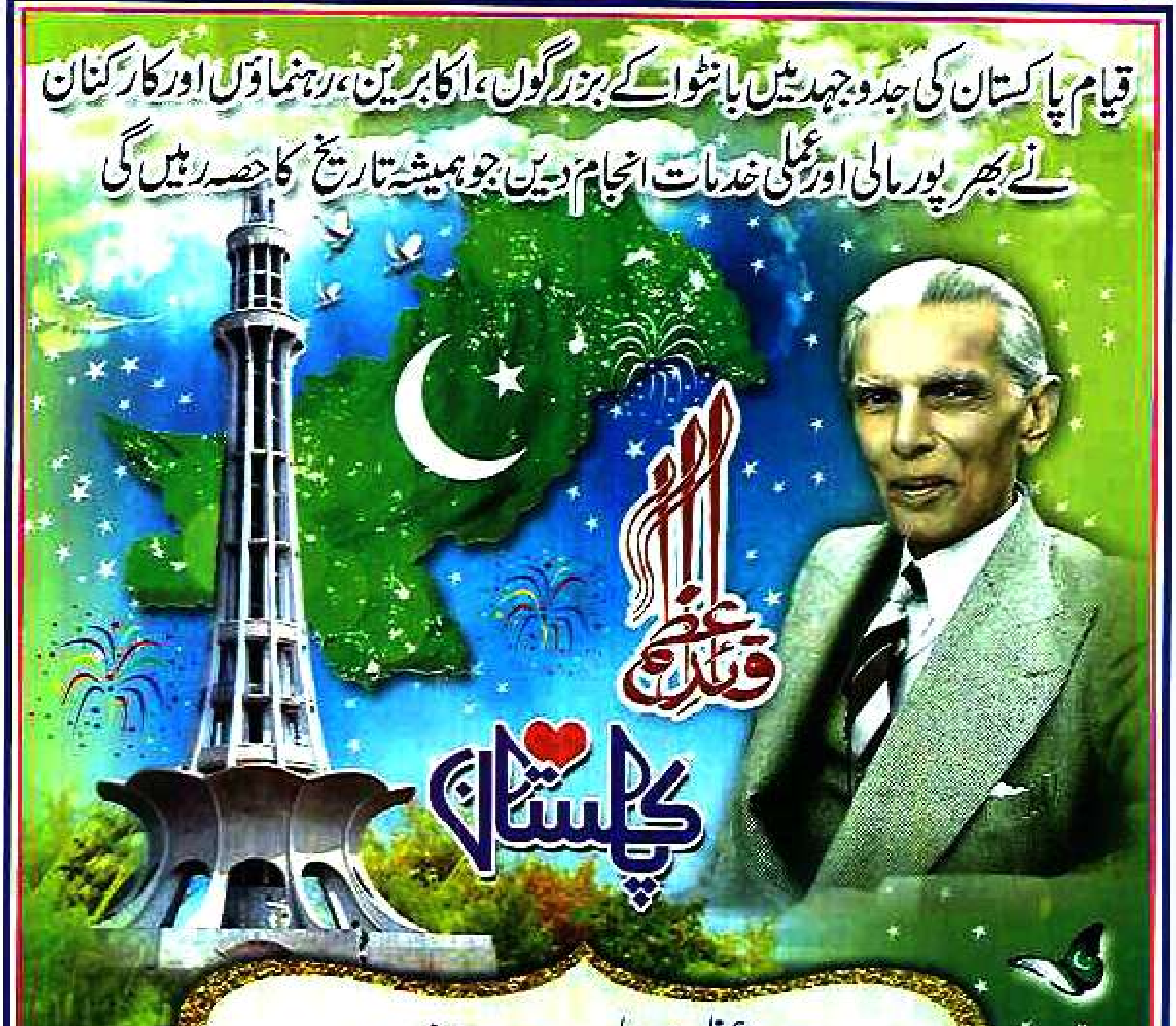

قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا

......میں تو سمجھتا تھا کہ بانٹوا کے میمن حضرات صرف تاجرانہ سوچ رکھتے ہیں۔ مگر ان حضرات کی پرجوش سیاسی، سماجی اور فلاحی پرخلوص سرگرمیوں نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔

اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ پاکستان بن کے رہے گا اور اس کے قیام کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے باصلاحیت تاجر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے اور اسی طرح پاکستان میں صنعتیں قائم کریں گے۔ جس طرح یہاں قائم کی ہیں۔ ہمارے لئے ملک کی صنعتی بنیادیں انشاء اللہ تعالیٰ مضبوط ہوں گی۔

24 جنوری 1940ء دورہ خطاب پریس فنڈ بانٹوا

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

کراچی

اردو۔ گجراتی

માસિક
મેમણ સમાજ
ઉર્દૂ-ગુજરાતી

Monthly
Memon Samaj
Urdu-Gujrati

مدیر اعزازی: عبدالجبار علی محمد بدو

پبلشر: محمد اقبال بلو صدیق آکھاوالا

مارچ 2022ء

شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ

شمارہ: 03

جلد: 67

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

021-32768214
021-32728397
Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیرِ نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد درلیہ مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

فرمانِ الٰہی

☆ اے رب ہمارے ہمیں دے اپنی طرف سے رحمت اور سامان مہیا کر ہمارے لیے ہمارے کام کی کامیابی کا۔ (پارہ ۱۵۔ سورۃ ۱۸۔ آیت ۱۰)

☆ اے ہمارے رب نہ پھیر ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ جب تو ہمیں ہدایت کر چکا اور عطا کر ہمیں اپنے ہاں سے رحمت بے شک تو ہے بہت زیادہ مدد دینے والا۔ (پارہ ۳۔ سورۃ ۳۔ آیت ۸)

☆ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں ہمارے کام میں اور ثابت رکھ ہمارے قدم اور ہمیں مدد دے بمقابلہ کافروں کی قوم۔ (پارہ ۴۔ سورۃ ۳۔ آیت ۱۴۷)

☆ اے ہمارے رب تو ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں اے رب اور نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا رکھا تھا تو نے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے تھے۔ اے ہمارے رب اور نہ اٹھوا ہم سے وہ (بوجھ) نہیں طاقت ہمیں جس کی اور درگزر کر ہم سے اور بخش دے ہمیں اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہماری مدد کر کافروں کی قوم پر۔ (پارہ ۳۔ سورۃ ۲۔ آیت ۲۸۶)

☆ اے ہمارے رب دے ہمیں اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں بچا آگ (دوزخ) کے عذاب سے۔ (پارہ ۲۔ سورۃ ۲۔ آیت ۲۰)

فرمانِ رسول ﷺ

☆ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے "اے اللہ! ہمیں دنیا میں نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (متفق علیہ)

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پریشانی اور مصیبت میں مبتلا آدمی کی دعا یہ ہے کہ "اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ تو مجھے ایک لحظہ بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے تمام امور کو درست فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔" (ابوداؤد)

☆ حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں ایک آدمی نے کہا کہ حضور ﷺ مجھے غموں اور قرض نے گھیر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تو انھیں پڑھے تو اللہ تیرے غم دور کر دے اور قرض ادا کر دے۔ اس نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم صبح و شام یہ پڑھا کرو۔ "اے اللہ! میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں فکر و غم سے، عاجزی اور کاہلی سے، بخل اور بزدلی سے، قرض کے غلبے سے اور دشمنوں کے قہر سے۔" اس آدمی نے کہا میں نے یہ کلمات مسلسل پڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا غم دور کر دیا اور میرا قرض ادا کر دیا۔ (ابوداؤد)

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

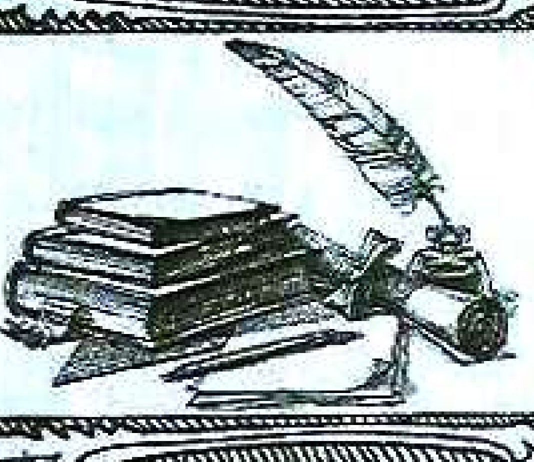

اداریہ

خدمت خلق کا جذبہ اور اپنی باٹوا میمن برادری

ضرورت مندوں اور غریبوں کی دادرسی کرنا، ناداروں اور بے سہارا لوگوں کے کام آنا اور یتیموں و مسکینوں کی سرپرستی کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جو ازل سے کی جارہی ہے اور ابد تک کی جاتی رہے گی۔ ہر مذہب میں انسان اور انسانیت کی خدمت کی تعلیم دی گئی ہے۔ عبادت کا مطلب وہ ایسا نیک عمل ہے جس کا پتہ یا تو کام کرنے والے کو ہو یا اللہ تعالیٰ کو ہو، کسی اور شخص کو اس کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ اگر نیک اعمال کا دوسروں کو پتہ چلتا ہے تو ایک طرف تو اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرے بھی اس عمل سے متاثر ہوتے ہیں اور ان میں بھی نیک کام کرنے اور دوسروں کے کام آنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر دوسری طرف ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس عمل سے اس انسان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے جس کی مدد کی گئی ہے۔ ویسے بھی خلوص نیت سے کی گئی خدمت کا اجر اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

وہ لوگ اپنا اجر کھو دیتے ہیں جو اس خدمت کی تشہیر کرتے ہیں۔ اس تشہیر یا پبلسٹی سے انہیں دنیاوی عزت و احترام تو مل جاتا ہے مگر اس کے ملنے کی کوئی ضمانت نہیں رہتی جو اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔ آج کل عام طور سے یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ عوامی فلاح و بہبود اور رفاہ عامہ کی خدمات انجام دینے والے حضرات، انجمنیں، ادارے اور حکومتی سطح کے عہدیدار سب اس شوق میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ وہ دکھی انسانیت کی جو خدمت کر رہے ہیں، اس کی زبردست تشہیر ہو اور بچے بچے کو ان خدمات کا علم ہو جائے۔ ان کی تصاویر اخبارات و رسائل کی زینت بنیں، ٹی وی اور ابلاغ عامہ کے دوسرے ذرائع ان کی خدمات کو اجاگر کریں۔

اگر ان کی اس خواہش کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما ہو کہ ان کی خدمات دوسروں کو متاثر کر کے انہیں بھی اس طرح کے کام کرنے کی طرف راغب کریں تو کوئی مضائقہ نہ تھا مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ درحقیقت وہ اپنی خدمات کی تشہیر سے اپنی شان و شوکت اور عزت و وقار کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ کیا انہوں نے کبھی سوچا کہ ان کی اس حرکت سے اس شخص کی عزت و وقار کو کتنی زبردست ٹھیس لگتی ہے جس کی انہوں نے مدد کی

ہے۔اس شخص کی مدد وصول کرتی ہوئی تصویر جب اخبارات ورسائل میں چھپے گی اور جب وہ اس حالت میں ٹی وی پر نظر آئے گا کہ اس کا ہاتھ پھیلا ہوا ہوگا تو دوسرے اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے؟ کیا اس کی سماجی حیثیت متاثر نہیں ہوگی؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام امدادی کام اور خدمات کو خاموشی سے اس طرح انجام دیا جائے کہ غریبوں کی مدد بھی ہو جائے اور کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔اس سے خدمت کا اصل لطف اور مزہ آئے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص نیت سے دوسروں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی سپورٹ کرنے کے لیے نہ جواز کی ضرورت ہے اور نہ بہانے کی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے انہیں دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ہمیں اپنی میمن برادری کے دکھی اور نادار افراد کی مدد کے لیے اپنے دلوں کو وسیع کرنا ہوگا اور انہیں خوشیاں دینے کے لیے اپنی خوشیاں قربان کرنا ہوں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ہر طالب علم کے دل میں کوئی نہ کوئی جذبہ ضرور ہوتا ہے مثلاً کسی کا ارادہ ڈاکٹر بننے کا ہوتا، کوئی انجینئر بننا چاہتا ہے یا کسی کا ارادہ کسی اور شعبے سے وابستہ ہونے کا ہوتا ہے لیکن ان سب میں مشترک جذبہ خدمت خلق ہے۔جس انسان نے صرف اپنے آپ کو دیکھا، اپنی ذات پر توجہ دی وہ سربلندی اور سرفرازی سے محروم ہوگیا۔صحیح خدمت گار وہ ہے جو ذاتی مقاصد سے ہٹ کر دوسروں کی خدمت کرے۔خدمت خلق کو ہمارے مذہب میں بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔اسلام میں انسانیت کی خدمت کو عبادت کا درجہ حاصل ہے۔حقوق العباد یعنی انسانوں کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

خدمت خلق کے مختلف میدان ہیں مثلاً ایسا اسکول قائم کرنا جس میں نادار بچوں کو مفت یا رعایتی فیس پر اچھی تعلیم دی جائے، اسپتال کھولنا جہاں غریبوں کو طبی امداد فراہم کی جائے، معذوروں کی مدد اور مشورے کے لیے ادارے قائم کرنا۔اس کے علاوہ برادری کی خدمت کرنا، اپنے علاقے میں تعلیمی، سماجی اور دیگر مسائل کے حل کے لیے کام کرنا اور علاقے میں صحت، صفائی، پانی اور دیگر سہولتیں فراہم کرنا۔باہمی اختلافات کو دور کرنا۔اس کے علاوہ برادری کے دیگر مسائل حل کرنا، ان کے دکھ درد دور کرنا، یتیم بچوں کی امداد کرنا اور ان معاشرے کا کارآمد اور پر اعتماد شہری بنانا بھی ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔بے شمار شخصیتیں ایسی ہیں جنھوں نے خدمت خلق کی عظیم مثالیں قائم کی ہیں۔جنھوں نے اپنے زمانے میں دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت کی۔ان کے نام تاریخ میں آج بھی ان کے شاندار کارناموں کی وجہ سے سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں۔مخلوق کی خدمت کرنا انسانی اخلاق کا نہایت اعلیٰ جوہر ہے۔جو انسان مخلوق کی خدمت کرتا ہے وہ معاشرے میں بلند مرتبہ پاتا ہے اور آنے والے کے لیے شاندار مثال قائم ہوتی ہے۔بقول شاعر

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

عبدالجبار علی محمد بدو

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

ان کی باتوں میں پھولوں کی خوشبو

☆ کسی بھولے بھٹکے یا کسی نابینا کو راستہ بتانا اور اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔ (حضور اکرم ﷺ)

☆ جو شخص تم پہ غصہ بھی کرے اور تعلق بھی ختم نہ کرے تو وہ برے وقت میں تمہارا سب سے اچھا دوست ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

☆ کسی کی آنکھ تمہاری وجہ سے نم نہ ہو کیونکہ تمہیں اس کے ہر آنسو کا قرض چکانا ہوگا۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆ مظلوم اور نمازی کی آہ سے ڈرو کیونکہ آہ کسی کی بھی ہو عرش کو چیر کر اللہ کے پاس جاتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

☆ حق کے راستے میں سب سے بڑی سختی یہ آتی ہے کہ انسان تنہا رہ جاتا ہے۔ (حضرت امام حسینؓ)

☆ دوستی کی کشتی میں پہلا سوراخ شک کا ہوتا ہے۔ (مولانا رومیؒ)

☆ دوستی کا رشتہ بہت بہتر ہے رشتے داری سے کیونکہ رشتے داروں سے رشتہ خون کا ہوتا ہے دوستوں سے رشتہ دل کا ہوتا ہے اور دل سارے جسم کو خون مہیا کرتا ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ دنیا میں ایمان کے بعد اگر کوئی چیز ڈھونڈنا ہو تو اچھا دوست ڈھونڈنا کیونکہ اچھا دوست ایسے درخت کی مانند ہے جو سایہ بھی دے گا اور پھل بھی۔ (امام غزالیؒ)

☆ لوگ تمہاری دل آزاری کرنے کے بعد ایسا رویہ دکھائیں گے جیسے تم نے ان کی دل آزاری کی ہو۔ (البیرونی)

☆ خاموشی عالم کا زیور ہے اور جاہل کی جہالت کا پردہ۔ (ابن سینا)

☆ سخت کلامی اور دل آزاری آگ کا وہ شعلہ ہے جو ہمیشہ کے لیے داغ چھوڑ جاتا ہے۔ (خلیل جبران)

☆ دنیا میں بہترین رشتہ وہ ہے جو ناراضگی کے بعد چھوٹی سی مسکراہٹ سے دوبارہ جڑ جائے۔ (سقراط)

☆ کسی کا دل مت دکھاؤ کیونکہ معافی مانگنے کے بعد اس کے دل میں دکھ ضرور رہتا ہے جس طرح دیوار میں سے کیل نکالنے کے بعد بھی سوراخ رہ جاتا ہے۔ (بقراط)

☆ بات کے اندر کی بات سمجھنے کے لئے ذات کے اندر کی ذات سے رابطہ ہونا ضروری ہے۔ (فیض احمد فیض)

☆ اگر انسان اپنی انگلیوں کا استعمال اپنی ہی غلطیوں کو گننے کے لئے کرے تو دوسروں پہ انگلی اٹھانے کا وقت ہی نہ ملے۔ (نپولین)

☆ صرف انسان ہونا کافی نہیں ہے انسان کے اندر انسانیت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ (شیکسپیئر)

☆ جو فرد اپنے لیے نہیں سوچتا وہ کسی کے لیے نہیں سوچتا۔ (آسکر وائلڈ)

☆ ظلم و ناانصافی آزادی کی تحریکوں کو جنم دیتی ہے۔ (والٹیئر)

☆ اپنی ہر غلطی سے ایک سبق حاصل کرو دنیا کے عقلمند یہی کیا کرتے ہیں۔ (ڈگلس برٹن)

☆ فکر ہی فکر کو دور کرتی ہے۔ (ٹیگور)

حمدِ باری تعالیٰ

مولانا ماہر القادری (مرحوم)

مرا وجود ہے خود حاصلِ جبینِ نیاز
نفس نفس ہے عبادت نظر نظر ہے نماز

خرد کی راہ میں آئے بہت نشیب و فراز
رواں دواں ہی رہا میں یقیں کی عمر دراز

زہے! کمالِ مشیت، خوشا! ظہورِ جمال
حقیقتوں کو دیا جس نے آب رنگِ مجاز

دل و نظر پہ ہوئی ہیں نوازشیں کیا کیا
بہ رنگِ ذوقِ تماشا، بنامِ سوز و گداز

اسی کے نام سے گرتے ہوئے سنبھلتے ہیں
کہ جس نے دی ہے پتنگے کو طاقتِ پرواز

نہ جانے کیوں غلط آہنگ ہوگئے نغمے
اللہ کے واسطے پھر گونج اے الست کے ساز

سوائے ذاتِ اللہ، جو ہے قادر و خلاق
نہ کوئی عقدہ کشا ہے، نہ کوئی بندہ نواز

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

مولانا ماہر القادری (مرحوم)

رسول مجتبےٰ کہیے، محمد مصطفےٰ کہیے
اللہ کے بعد بس وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار خاتم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضہ ہے کہ محبوب اللہ کہیے

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہوجائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہیے

مرے سرکار کے نقش قدم شمع ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہیے

محمد کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا
اسی کو ابتداء کہیے، اسی کو انتہا کہیے

غبار راہ طیبہ سرمہ چشم بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاک شفا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ! چشمہ آب بقا کہیے

اسلامی معاشرتی زندگی میں حسنِ اخلاق کی اہمیت

مولانا محمد سلیم الدین شمسی (مرحوم)، ممتاز عالمِ دین

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے: ''اور اللہ کے بندے وہ ہیں، جو اللہ کی زندگی پر عجز و انکساری کے ساتھ چلتے ہیں۔'' یعنی جو حقیقی معنوں میں خالصتاً اپنے رب کا بندہ ہوگا، اس کے ہر عمل میں عجز نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے بندے کی جس کیفیت کو خشوع کہا گیا ہے، وہی کیفیت جب انسان کی طرف سے اللہ کے بندوں کے سامنے ظاہر ہو، تو اس کو تواضع و خاک ساری اور حسنِ اخلاق کہتے ہیں۔

قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشادِ ربانی ہے کہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو انصاف، احسان اور اہلِ قرابت کو دینے کا حکم فرمایا ہے اور بے حیائی اور بے ہودہ کاموں یا توں سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس لئے نصیحت فرماتا ہے کہ تم نصیحت قبول کرلو۔''[1]

اس آیت مبارکہ میں اجمالی طور پر امر بالمعروف، انصاف، احسان اور اہلِ قرابت کی مدد اور نہی عن المنکر، بے حیائیوں، بے ہودہ باتوں اور ظلم (دوسروں کے ساتھ زیادتی) غیر متواضع طریقہ کار یعنی تین اخلاقی فضیلتوں اور تین اخلاقی رزائل کی نشان دہی کی گئی ہے اور یہی حسن اخلاق اور اس کی نفی اور اس سے انحراف بداخلاقی فضیلتوں اور تین اخلاقی رزائل کی نشان دہی کی گئی ہے اور یہی حسن اخلاق اور اس کی نفی اور اس سے انحراف بداخلاقی کی بنیاد قرار دی جاسکتی ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ: حضور اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی کہ تم تواضع کا طریقہ اختیار کرو۔ یہاں تک کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ زیادتی نہ کرے، کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فخر نہ کرے۔''

فضائل اخلاق کا تحفظ: فضائلِ اخلاق کے تحفظ اور بقا کے لئے معروف یعنی نیکی پر عمل اور منکر سے اجتناب اشد ضروری ہے اور ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اس اخلاقی تعلیم کے لئے حضور اکرم ﷺ کو اللہ جل شانہٗ نے ''خلقِ عظیم'' کے مرتبے پر فائز کرکے دنیا میں بھیجا، تاکہ سرورِ کونین احمدِ مجتبیٰ ﷺ اخلاق کریمانہ کو ان بلندیوں پر پہنچاسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اخلاق ہمہ تن قرآن ہے۔ جس پر قرآنِ مجید خود گواہ ہے۔

کامل اتباع: ''حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی کامل اتباع کے ذریعے پوری زندگی اطاعتِ الٰہی کا نمونہ بن جائے، اور حقوق الٰہی اور حقوق العباد کی کما حقہ ادائیگی ہوجائے۔ اگر ان دونوں حقوق سے کسی بھی وقت تغافل برتا گیا تو اس سے توحید و رسالت پر ایمان میں ضعف پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ اس لئے اسلام میں ہر اخلاقی فضیلت

پر کار بند رہنا لازمی ہے، کیونکہ یہی اللہ اور اس کے محبوب کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: اور جھوٹی باتوں سے کنارہ کش رہو۔"

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "تم لوگوں سے درگزر کرو، تمہارے ساتھ بھی درگزر کیا جائے گا۔"

ایک اور مقام پر حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ: "تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تمہارے اوپر رحم کرے گا۔" (الجامع الصغیر)

اخلاق و کردار: ایمان کی پختگی اور عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کے لئے ضروری بات یہ ہے کہ وہ اپنے اخلاق، کردار اور عادات کو درست کرے۔ ایمان و اخلاق کے درمیان باہم کیا تعلق ہے، اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ کے چند ارشادات زیر غور ہیں: "بے شک مسلمانوں میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے، جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔" (ترمذی)

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو جو سب سے بڑا عطیہ ملا ہے، وہ اس کا بہتر اور اچھا اخلاق ہے۔" رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "تین چیزیں اللہ کے نزدیک اعلیٰ اخلاق میں سے ہیں کہ جو شخص تم پر ظلم کرے، تم اسے معاف کر دو اور جو شخص تم کو محروم کرے، تم اسے دو اور جو تم سے کٹے، تم اس سے جڑو۔"

پختہ کردار: پختہ کردار مسلمان بننے کے لئے تین بنیادی اخلاقی اوصاف کو اپنے اندر سمونا ہوگا۔ (1) تقویٰ، (2) شکر۔ (3) صبر۔

تقویٰ کے لغوی معنی ڈرنا اور بچنا ہے اور اس سے مراد ایسی ذمے داری اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس پیدا ہونا، دل میں اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت، اللہ کا خوف پیدا ہونا، پرہیزگاری سے کام لینا، یعنی گناہوں سے بچنا اور بحیثیت مسلمان محتاط اور اصلاحی کردار کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ جس شخص کے دل میں تقویٰ پیدا ہو جائے، وہ متقی ہے، یعنی وہ شخص اپنے دل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے، برائی سے نفرت کرتا ہے، احتیاط سے زندگی بسر کرتا ہو اور اس احساس کے ساتھ ہر عمل کرتا ہو کہ مجھے اللہ کے سامنے اپنے ہر عمل کی جواب دہی کرنی ہے۔ ایسے ہی انسان کی زندگی دراصل تقویٰ والی زندگی ہے اور پھر قرآن کریم بتاتا ہے کہ بندے میں تقویٰ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ "اے ایمان والو، اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ کے سچے بندوں کے ساتھ ہو جاؤ۔" حدیث نبوی ﷺ ہے کہ "تم جہاں بھی ہو، اللہ سے ڈرتے رہو اور جب برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لو، وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں کے درمیان اچھے اخلاق کے ساتھ رہو۔"

تقویٰ کی فضیلت: قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مختلف عبادات کی روشنی میں تقویٰ کی فضیلت بتائی گئی ہے۔ نماز کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے: "نماز قائم کرو۔ بے شک نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ کاموں سے روکتی ہے۔" (سورۃ العنکبوت)

روزے کے حوالے سے فرمایا گیا: "تم پر روزے فرض کیے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔" (سورۃ البقرہ)

حج کے حوالے سے فرمایا گیا: "حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور خوب جان لو، اللہ (برے کاموں پر) شدید عذاب دینے والا ہے۔" (سورۃ البقرہ) قربانی کے حوالے سے فرمایا گیا: "اللہ کے یہاں گوشت اور خون نہیں پہنچتا، بلکہ تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔" (سورۃ الحج)

ان تمام ارشادات کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اپنے خالق حقیقی سے ڈرتے رہیں اور ہر لمحے اس ذات کے سامنے عجز و انکساری

کا مظاہرہ کرتے رہیں۔

شکر اور حسن اخلاق : ''شکر'' کو حسنِ اخلاق میں بنیادی مقام حاصل ہے۔اس حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:''تم میرا شکر ادا کرو، ناشکری نہ کرو۔'' (سورۃ البقرہ)

سورہ ابراہیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کا ارشاد قابل غور ہے کہ ''یاد کرو تمہیں تمہارے رب نے آگاہ کردیا ہے، اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور اور بھی دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔'' (سورہ ابراہیم)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب 'غنیۃ الطالبین' میں فرماتے ہیں: ''سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کے لئے جو لوگ بلائے جائیں گے، وہ کثرت سے حمد کرنے والے اور اللہ کی طرف سے ہر شے کے عطا ہونے پر شکر بجالانے والے ہوں گے۔''

یعنی ہم شکر کا مفہوم یوں بھی بیان کرسکتے ہیں کہ نعمت دینے والے کی نعمت و مہربانی کا اعتراف کرنا، زبان سے شکر ادا کرنا ہے۔ اگر ہم لمحے بھر کو غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی گراں قدر نعمتوں میں ہوا، آگ، مٹی، پانی، سبزی، پھل، اناج، حلال جانور اور بے شمار ایسی اشیاء جو ہماری زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لئے لازم و ملزوم ہیں، اگر نہ ہوتیں تو بھلا ہم کس طرح زندہ رہ سکتے تھے۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ اس پاک ذات کا ہر وقت شکر ادا کریں۔

اسی طرح صبر کو بھی حسنِ اخلاق میں اہم مقام حاصل ہے۔

اس حوالے سے فرمایا گیا: ''اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ 'اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''صبر کی توفیق سے بہتر کوئی نعمت نہیں اور صبر آدھا ایمان ہے۔''

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ 'ایمان کے لئے صبر ایسا ہے کہ جیسے جسم کے لئے سر۔''

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر عمل صالح کا ثواب اس کی مقدار پر ہے لیکن صبر کا ثواب بے شمار اور لامحدود ہے۔''

ان تمام ارشادات و تعلیمات سے ثابت ہوتا ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اخلاق حسنہ پر عمل اور زندگی کے میدان میں کامیابی و کامرانی سے ہم کنار ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم تقویٰ، شکر اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

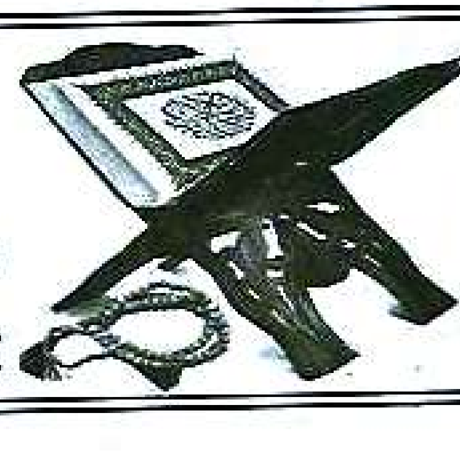

ضروری ہدایات

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

قرآن حکیم کھول کر ترجمہ کے ساتھ پڑھیئے

اور ہم نے اس قرآن کو تمہارے لئے آسان کر دیا ہے، ہے کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنے والا؟ القمر ۱۷

کیا آپ نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے؟ اگر نہیں تو اس سے زیادہ محرومی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟

لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ:

☆ یہ بھی ایک المیہ ہے جو "ٹچ موبائل" کا بھرپور اور شب و روز استعمال کر کے اپنے فرائض، اپنی ذمہ داریوں کو فراموش کر دیتے ہیں۔

☆ صبح اٹھتے ہی اخبار پڑھنے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔

☆ رسائل کا شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اپنے اپنے مسالک کے جرائد لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔

☆ دنیا بھر کی کتابیں پڑھنے کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔

۔۔۔۔ لیکن اللہ کی کتاب پڑھنے کے لئے ان کے پاس کوئی وقت نہیں ہے؟

حالانکہ۔۔۔۔

نزول قرآن کا آغاز ہی اس کتاب کو پڑھنے کے حکم "اقراء" سے ہوا ہے۔

☆ یہ صرف تلاوت کے لئے نہیں بلکہ سمجھ کر پڑھنے اور ہدایات حاصل کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔

☆ یہ صرف مردوں کو بخشوانے کے لئے نہیں بلکہ زندوں پر نجات کی راہ کھولنے کے لئے آئی ہے۔

☆ یہ انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے تاکہ اس کے خیالات میں نکھار پیدا ہو اور زندگی سنور جائے۔

☆ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ زندگی کا سفر اس کی روشنی میں طے کیا جائے۔

☆ کیا یہ مقاصد دیواروں پر یہ جو کتاب ہے، درس انقلاب ہے لکھنے سے پورے ہوں گے؟

☆ یا اس کتاب کو صرف مکمل ضابطہ حیات کہنے سے مسئلے حل ہوں گے؟

☆ یا یہ مقاصد، قرآن حکیم کے مطالعے کے بغیر پورے ہو سکتے ہیں؟

ایسے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ہی قرآن پاک پڑھا ہو؟

تمہیں کیا ہو گیا کہ تم قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے کیا تمہارے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں؟ (محمد۔ ۲۴)

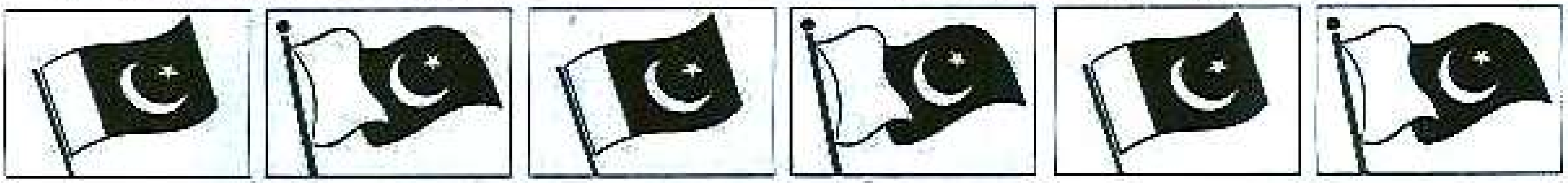

23 مارچ کا دن پاکستان کی تاریخ کا اہم دن

تحریر: انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

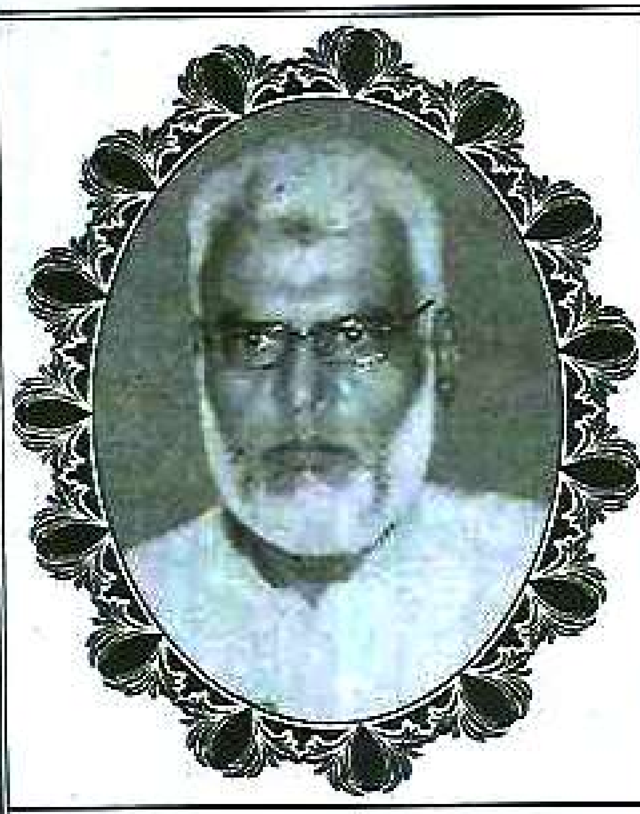

Mr. Anwer H. Kassam Kapadia

جب ہم پاکستان کی روشن اور زریں تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ میمنوں نے اس ملک کے قیام کے لیے بڑی جدوجہد کی تھی جس کے حوالے اور حوالہ جاتی حقائق آج بھی تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں۔ میمن اور گجراتی برادری نے تحریک پاکستان کے وقت اس تحریک کے لیے دل کھول کر فنڈز پیش کیے تھے۔ فنڈز کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتے ہیں جس کا قائداعظم کو احساس تھا اسی لیے انہوں نے ضرورت پڑنے پر سب سے پہلے میمن اور گجراتی برادری سے رجوع کیا تھا اور ان برادریوں نے قائداعظم کو بالکل مایوس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دل اور اپنی تجوریوں کے دروازے ان کے سامنے کھول دیے تھے۔

پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کی دعاؤں اور بے مثال قربانیوں کا ثمر ہے۔ یہ اسلامی مملکت ایک دن، ایک رات یا مختصر سی جدوجہد کے بعد ہمیں نہیں ملا تھا بلکہ اس کے لیے تو طویل جدوجہد کی گئی تھی۔ جب برصغیر کے مسلمانوں نے یہ محسوس کیا کہ انگریزوں کی برصغیر سے رخصتی کے بعد وہ ہندوستان کی غالب اکثریت ہندوؤں کے محکوم وغلام بن جائیں گے تو انہوں نے اپنے لیے ایک الگ، خودمختار اور اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر دیا کیونکہ وہ ہندوؤں کی نیتوں کو سمجھ چکے تھے اور یہ بھی جان چکے تھے کہ برسراقتدار آنے کے بعد ہندو، مسلمانوں سے اپنے ان سینکڑوں برسوں کا بدلہ لیں گے جو انہوں نے مسلمان بادشاہوں کی رعیت بن کر گزارے تھے۔

بس یہ احساس اور اس کے عملی مظاہرے نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اسی دوران انہیں قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت بھی مل گئی۔ جناح صاحب کا تعلق بھی گجراتی برادری سے تھا۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور انہیں آزادی کا پیغام سنا کر خواب غفلت سے بیدار کیا۔ چونکہ حضرت قائداعظم بھی گجراتی کمیونٹی سے تعلق رکھتے تھے اس لیے انہیں دیکھ کر پوری گجراتی برادری ان کے زیر سایہ آگئی اور اس برادری نے قیام پاکستان کے لیے کمر کس لی۔ پھر تو ان حضرات نے جان ومال کی قربانیاں پیش کیں۔ تحریک پاکستان کو مضبوط، متحرک اور فعال بنانے کے لیے چندے اور ڈونیشن دیے اس کے بعد جب پاکستان بن گیا تو اس کو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے مضبوط کرنے کا بیڑہ بھی

اٹھایا اور اس قدر دل و جان سے محنت کی کہ وہ ملک جس کے بارے میں انڈیا کے متعصب ہندوؤں کا خیال تھا کہ یہ چند روز کا مہمان ہوگا۔ وہ نہ صرف قائم رہا بلکہ اب تک قائم ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے ایٹمی دھماکہ کر کے انڈیا جیسے ملک کو یہ بھی بتا دیا کہ ”ہم کسی سے کم نہیں۔ ہماری طرف میلی نظر سے نہ دیکھنا اور نہ ہمیں کمزور سمجھنے کی غلطی کرنا۔“ جب ہم پاکستان کی روشن اور زریں تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ میمنوں نے اس ملک کے قیام کے لیے بڑی جدوجہد کی تھی جس کے حوالے اور حوالہ جاتی حقائق آج بھی تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں۔ میمن اور گجراتی برادری نے تحریک پاکستان کے وقت اس تحریک کے لیے دل کھول کر فنڈز پیش کیے تھے۔ فنڈز کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتے ہیں جس کا قائداعظم کو احساس تھا اسی لیے انہوں نے ضرورت پڑنے پر سب سے پہلے میمن اور گجراتی برادری سے رجوع کیا تھا اور ان برادریوں نے قائداعظم کو بالکل مایوس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دل اور اپنی تجوریوں کے دروازے ان کے سامنے کھول دیئے تھے۔

سر آدم جی حاجی داؤد نے تو پاکستان کے قیام کے بعد اس ملک کی معاشی اور اقتصادی ضروریات پوری کرنے کے لیے قائداعظم کی خدمت میں بلینک چیک پیش کر دیا تھا جس پر صرف اپنے دستخط کیے تھے اور قائداعظم کو اختیار دیا تھا کہ وہ اس میں جتنی رقم چاہیں، خود لکھ دیں۔ دیگر میمنوں کی طرح باٹوا کے شاہ سوداگران سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا مرحوم، سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا اور سیٹھ حسین قاسم دادا مرحوم وغیرہ نے تحریک پاکستان میں عملی اور مالی تعاون کیا۔ علاوہ ازیں میمن برادری کے سرکردہ تاجروں اور صنعت کاروں نے پاکستان کے قیام کے وقت درپیش مشکلات حل کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ ان حضرات نے اس ملک میں نئی صنعتیں، کارخانے، فیکٹریاں اور ملیں لگا کر نہ صرف اس ملک کو معاشی طور پر مضبوط کیا بلکہ اس کے لوگوں کو روزگار کی سہولیات بھی فراہم کی اور اس طرح ملک کو ابتدائی مشکلات اور پریشانیوں سے نجات دلائی۔ اس برادری نے پاکستان میں صنعتی اداروں کا جال بچھا دیا۔ اگر اس وقت گجراتی اور میمن برادری پاکستان کو سہارا نہ دیتی تو شاید (خدانخواستہ) اس نومولود ملک کے لیے اپنا وجود برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا۔

پاکستان کی تاریخ میں 23 مارچ کا دن بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان میں ہر سال 23 مارچ کا دن ایک قومی تہوار کی حیثیت سے بڑے جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے اس کے بعد ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی سلامتی اور استحکام کے لئے کوشش کرنے کی ذمہ داری بھی ہم پر عائد ہوتی ہے جس کے لئے ہمیں شب و روز انتھک جدوجہد کرنی ہوگی۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ اسلامی ملک آج بھی قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا۔

(اداریہ: ماہنامہ میمن سماج کراچی۔ شمارہ مارچ 2020ء)

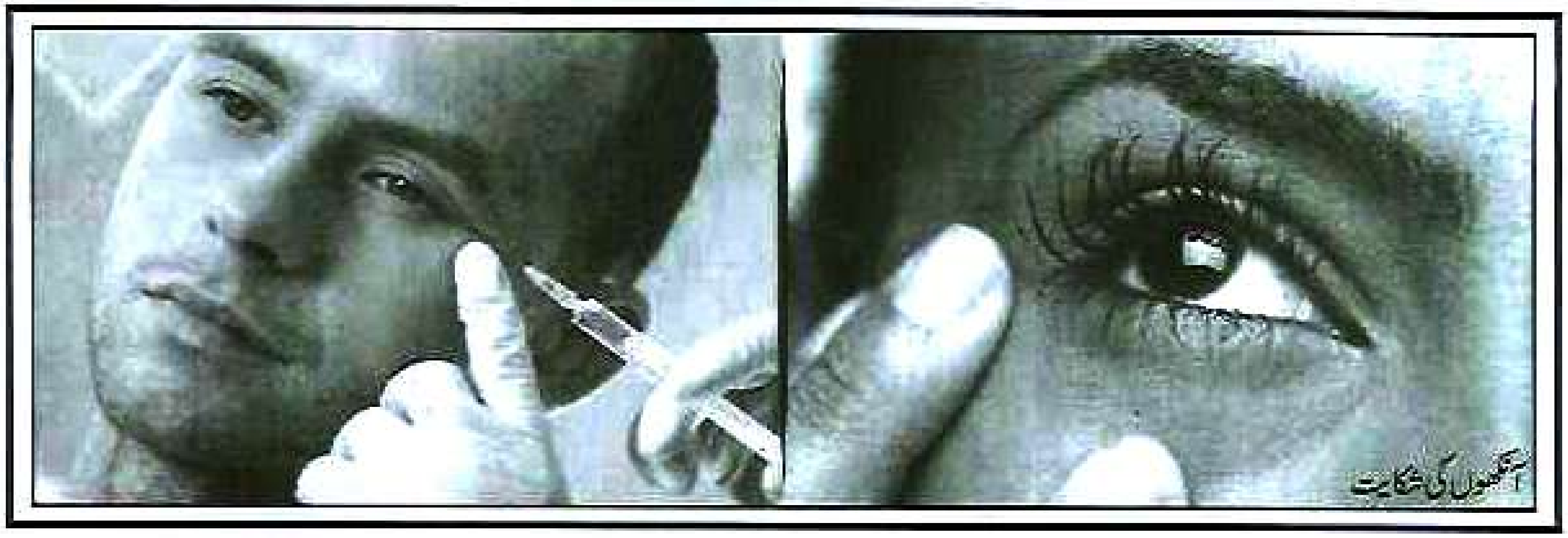

آنکھیں قدرت کا انمول تحفہ

یہ آنکھیں ہی ہیں جن کی بدولت زندگی میں روشنی اور حسن ہے۔ اگر آنکھوں کی اہمیت جاننی ہو تو کسی نابینا شخص سے پوچھیں جس کی زندگی میں تاریکی کے سوا اور کچھ نہیں۔ دراصل یہی لوگ قدرت کے عطا کردہ اس انمول تحفہ کی اصل قدر جانتے ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق ایسے نابینا افراد جو پیدائشی اندھے نہیں ہوتے ان کی بینائی لوٹائی جاسکتی ہے۔ بدقسمتی سے طب کے اس شعبے میں تحقیق بہت کم ہے۔ دورِ جدید میں آنکھوں اور بینائی کھو جانے کے مسائل میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ آنکھوں کی بیشتر بیماریاں عمر بڑھنے کے عمل سے وابستہ ہوتی ہیں جیسے جیسے عمر میں اضافہ ہوتا ہے جسم کے پٹھوں کی ساخت میں تبدیلی رونما ہونے لگتی ہے۔ عمر سے متعلقہ آنکھوں کے امراض میں موتیا، glaucoma یعنی سبز موتیا اور macular elegeneration زیادہ عام ہیں۔ عمر کے علاوہ انسان کی مجموعی صحت اور دیگر بیماریاں بھی قوت بینائی پر اثر انداز ہوتی ہیں جیسے ذیابیطس سے ہونے والی آنکھوں کی بیماری diabetic retinopathy اس کی بہترین مثال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ زیادہ سے زیادہ لوگ امراض چشم کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔

آنکھوں کی حفاظت : امراض چشم کے اثرات ظاہر ہونے پر فوراً احتیاطی تدابیر اختیار کر کے ان سے بچاؤ ممکن ہے۔ غذا میں وٹامنز کی موجودگی بالخصوص وٹامن B اور منرلز کی مناسب مقدار بھی آنکھوں کو روشن رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اگر آنکھوں کی حفاظت کے لئے درست تدابیر اختیار کی جائیں تو بینائی کو زائل ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر macular elegeneration کے امکانات کو کم کرنا ممکن ہے مگر اس کے لئے آنکھوں کی ورزش اور متوازن غذا کا استعمال لازم ہے۔ زخم، حادثے، بیماری یا آنکھ کے پٹھوں پر دباؤ کی وجہ سے ظاہر ہونے والے نابیناپن سے بچنا بھی ممکن ہے۔

وٹامنز کی اہمیت : وٹامنز، معدنیات اور دیگر غذائی اجزاء امراض چشم کے بچاؤ میں موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ غذا اور قوت بینائی میں ایک خاص رشتہ ہے جسے استوار رکھنا ضروری ہے۔

☆ وٹامن اے، موتیا اور رات کے نابیناپن سے بچاؤ ممکن بناتا ہے۔ اس وٹامن کی کمی آنکھوں السر اور بینائی سے محرومی کے امکانات بڑھاتی ہے۔

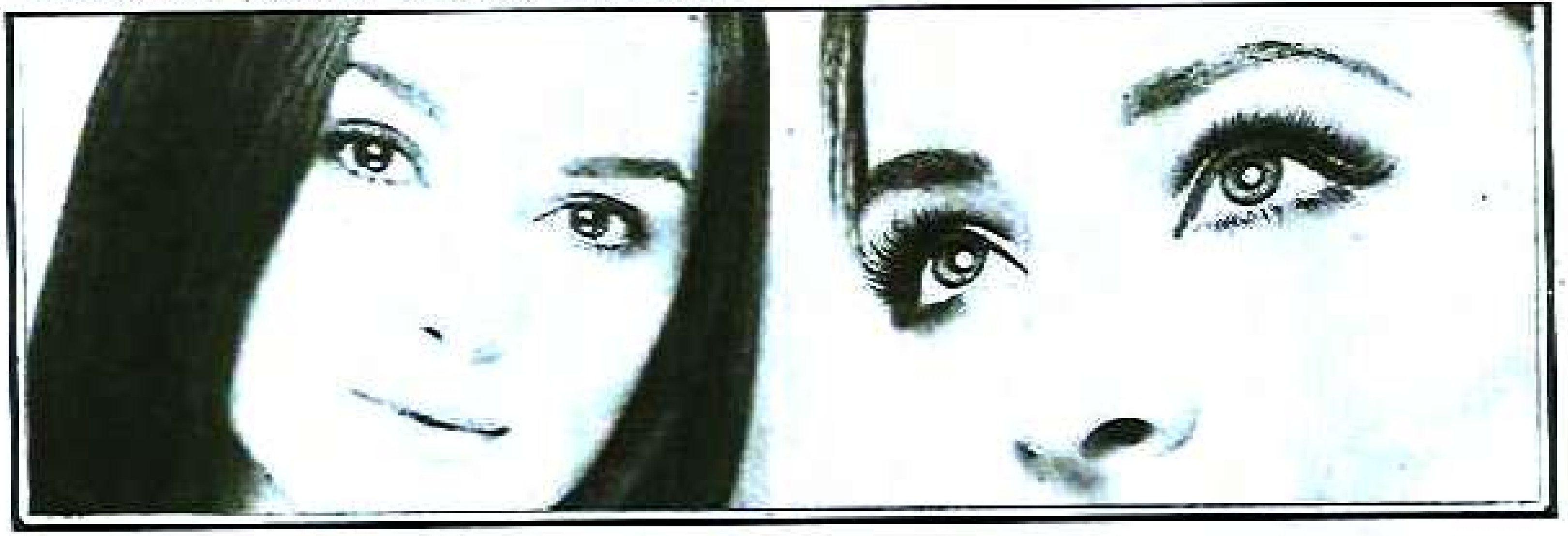

☆ روزمرہ خوراک میں وٹامن ای کی مناسب مقدار موتیے (calaract) اور macular elegeneration کے رسک کو کم کر دیتی ہے۔

☆ وٹامن سی موتیے کی نمو کو روکتا ہے اور عمر رسیدگی کی وجہ ظاہر ہونے elegeneration کے اثرات کو سست کر دیتا ہے۔

صحت مند آنکھوں کیلئے ٹپس : درج ذیل تجاویز آپ کی آنکھوں کو صحت مند اور خوبصورت بنانے میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

☆ کچی سبزیاں اور تازہ پھلوں کا زیادہ استعمال کریں، مثلاً گاجر، پالک، پپیتہ، آم، آڑو وغیرہ۔ ان میں بیٹا کروٹین پایا جاتا ہے جو آنکھوں کی نشوونما کے لئے ضروری ہے۔

☆ روزانہ کچھ دیر ورزش کرنے کی عادات اپنائیں اس سے خون کی گردش بڑھتی ہے۔

☆ خوب پانی پیا کریں، کم از کم آٹھ سے دس گلاس روزانہ پانی کا استعمال آنکھوں کو کسی بھی قسم کی فربہی (puffiness) سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ پانی کا وافر استعمال جسم سے فاضل مادوں کے اخراج کو ممکن بناتا ہے۔

☆ آنکھوں کی صفائی کے لئے روئی کو دودھ یا شہد میں ڈبو کر استعمال کریں۔ یہ دونوں بہترین اور محفوظ قدرتی کلینزر ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوئی تم سے بھلائی کی امید رکھے تو اسے مایوس مت کرو
کیونکہ لوگوں کی ضرورتوں کا تم سے وابستہ ہونا
تم پر اللہ کی عنایت ہے۔

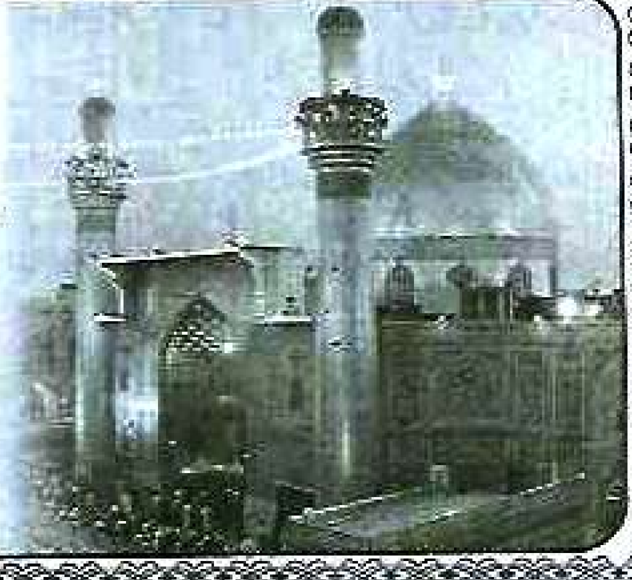

53 ویں برسی کے موقع پر

جن کی بانٹوا میمن برادری اور میمن برادری کے لئے سماجی، فلاحی اور تعلیمی گراں قدر خدمات بے مثال ہیں

سیٹھ حاجی سلیمان بھورا مرحوم

پیدائش: 18 جولائی 1890ء (بانٹوا۔انڈیا) وفات: 20 مارچ 1969ء (کراچی۔پاکستان)

تحقیق و تحریر: کھتری عصمت علی پٹیل

Late Haji Suleman Bhura

شاعر مشرق، مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں نگاہ کی بلندی، دلآویز رویہ اور موثر گفتگو کو اچھی قیادت کی صفات بتایا ہے۔ انہیں ہم دوسرے لفظوں میں اعلیٰ فکر اعلیٰ افکار اور مدلل گفتگو بھی کہہ سکتے ہیں جو حضرات سیٹھ حاجی سلیمان ابراہیم بھورا کی حیات و خدمات اور کارناموں سے واقف ہیں وہ ضرور اس بات کی تائید کریں گے کہ موصوف ان صفات کے حامل تھے۔

مشن و وژن: بڑے بڑے پرخطر معاملات میں چٹان کی طرح ڈٹ جانا اور خدمت میں رات دن ایک کردینا سیٹھ حاجی سلیمان بھورا کی زندگی کا مشن و وژن تھا۔ سیٹھ حاجی سلیمان بھورا میمن برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ گجرات کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا کے رہنے والے تھے۔

بانٹوا نے جہاں ارب پتی صنعت کار، تاجر اور مخیّر حضرات پیدا کئے، وہاں سیٹھ قاسم دادا، خادم انسانیت عبدالستار ایدھی، محترمہ خدیجہ حاجیانی، حسین دھامیا، حاجی موسیٰ لوائی، سیٹھ احمد داؤد اور سلیمان بھورا وغیرہ جیسے سماجی کارکن اور مصلح بھی پیدا کئے۔ ان کی عظمت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں تھے۔ انہوں نے تعلیم اور فلاح و بہبود کے شعبے میں وہ کام کردکھایا جو کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی نہیں کرسکتا۔ انہوں نے سماجی معاملات میں اصولی موقف اختیار کیا۔ اصلاح اور تنظیم کے سلسلے میں مصلحت پر حق کو ترجیح دی اور تمام زندگی اپنے موقف سے نہیں ہٹے۔

پیدائش: حاجی سلیمان بھورا 18 جولائی 1890ء کو پیدا ہوئے۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق دوسرے میمن بچوں کی طرح انہوں نے بھی چھٹے کلاس تک تعلیم حاصل کی۔ سوائے چند بڑے شہروں اور ثقافتی مراکز کے اس زمانے میں تعلیم اتنی عام نہ تھی۔ دوسرے یہ کہ میمن برادری

ایک قدیم تاجر برادری ہے۔ اس میں یہ روایت چلی آتی تھی کہ تجارت کے لیے تعلیم اتنی ضروری نہیں جتنا تجربہ ضروری ہے۔ چنانچہ میمن حضرات اپنے بچوں (اولادوں) کو کسی تاجر کے ہاں ملازم رکھوا دیتے تھے تاکہ وہ کاروبار کا عملی تجربہ حاصل کریں۔ حاجی سلیمان بھورا بھی پہلے جعفر صاحب کی ایک فرم میں ملازم ہوگئے۔ پھر سیٹھ حسین قاسم دادا کی فرم میں شامل ہوئے جو پہلی فرم سے زیادہ بڑی اور زیادہ مشہور تھی۔

برادری میں کاروبار : اس زمانے میں میمن برادری کا کاروبار کراچی سے رنگون تک پھیلا ہوا تھا۔ ان کاروباری اداروں میں کام کرنے والے عموماً ان کے ہم وطن ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ ملازم سال دو سال کے بعد اپنے خاندان اور عزیز و اقارب سے ملنے اپنے وطن (شہر) آتے تھے۔

سماجی خدمات : حاجی سلیمان بھورا نے اپنی سماجی خدمت کا آغاز اپنی سالانہ چھٹیوں کے دوران کیا۔ اس وقت دھن گمری بانٹوا میں میمن برادری کی کوئی تنظیم نہ تھی۔ چند جوشیلے نوجوانوں نے جن میں حاجی سلیمان بھورا بھی شامل تھے مل کر "انجمن حمایت اسلام" کی 1916ء میں بنا ڈالی اور اس طرح برادری کی خدمت کا آغاز کیا۔ 1919ء میں وہ اس انجمن کے اعزازی جنرل سیکریٹری بن گئے اور چالیس برس تک اس منصب پر فائز رہے۔ زندگی کے آخری آٹھ سال تک وہ اس کے صدر رہے۔ بانٹوا میں اس وقت بھی لاکھوں پتی اور اربوں پتی مخیر حضرات موجود تھے۔ جب ان نوجوانوں کی تنظیم قائم ہوئی تو چند لوگوں نے انہیں باغی قرار دیا۔

انجمن حمایت اسلام کی مشکلات : بے شک دولت مند حضرات بھی خدمت خلق کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ لیکن حقیقی سماجی خدمت کا آغاز حاجی سلیمان بھورا کی "انجمن حمایت اسلام" سے ہوا۔ بانٹوا میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہ تھی۔ نہ ہی اس دور افتادہ جگہ پر کوئی آنا چاہتی تھی۔ کوئی خاتون بیمار پڑتی تو سخت پریشانی ہوتی۔ اسے راجکوٹ یا پوربندر لے جانا پڑتا تھا۔ سواریاں بھی پرانی قسم کی تھیں۔

بانٹوا کی پہلی ڈسپنسری : حاجی سلیمان بھورا اور ان کے رفقائے کار نے انجمن کے سب سے پہلے اس مسئلے پر توجہ دی۔ ایک مکان کرائے پر لے کر ایک لیڈی ڈاکٹر کو لا کر انہوں نے بانٹوا میں پہلی ڈسپنسری قائم کی۔ اس زمانے اور اس جگہ کے ریاستی حالات میں یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ یہاں تک کہ پولیٹیکل ایجنٹ بھی ان کے "اپنی مدد آپ" کے اس جذبے سے بہت متاثر ہوا اور اس نے مقامی راجکماروں کو ڈسپنسری کے لئے جگہ دینے کے لئے کہا تاکہ وہاں عمارت تعمیر کی جاسکے۔ انجمن کے کارکن گھر گھر گئے۔ انہوں نے دولت مند اور دیگر افراد سے چندہ جمع کیا اور خواتین کا ایک جدید اسپتال قائم کردیا جس سے نہ صرف بانٹوا بلکہ مضافات کے رہنے والے بھی مستفید ہونے لگے۔

لڑکیوں کا اسکول : سیٹھ حاجی سلیمان بھورا اور ان کی انجمن نے سماجی خدمت کے کاموں میں دوسری ترجیح لڑکیوں (بچیوں) کے اسکول کے قیام کو دی۔ اس وقت تک لڑکیوں کا کوئی اسکول وہاں موجود نہ تھا۔ ان دونوں باتوں میں حاجی سلیمان اور ان کی انجمن کو پہل کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

قبرستان کا انتظام : سماجی خدمت کا تیسرا کام قبرستان (تجہیز و تکفین) کا انتظام تھا۔ چنانچہ اس وقت پوری میمن برادری ان کی خدمت سے متاثر ہوچکی تھی لہٰذا برادری نے قبرستان کا انتظام بھی انہیں کے حوالے کردیا۔ پہلے یہ خدمت بانٹوا (انڈیا) میں کی اس کے بعد 20 مارچ 1948ء میں کراچی میں دوست احباب کے بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی بنیاد رکھی۔

بانٹوا میمن جماعت : اب حاجی سلیمان بھورا اور ان کی انجمن برادری کے لئے ایک وسیع ادارے کے قیام کے بارے میں سوچنے

لگے۔ چنانچہ ان کی اور دیگر سماجی رہنماؤں کی کوشش اور کاوش سے کراچی میں 2 جون 1950ء کو "بانٹوا میمن جماعت" وجود میں آئی۔ اس میں مخیر لوگوں نے بھی شرکت کی تھی۔

اسلامی قانون وراثت : بانٹوا میں اس وقت تک ہندو قانون وراثت رائج تھا۔ اس قانون میں چند خامیوں کی وجہ سے خواتین ہمیشہ گھاٹے میں ہی رہتی تھیں۔ اس کے مقابلے میں اسلامی قوانین وراثت میں خواتین کو زیادہ حقوق حاصل تھے۔ یاد رہے کہ یہ معاملہ ریاستی انتظام سے متعلق تھا جہاں آواز اٹھانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ حاجی سلیمان بھورا اور ان کی انجمن نے آواز اٹھائی کہ میمن برادری کے لئے اسلامی قانون وراثت کو اپنایا جائے۔ اس کے مطابق بیوی، بہن اور بیٹی کا بھی حق بنتا ہے۔ چونکہ بہنیں اور بیٹیاں دوسرے گھروں میں بیاہ دی جاتی ہیں، اس لئے بانٹوا کے چند لوگ اس کے خلاف تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی دولت ان کے گھر سے باہر جائے۔ چنانچہ حاجی سلیمان بھورا اور ان کے مخالفوں میں زبردست کشمکش چلتی رہی۔ دونوں اپنے اپنے حق میں دلائل دیتے رہے۔ معاملات ریاست اور پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس جا پہنچے۔ مانا ودر اور راجکوٹ میں کیس کی سماعت ہونے لگی۔ سیٹھ حاجی سلیمان بھورا بے روزگار ہو گئے۔ کوئی انہیں ان کے خیالات کی وجہ سے اپنے ہاں ملازم رکھنے پر تیار نہیں تھا۔ آخر 1942ء میں بانٹوا کے حکمران راجکمار نے اسلامی قانون وراثت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

پاکستان آمد اور خدمات کا آغاز : اس کے بعد حاجی سلیمان بھورا پاکستان آگئے۔ انہوں نے مہاجرین کی مدد (سپورٹ) کے لئے ایک ریلیف کمیٹی بنائی جس نے بڑی مخلصانہ خدمات سرانجام دیں۔ پھر وہ میمن برادری کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے دوستوں کے تعاون سے "میمن ایجوکیشن بورڈ" قائم کیا۔ آپ کو اس کا اعزازی جنرل سیکریٹری بنایا گیا۔ پہلے ایک پرائمری اسکول کو قائم کیا جس میں 400 طلبہ اور 20 اساتذہ تھے۔ بیس برس میں ان کا یہ تعلیمی منصوبہ "مدرسہ اسلامیہ" کے نام سے اتنا وسعت اختیار کر گیا کہ اس کے آٹھ پرائمری اور سیکنڈری اسکول ہو گئے جن میں 5000 طلبہ پڑھتے ہیں اور تقریباً ایک سو اساتذہ ہیں۔ ان کی زندگی کی اور زبردست جنگ "آل پاکستان میمن فیڈریشن کراچی" میں نمائندگی کا مسئلہ تھی۔ اگرچہ وہ عملاً اس میں ہار گئے۔ لیکن اصولاً ان کی جیت کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا موقف تھا کہ اللہ نے ہمیں پاکستان جیسا آزاد ملک دیا۔

اب ہمیں کاٹھیاواڑ کے گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے کی نسبت کو چھوڑنا چاہئے اور اس فیڈریشن میں نمائندگی "گام واد" پر نہیں ہونی چاہئے۔ وہ انفرادی یا زیادہ سے زیادہ ایک بڑے علاقے کی بنیاد پر نمائندگی کے حق میں تھے۔ لیکن اکثریت نے اس موقف کو نہیں اپنایا۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ رجحان ختم ہو جائے گا۔ اس وقت ہر ایک کو حاجی سلیمان بھورا کے موقف کی اہمیت کا احساس ہوگا۔

خلوص کی پیکر شخصیت : حاجی سلیمان بھورا ایک باغ و بہار انسان تھے۔ وہ تنگ نظر نہیں بلکہ وسیع النظر تھے۔ وہ اصولوں پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرتے تھے۔ دوستوں کے دوست تھے۔ وہ کراچی میں مدرسہ اسلامیہ کی وسیع تعلیمی ادارے کے بانی ممبر تھے۔ وہ جمہوری اقدار کے قائل تھے۔ جب تک ان کے ساتھی اور ماتحت اپنی ذمہ داریاں دیانت داری کے ساتھ پوری کرتے تھے وہ ان کے کاموں میں کبھی مداخلت نہیں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو پاکستان میں اپنی نعمتوں سے نوازا۔ وہ ایک چھوٹے صنعت کار کی حیثیت پر پہنچ گئے۔ اپنے بلند کردار اور وسیع تجربے کی وجہ سے لوگ ان سے مشورہ کرتے تھے۔ وہ ہر شخص کا احترام کرتے تھے اور اپنی صائب رائے اور صائب موقف پر سختی سے قائم رہتے تھے۔

انتقال : سیٹھ حاجی سلیمان بھورا 20 مارچ 1969ء کو کراچی میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے لیکن ان کی خدمات اور باتیں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ برادری کے دانش ور طبقے کا خیال ہے کہ اگر ”آل پاکستان میمن فیڈریشن“ کو ان کا تعاون حاصل ہوتا تو اس کے موثر کردار میں خاطر خواہ اضافہ ہوجاتا۔ مرحوم کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ”انجمن حمایت اسلام کراچی“ نے اپنے کتب خانے کا نام ”حاجی سلیمان بھورا لائبریری“ رکھا ہے۔

جناب حاجی سلیمان بھورا جیسی شخصیتیں جو اپنی بے لوث اور گراں قدر خدمات کی ٹھوس نشانیاں چھوڑ جاتی ہیں اور جن کی سوچ اصول اور عقل و دانش کی کسوٹی پر پوری اترتی ہے، بھلائی نہیں جاسکتیں۔ آج وہ ہم میں نہیں لیکن ان کی یادیں ہمارے درمیان ان کی موجودگی کا احساس دلاتی ہیں۔ اگر میمن برادری ایسے ہی حق پرست اور حق گو انسان پیدا کرتے رہی تو اس کا مستقبل انشاء اللہ تعالیٰ تابناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ (آمین)

حوالہ : مضمون کی تیاری میں بھورا فیملی علاوہ حاجی عبدالستار بھورا، ماہنامہ میمن سماج کی پرانی فائلوں، مجلّہ مدرسہ اسلامیہ لی، ڈان گجراتی اور وطن گجراتی کی تحریروں سے شکریے کے ساتھ بنیادی معلومات لی گئیں ہیں۔ (نوٹ: مضمون نگار)

ہمارا نصب العین بانٹوا میمن برادری سے غربت کا مکمل خاتمہ

معیاری اور اعلیٰ تعلیم (ہائر ایجوکیشن) کا فروغ، علاج معالجہ کی بہتر سہولیات، گھریلو تنازعات کا حل، آبادکاری، مجموعی خوش حالی ہر شعبہ ہائے زندگی میں تیز رفتار ترقی کے لئے مذکورہ مقاصد کے حصول اور برادری کی بہتر اور عمدہ خدمت کی خاطر بانٹوا میمن جماعت کراچی سے بھرپور تعاون و سپورٹ کیجئے۔ ہمارا ساتھ دیجئے

نیک تمناؤں اور پرخلوص دعاؤں کے طالب

عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

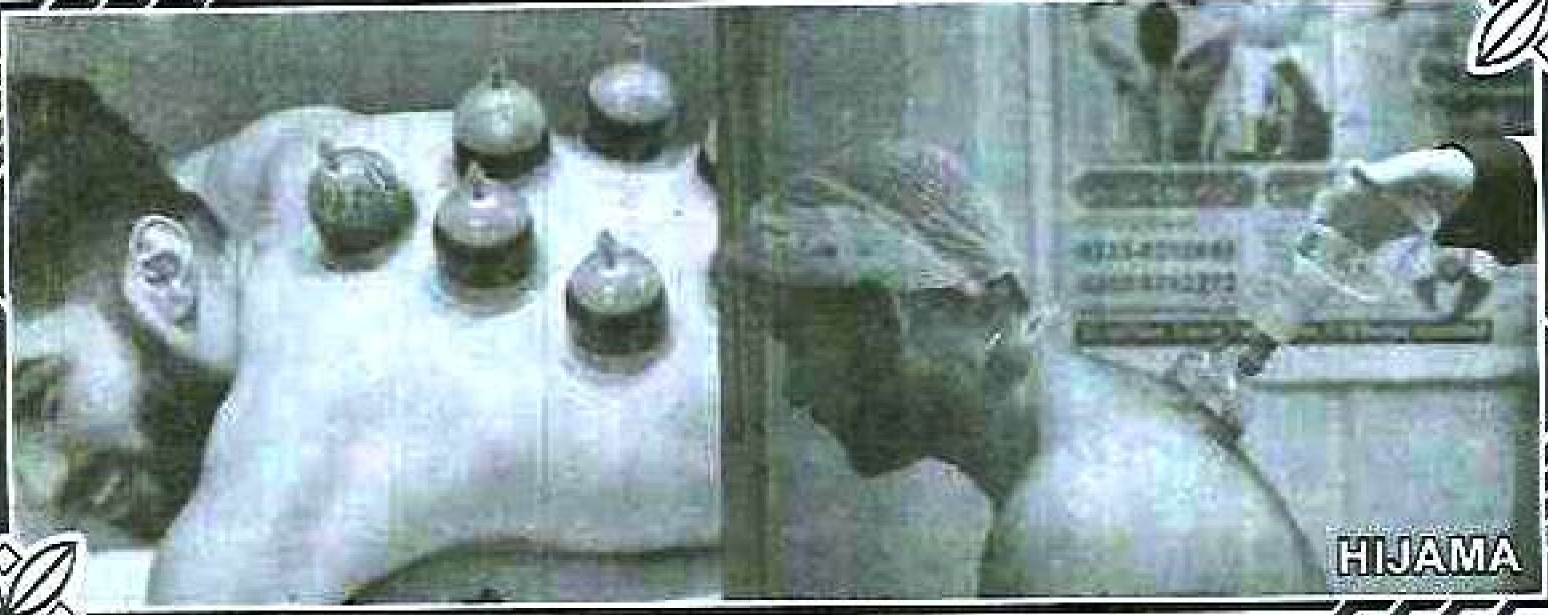

آپ کی صحت | علاج معالجہ

حجامہ۔ سنت علاج

تحریر: ڈاکٹر شہناز سکندر جانگڑا

مضمون نگار کا تعارف: بانٹوا میمن برادری کی مشہور اور ممتاز لیڈی ڈاکٹر محترمہ شہناز سکندر صاحبہ جنھوں نے ایم بی بی ایس کی ڈگری (سندھ) 1982ء میں لیاقت میڈیکل کالج جامشورو سے کیا ہے۔ ڈاکٹر شہناز، جناب عبدالغنی فوجدار (مرحوم) کی دختر ہیں۔ آپ کی شادی ڈاکٹر سکندر جانگڑا سے جنوری 1982ء میں ہوئی۔ جو ایک ممتاز اور صف اول کے ڈینٹل سرجن ہیں۔ آپ کی اولادوں میں حافظ محمد سعد ایم بی اے اور کمپیوٹر انجینیئرنگ کیا ہے اور Symit کے نام سے سوفٹ ویئر ہاؤس ہے۔ جناب محمد عمر سکندر ڈینٹل سرجن ہیں۔ بیٹی محترمہ سارہ عامر یوسف کونکا ناوالا کی اہلیہ اور عالمہ ہیں۔ جناب حافظ سلمان ماشاءاللہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں اور سلمان اینڈ راحیل کے نام سے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ فرم ہے اور جناب حافظ محمد حمزہ اپنا ای زوم کے نام سے آن لائن کاروبار ہے۔ ماشاءاللہ پورا گھرانہ تعلیم سے بہرہ ور ہے۔

حجامہ کا آغاز اور ابتداء: حجامہ کا طریقہ علاج وہ ہے جو نہایت قدیم کہلاتا ہے۔ اس میں مرض کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی دوا استعمال نہیں کی جاتی۔

حجامہ کا مقصد: اس طریقہ علاج کا مقصد یہ ہے کہ اس میں جسم سے اس فاسد خون کو نکال دیا جاتا ہے جو جسم میں بیماری کا سبب بن رہا ہوتا ہے۔ عربی میں اس کا طریقہ علاج کو "الحجامہ" کہتے ہیں۔ یہ وہ طریقہ علاج ہے جسے رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کرام بھی استعمال کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی مسلم ملکوں میں یہ طریقہ علاج رائج ہے۔ زیادہ تر یہ طریقہ علاج ایشیائی ملکوں میں اختیار کیا جاتا ہے اور مشرق وسطیٰ میں بھی یہ طریقہ علاج رائج ہے۔ حجامہ کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگلستان کے ایک میڈیکل جرنل (طبی رسالے) The Lancet نے بھی اس طریقہ علاج کو متعارف کرایا اور پذیرائی حاصل کی۔

حجامہ کھلوانے کے اصول: حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارکہ میں عربوں کا یہ خیال تھا کہ جب انسان کے جسم کے مخصوص حصوں میں رطوبتوں کے درمیان عدم توازن پیدا ہوتا ہے تو اس سے جسم کے مخصوص حصے یا پورا جسم بیمار ہو جاتا ہے۔ یونان میں یہ تصور رائج تھا کہ انسان کا جسم مضر اور گندے خون کی وجہ سے بیمار ہوتا ہے اور یونانی کہتے تھے کہ اگر اس گندے اور فاسد خون کو جسم سے نکال باہر کر دیا جائے تو انسان مکمل طور پر صحت یاب ہو سکتا ہے۔ حجامہ کے پورے عمل میں دس سے پندرہ منٹ لگ سکتے ہیں۔ اس طریقے میں ایک گلاس استعمال کیا جاتا ہے جس سے خون کو کھینچا یا Suction کیا جاتا ہے۔ حجامہ کی دو اقسام ہوتی ہیں: خشک اور گیلی حضور پاک ﷺ گیلے طریقے کو استعمال کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اسے بہترین علاج قرار دیا تھا۔

گیلی حجامہ وہ طریقہ ہے جس کے تحت جسم مختلف عمل کے ذریعے وکیومنگ کی جاتی ہے۔ اس میں جسم کی جلد کے ایک خاص حصے کو تیز دھار والے آلے سے کٹ لگائے جاتے ہیں اور وہاں سے نکلنے والے خون کو ایک پیالے میں جمع کر لیا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں: متعدد احادیث مبارکہ میں حجامہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ بعض احادیث کا تذکرہ درج ذیل ہے: حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ حجامہ بہترین طریقہ علاج ہے۔“ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ”اگر کوئی بہترین علاج استعمال کیا جائے تو وہ حجامہ ہے۔“ (صحیح سنن ابی داؤد)

حجامہ ایک حفاظتی دوا ہے: حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب موسم نہایت شدید گرم ہو جائے تو (حجامہ) کے ذریعے مدد حاصل کرو۔“

حجامہ کرانا ایک احتیاطی اور حفاظتی تدبیر ہے جو جسم کو مکمل تحفظ فراہم کرتی ہے یہ جسم کے کارڈیو ویسکولر سسٹم (دل کی رگوں اور پٹھوں کے نظام) کو صاف کرتی ہے جس کے بعد بیماری کو پروان چڑھنے کا موقع نہیں ملتا اور اگر بیماری پہلے سے موجود ہو تو حجامہ کے عمل سے پورا نظام صاف ہو جاتا ہے جس کے بعد اس نظام کو بیماری کے خلاف مزاحمت کرنے میں مدد ملتی ہے اور انسان جلد ہی بیماری سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ الحجامہ (Cupping) ایک حیرت انگیز اور شاندار طریقہ علاج ہے جسے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کی سنت کا درجہ حاصل ہے اور اس کے شاندار فوائد عیاں ہیں۔ اس کی وجہ سے جسم میں موجود تمام فاسد اور مضر صحت مادے خارج ہو سکتے ہیں۔ یہ اس کا واضح طبی فائدہ ہے جس سے بھرپور استفادہ کیا جانا چاہیے۔

الحجامہ (Cupping) کے فوائد:

☆ اس سے خون صاف ہو جاتا ہے۔

☆ اس سے مختلف قسم کے عضلاتی (پٹھوں کے درد) درد دور ہو جاتے ہیں جیسے آرتھرائٹس (جوڑوں کا درد) Sciatica، کمر کا درد، میگرین (درد شقیقہ یا آدھے سر کا درد) اور دیگر۔

☆ ڈپریشن، پاگل پن اور دوسرے نفسیاتی عوارض سے تحفظ ملتا ہے۔

☆ نظام ہضم کی بیماریوں سے تحفظ ملتا ہے۔

☆ پھیپھڑوں کی بیماریاں دور ہوتی ہیں

☆ جلدی امراض دور ہوتے ہیں۔

☆اس سے انسان کو زبردست خوشی ملتی ہے۔وہ خود کو پرسکون اور ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے اور پہلے سے صحت مند افراد کو اس کے ذریعے عام جسمانی بہتری ملتی ہے اور مجموعی طور پر خوشحالی ملتی ہے۔ تگر الحجامہ Cupping کے لیے ترجیحی وقت نہار منہ ہوتا ہے(حوالہ: ڈاکٹر امجد احسان علی کی کتاب سے لیا گیا ہے)

الحجامه کا طریقه علاج سنت هے : حضرت عبداللہ ابن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:
''معراج کی شب میں فرشتوں کے پاس نہیں گزرا سوائے اس کے کہ وہ سب مجھ سے کہہ رہے تھے: آپ کے پاس حجامہ ہے۔ اے محمد ﷺ اپنی امت کو الحجامہ کا حکم دیجیے۔'' (ترمذی شریف)

Cupping Therapy یا الحجامہ درج ذیل امراض کے لیے تجویز کی گئی ہے: خونی عوارض، درد سے نجات، حدت و جلن کی کیفیات، ذہنی و جسمانی تناؤ، پھولی ہوئی رگوں اور گہرے ٹشوز مساج۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے بارآوری کی صلاحیت میں پچاس فیصد تک بہتری آجاتی ہے۔ الحجامہ کے مفید اثرات کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ طریقہ علاج گھٹنوں کے درد کے لیے بہت مفید ہے اس کے علاوہ صحت جسمانی پر بھی اس کے مفید اثرات دیکھے گئے۔ مزید یہ کہ حال میں ایک عمدہ اور بھرپور جائزہ لیا گیا جس میں گیلی فصد یا گیلی الحجامہ پر پانچ ٹرائل کیے گئے جو بطور خاص عضلاتی یا پٹھوں کے عوارض کے لیے کیے گئے تھے۔ اس کے نتائج سے معلوم ہوا ہے کہ گیلی حجامہ کمر کے نچلے حصے کے درد کے لیے بہت مفید ہے اس کے علاوہ وہ الحجامہ یعنی گیلی یا پھر Wet Cupping صحت کے متعدد مسائل میں مفید ہے اور مجموعی طور پر پوری بہبود اور خوشحالی کو برقرار رکھتی ہے۔

خوشخبری

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کی جانب سے بانٹوا برادری کے بزرگ اور خواتین مریضوں کیلئے جمشید روڈ/شرف آباد تا بانٹوا انیس ہسپتال فری شٹل سروس کا آغاز کردیا گیا ہے

فری شٹل سروس کے اوقات کار اور اسٹیشن

جمشید روڈ، سبزی گلی، (زبیدہ کلینک) سے بانٹوا انیس ہسپتال براستہ شرف آباد (ملک نہاری/نزد یونائیٹڈ بیکری)

صبح روانگی اور پہنچنے کے اوقات کار ۱۱ بجے سے ۲:۳۰ بجے تک

جمشید روڈ		شرف آباد	
روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات	روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات
11:00 A.M.	12:00 P.M.	11:30 A.M.	12:30 P.M.
01:00 P.M.	02:00 P.M.	01:30 P.M.	02:30 P.M.

شام روانگی اور پہنچنے کے اوقات کار ۵ بجے سے ۱۰:۳۰ بجے تک

جمشید روڈ		شرف آباد	
روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات	روانگی کے اوقات	پہنچنے کے اوقات
05:00 P.M.	06:00 P.M.	05:30 P.M.	06:30 P.M.
07:00 P.M.	08:00 P.M.	07:30 P.M.	08:30 P.M.
09:00 P.M.	10:00 P.M.	09:30 P.M.	10:30 P.M.

بانٹوا انیس ہسپتال کا پتہ: پلاٹ نمبر 52,53 دہلی مرکنٹائل سوسائٹی، بجانب شہید ملت روڈ، کراچی۔

ٹیلی فون نمبر: 0321-2121511 - 021-34926812/3/4

تحریک پاکستان اور تعمیر پاکستان

میمن اور گجراتی برادریوں کا کردار

سینئر ریسرچ اسکالر تاریخ و ثقافت کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

میمن اور گجراتی برادری کے قابل فخر حضرات نہ صرف ہندوستان، پاکستان و بنگلہ دیش بلکہ دنیا کے تقریباً ہر ملک بالخصوص ریاست ہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، متحدہ عرب امارات اور جرمنی وغیرہ میں آباد ہیں۔ ان ملکوں میں میمن اور گجراتی برادری کے افراد قیام پاکستان سے بھی پہلے سے آباد ہیں اور وہاں کے اول درجے کے اور معزز شہری ہیں۔ انہوں نے اپنی بے مثال صلاحیتوں سے اپنے آپ کو منوایا ہے اور دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں اپنے لئے کامیابی کے ساتھ باعزت جگہ بھی بنائی ہے۔

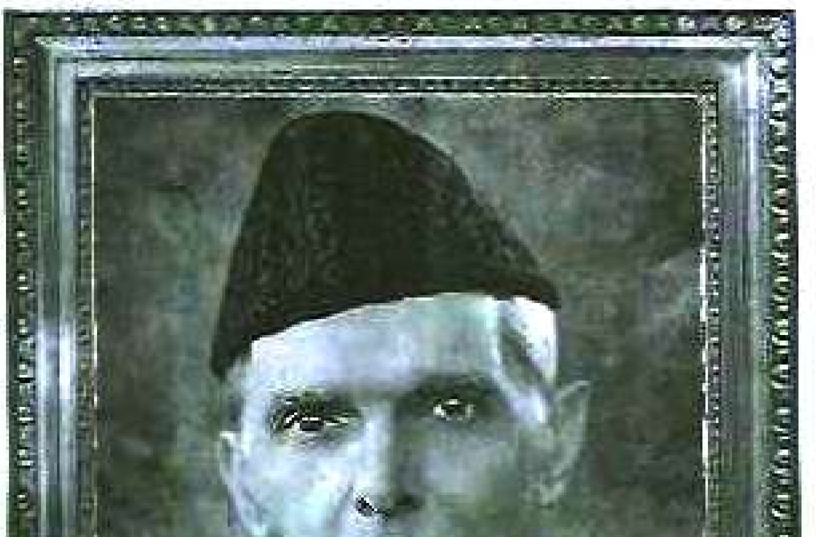

میمن برادری کا خدمتی مشن : میمن برادری کی تاریخ خاصی قدیم ہے۔ قدرت نے اسے دو خوبیوں سے نوازا ہے۔ پہلی خوبی یہ ہے کہ میمن برادری کو ایک تاجر اور سوداگر وصنعتکار برادری کی حیثیت سے قبول عام حاصل ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ برادری مذہب سے بہت لگاؤ رکھتی ہے۔ اسی لئے اسے خدا کے بندوں سے پیار ہے۔ یہ انسانیت سے محبت کرتی ہے۔ میمن حضرات نے دنیا کے ہر گوشے میں مدرسے، مسجدیں اور اسکول نہ صرف قائم کیے ہیں بلکہ ان کی مستقل مالی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔ ان حضرات کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے سماجی، معاشرتی اور رفاہی انجمنیں اور ادارے قائم کیے ہیں علاوہ گجراتی برادیوں نے بھی عوامی فلاح و بہبود کی تنظیمیں بنائیں اور اپنی نئی نسل کو ان سے وابستہ کر کے انہیں ایک نیک اور انتہائی مناسب سمت مہیا کی تا کہ دکھی انسانیت کی خدمت کا ان کا موروثی سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے۔

Mr. Khatri Ismat Ali Patel

متحدہ ہندوستان میں انگریز کی سازش : اب بات آتی ہے قیام پاکستان سے پہلے کی جب متحدہ ہندوستان میں انگریزوں کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت غالب ہندو اکثریت کو مسلمانوں کا حکمراں بنانے کی سازشیں کی جارہی تھیں۔ انگریزوں کا پروگرام یہ تھا کہ انہوں نے جن سے یعنی مسلمانوں سے حکومت چھینی ہے، انہیں واپس نہ دیں۔ ایسے میں مسلمان قائدین آگے آئے اور انہوں نے اس منصوبے کی زبردست مخالفت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے الگ وطن کا مطالبہ کرڈالا۔ قائداعظم نے انگریزوں سے اس مطالبہ کو منوانے کے لئے زبردست کوششیں کیں۔ ان دو حضرات کے علاوہ بے شمار ایسے لوگ تھے۔ جنہوں نے قائداعظم کے مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے تحریک پاکستان میں بھی ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ ان میں بہت سارے نام ہیں۔

تحریک آزادی اور میمنوں اور گجراتیوں کا حصہ

: بالخصوص ہندوستان کے میمنوں نے قائداعظم کا اس تحریک میں جس طرح ساتھ دیا، وہ تاریخ کے صفحات پر انمٹ نقش بن چکا ہے۔ میمنوں اور گجراتیوں نے نہ صرف مال و دولت سے بلکہ اپنے کاموں سے، اپنی خدمات سے، اپنی کوششوں سے اس کام میں قائداعظم کا ہاتھ بٹایا۔ قائد نے جب بھی ان کو پکارا انہوں نے لبیک کہا۔ عملی تعاون کی ضرورت ہوئی تو میمنوں اور گجراتیوں نے قائد کے ساتھ عملی تعاون کیا۔ روپے پیسے کی ضرورت ہوئی تو اپنے قائد کی آواز پر انہوں نے قائد کے قدموں میں دولت کے ڈھیر لگادیے۔ مسلم لیگ پریس فنڈ جمع کرنے کے لئے قائداعظم نے کاٹھیاواڑ، بمبئی، سورت، احمد آباد، کلکتہ، اور بانٹوا وغیرہ کے دورے کئے۔ دراصل قائداعظم کی دلی خواہش تھی کہ مسلم لیگ کا اپنا پریس ہو جو ان کا ترجمان ہو۔ دوسرے ذرائع ابلاغ مسلم لیگ اور قائداعظم کی خبروں کو اتنی کوریج نہیں دیتے تھے، اس لئے قائداعظم اپنے الگ پریس کے قیام کے خواہاں تھے۔ اسی غرض سے انہوں نے 1940ء میں کاٹھیاواڑ کا دورہ کیا۔ اس دورے کی دعوت کاٹھیاواڑ کے میمنوں کی جانب سے قائداعظم کو ملی تھی۔

کاٹھیاواڑ کا دورہ : کاٹھیاواڑ میں جس طرح قائداعظم کا فقید المثال استقبال کیا گیا اور ان کی جو شاندار پذیرائی کی گئی وہ ناقابل بیان ہے۔ قائداعظم کے استقبال کے لئے کاٹھیاواڑ کے ہر قصبے ہر گاؤں کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ جگہ جگہ خیر مقدمی دروازے لگائے گئے تھے جن کے نام سرکردہ میمن اور گجراتی حضرات کے ناموں پر رکھے گئے تھے۔ کاٹھیاواڑ کا بچہ بچہ بالخصوص ہر میمن اور ہر گجراتی سراپا انتظار تھا اور پھر جب قائداعظم آئے تو ان حضرات نے ان کے راستے میں اپنی پلکیں بچھادیں۔ لاکھوں روپے پریس فنڈ میں دیے گئے۔ سرکردہ میمن حضرات نے خطیر رقوم

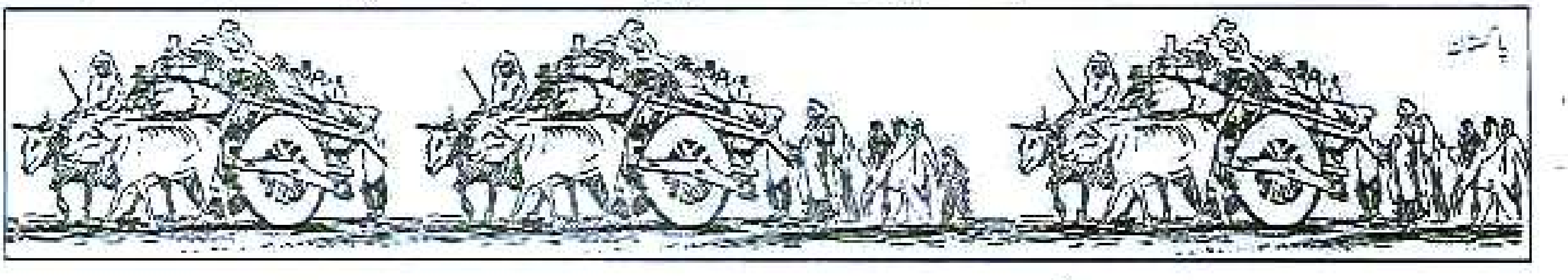

انفرادی طور پر پیش کیں۔ بانٹوا ن کے سرکردہ رہنما اور مخیر تاجر سرفہرست تھے۔ زبردست جلسے جلوس اور لوگوں کا والہانہ جوش و خروش اور قائد سے عوام کی محبت دیکھ کر قائد اعظم بے اختیار کہہ اٹھے: "......اب پاکستان کو قائم ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

مسلم لیگ کا پریس فنڈ اور یوسف مانڈویا کی صحافتی جدوجہد : محمد یوسف مانڈویا کی تحریری

(قلمی) کاوشوں کے سبب قائد اعظم کا کاٹھیاواڑ کا پریس فنڈ کا دورہ نہایت کامیاب و کامران رہا۔ میمن رہنماؤں میں عثمان عیسیٰ بھائی میمن اور آئی آئی چندریگر کی خفیہ سپورٹ نے آپ کو اس تحریک میں ایک نئی جان ڈال دی تھی۔ آپ کی گرفتاری اور جونا گڑھ جیل میں جب تین سال کی قید سنائی گئی تھی۔ جہاں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کیں۔ آپ نے اور آپ کے خاندان نے آزادی کی شمع کو روشن رکھنے کے لئے جانی اور مالی قربانیاں دیں۔ یوسف مانڈویا کے پابند سلاسل ہونے کے سبب ان کے گھر والے پریشان اور گھریلو حالات متاثر ہوئے۔ یوسف مانڈویا کے والد محترم نے اپنے بیٹے کی یاد میں رو رو کر اپنی آنکھوں کے روشن چراغ بجھا دیے تھے۔ ان کی آخری خواہش یہی تھی کہ کسی طرح مرنے سے پہلے محمد یوسف سے مل لوں مگر ایسا نہ ہو سکا اور وہ بیٹے سے ملنے کی حسرت دل میں لئے دنیا سے چلے گئے۔

یوسف مانڈویا کے لئے 11 مئی 1950ء کا دن نہایت دردناک تھا۔ جب جیلر نے مانڈویا صاحب کو ان کے والد کے انتقال کی خبر...

قائد اعظم پریس فنڈز کے سلسلے میں کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر اور عثمان عیسیٰ بھائی میمن کے ہمراہ جب 24 جنوری 1940ء کو بانٹوا تشریف لائے۔ اس موقع پر بانٹوا کے تاجران، رہنماؤں، سماجی کارکنان کا لیا گیا گروپ فوٹو۔

ٹیلی گرام لاکر دیا تو وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑے۔ محمد یوسف مانڈویا کو اپنے والد کی جدائی نا قابل برداشت دکھ دے گئی تھی۔ ابھی اس خبر کی گرمی اور حدت کم نہیں ہوئی تھی کہ تیسرے دن ایک اور ٹیلی گرام موصول ہوا۔ اس میں خبر تھی 14 مئی 1950ء کو ان کا بڑا لاڈلہ بیٹا محمد جاوید بھی انتقال کر گیا۔ یہ حیدرآباد سندھ سے آیا تھا جو مانڈویا صاحب کو نہ تھمنے والے آنسو دے گیا تھا۔ ان غمناک خبروں سے یوسف مانڈویا کی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ اس کے بعد ان کی ماں بھی ساری ساری رات روتی رہتی تھی جائے نماز بچھا کر اللہ سے ان کی رہائی کی دعائیں مانگتی تھی۔ اسی طرح ماں کی رحلت کے تیسرے دن محمد یوسف مانڈویا کو 28 اگست 1950ء کو جیل سے آزاد کیا گیا تھا۔ قیام پاکستان کی جدوجہد آزادی کا مردمجاہد کا نام پاکستان کے قیام کی تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھا جائے گا۔ آئی آئی چندریگر محمد یوسف مانڈویا کو ”آزادی کا روشن ستارہ“ کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک مزدور کا ایثار: دورہ کاٹھیاواڑ میں ایک گجراتی مزدور نے آگے بڑھ کر قائداعظم کی خدمت میں اپنی دن بھر کی مزدوری پیش کر دی جو صرف ایک روپیہ پچیس پیسے تھی۔ قائداعظم نے اس مزدور کو اپنے سینے سے لگالیا۔ فوراً ہی اے رحیم معرفانی صاحب آگے بڑھے۔ انہوں نے اس ایک روپیہ پچیس پیسے کی رقم کو تاریخ میں اس طرح رقم کرادیا کہ اسے نیلام کے لئے پیش کر دیا۔ ایک بے لوث شخص نے دوسو روپے میں اس رقم کو

قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبران میں بائیں طرف سر آدم جی حاجی داؤد کھڑے ہیں۔

خرید لیا جسے قائداعظم نے پذیرائی بخشی تھی۔ یہ تھا قائداعظم کے ساتھ میمنوں اور اہل گجراتی کا عشق!

سربراہ حکومت کی حیثیت : پھر میمنوں نے قائداعظم کا معمولی استقبال نہیں کیا بلکہ انہیں سربراہ مملکت کا رتبہ دیا۔ بانٹوا اور کتیانہ کے مسلمان میمن حضرات نے ان کے خیر مقدم میں گیارہ توپوں کی سلامی بھی پیش کی۔ مانگرول میں قائداعظم کو والی مانگرول کی گھوڑا گاڑی میں گھمایا گیا اور لوگوں نے قائداعظم، اپنے محبوب لیڈر کا دیدار کیا۔ جیت پور اور احمد آباد میں لوگوں کے بے قابو ہجوم نے قائداعظم کا استقبال کیا۔

یوں تو تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور پھر استحکام پاکستان میں بے شمار میمن حضرات نے زبردست اور فعال کردار ادا کیے مگر ان میں سے چند کے نام یہاں درج کیے جا رہے ہیں تاکہ نئی نسل ان سے واقف ہو سکے اور جو واقف ہے وہ انہیں یاد رکھ سکے کیونکہ ذرائع ابلاغ کی بے انصافی اور میڈیا کی عدم توجہی سے یہ میمن اور گجراتی اکابرین رفتہ رفتہ گمنامی کے اندھیروں میں گم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

سرکردہ میمن اور گجراتی رہنما : سر عبداللہ ہارون، کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر، سر آدم جی حاجی داؤد، زین نورانی (مرحوم)، عثمان عیسیٰ بھائی میمن، دادا ولی محمد، نظام الدین قریشی، حاجی عمر ماچس والا، حبیب تار جانو، کھانڈوانی، حکیم میگھانی، حسین قاسم دادا،

بانٹوا میں مسلم لیگ فنڈ ریزنگ کے موقع پر سیٹھ صدیق داؤد، سیٹھ سلیمان پیر محمد دیوان اور سیٹھ حاجی حبیب کلکتہ والا کا قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ یادگاری گروپ فوٹو

آدم حاجی پیر محمد، سیٹھ عبدالکریم ڈھیڈھی، سیٹھ ضیا ابو بکر حاجی اسماعیل جویری، عبداللہ احمد ایوب کریم بنیا محمد کامدار، ولی محمد ابا اندھا محمد موسیٰ موکاتی، احمد آدم جی بکھرانی، زکریا بارانی اور سیٹھ حاجی سلیمان جھورا وغیرہ شامل تھے۔

تحریک آزادی میں میمنوں اور گجراتیوں کی جدوجہد: غرض ان لوگوں نے بڑی جدوجہد کی۔ وہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ وہ جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں، اس کے منظور ہونے کی صورت میں اپنے باپ دادا کی زمینوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ اس زمین سے نکلنا پڑے گا جس میں ان کے آباؤ اجداد کی ہڈیاں دفن ہیں۔ مگر کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔ انسان کو اس کی من چاہی چیز اسی وقت ملتی ہے جب اس میں قربانی کا جذبہ بھی ہو اور جذبہ قربانی، خدا ترسی، انسانیت سے محبت کا جذبہ، وطن سے محبت کا جذبہ، اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ، مذہب سے والہانہ محبت، یہ سب جذبے اور خصوصیتیں میمن برادری میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور آج سے نہیں بلکہ پچھلے صدیوں سے وہ ان خصوصیات اور روایات کی امین ہے۔ انہی جذبوں نے اس برادری کو تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لینے پر اکسایا اور حصول پاکستان کے بعد اس برادری نے نوزائیدہ مملکت کے استحکام میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ قائداعظم کی خدمت میں سونے چاندی کے ڈھیر، لاکھوں روپے کی نقدی قوم میمن برادری نے ہی پیش کی تھیں۔

سر آدم جی حاجی داؤد نے پاکستان کے لئے قائداعظم کی خدمت میں اپنا دستخط شدہ کورا چیک پیش کیا تھا کہ جتنی رقم چاہیں اس میں خود

کتیانہ مدرسہ اسلامیہ ہائی اسکول کے میدان میں 25 جنوری 1940ء میں قائداعظم محمد علی جناح صاحب کو پرلیس فنڈ کے موقع پر کتیانہ میمن جماعت کی جانب سے استقبالیہ پیش کیا گیا۔ اسکول کے چبوترے پر اسٹیج سجا ہوا ہے۔ قائد محترم خطاب کرتے ہوئے۔

درج کرلیں۔ نئی مملکت کے لئے ایرویز، ملیں، صنعتیں، بینک، انشورنس کمپنیاں اسی برادری کی مرہون منت ہیں اور یہ سارے کام صرف ہندوستان میں رہنے بسنے والے میمن اور گجراتی برادری نے ہی نہیں کیے بلکہ دنیا کے ہر ملک میں آباد میمنوں اور مخیر حضرات نے بھی تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں لازوال کردار ادا کیا۔ عملی اور مالی تعاون کیا۔ اپنے رہنماؤں کے پیغام کو دوسروں تک پہنچایا۔ پاکستان کسی ایک قوم، کسی ایک شخص، کسی ایک فرد کی دین نہیں ہے بلکہ یہ مشترکہ اور اجتماعی کوششوں کا ثمر ہے اور یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہئے کہ ان میں اہم ترین کردار گجراتی برادری اور میمن برادری اور اس کے قائدین کا ہے جس کے لئے وہ قابل صد ستائش ہے۔

1945ء کے انتخابات : 1945ء کے اواخر میں مرکزی (LEGISLATIVE) اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے تھے۔ اس لئے قائداعظم نے شملہ کانفرنس ختم ہونے کے فوراً بعد 16 اگست 1945ء کو انتخابی فنڈ کے لئے ایک عام اپیل کی تھی۔

اس کے بعد وہ بمبئی آئے۔ 16 اگست کو قیصر باغ میں حاجی محمد بنگالی کی زیر صدارت مسلمانوں کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسے میں ٹمبر (عمارتی لکڑی) کے تاجر میمنوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ان میمن تاجروں کی جانب سے قائداعظم کی خدمت میں انتخابی فنڈ کے لئے ایک لاکھ روپے کی تھیلی پیش کی گئی۔ اس جلسے میں حاجی محمد اور دوسرے مقررین نے پرجوش تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں قائداعظم پر اعتماد کا اظہار کیا گیا کہ

قائداعظم محمد علی جناح پریس فنڈ کے سلسلے میں کاٹھیاواڑ کے مرکزی شہر راجکوٹ میں 22 جنوری 1940ء کو دوپہر تین بجے قائد کاٹھیاواڑ عثمان عیسی بھائی میمن کے ہمراہ تشریف لائے۔ اس موقع پر عثمان عیسی بھائی میمن کی جانب سے دیئے گئے ظہرانے کے بعد لی گئی یادگار تصویر۔

مسلمان آپ کی زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ پر عمل پیرا ہونے کے لئے اور آپ کی ہدایت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

قائداعظم کی جوابی تقریر:

قائداعظم نے اس موقع پر اپنی جوابی تقریر میں فرمایا: ''کیا آپ اس ایک لاکھ روپے کا مطلب سمجھتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب قوم زندہ ہوگئی ہے، بیدار ہو چکی ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ آج مسلمانوں کا بچہ بچہ سمجھ چکا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔''

اس کے صرف چھ دن بعد 12 اگست کو قیصر باغ میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں بمبئی کے چندری، ہوزری، کٹلری، فولاد، ریڈی میڈ ملبوسات وغیرہ کے تاجروں کے مختلف اداروں کی جانب سے قاعد اعظم کی خدمت میں 311000 روپے کی ایک اور تھیلی پیش کی گئی۔ فطری طور پر اس رقم میں بھی میمن اور گجراتی تاجروں کا کثیر حصہ تھا۔ فرد واحد جناب ابوبکر بیگ محمد نے دس ہزار روپے کا گرانقدر عطیہ پیش کیا۔

چاندی کی گولیاں: اسی جلسے میں قاعد اعظم نے قوم سے ''چاندی کی گولیوں'' کے متعلق شہرہ آفاق اپیل کرتے ہوئے کہا تھا:

''میں آپ سے صرف تھوڑی سے قربانی چاہتا ہوں۔ کسی دباؤ کے بغیر آپ حضرات کو انتخابی فنڈ میں حصہ لینا چاہئے، یہ وہ لڑائی ہے جو چاندی کی گولیوں سے لڑی جاتی ہے۔ آپ وہ چاندی کی گولیاں مجھے دیں اور میں آپ کا کام بہ حسن وخوبی انجام دوں گا۔''

اس کے بعد احمد آباد کے مسلمانوں نے بھی کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر کی زیر صدارت 27 اکتوبر 1945ء کو ایک جلسہ عام منعقد کیا اور قائداعظم کو دو لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ ریاست کچھ کاٹھیاواڑ مسلم لیگ کے رہنماؤں کا وفد کھتری حاجی یوسف اللہ رکھا پٹیل مرحوم کی قیادت میں انتخابی فنڈ کی وصولیابی کے لئے کاٹھیاواڑ کی علیحدہ علیحدہ ریاستوں اور علاقوں کا تفصیلی دورہ کرنے لگا۔ اس موقع پر طلبہ انجمنوں اور نوجوان رضا کاروں کے گروپوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کیا۔ انتخابی فنڈ میں شاید سب سے بڑا حصہ جنوبی افریقہ کے گجراتی مسلمانوں کا تھا جن میں کاٹھیاواڑ کی میمن، گجراتی، کچھی، بوہری، کھتری، خوجہ برادری وغیرہ کے کثیر لوگ شامل تھے۔ ان گجراتی مسلمانوں نے جنوبی افریقہ میں بھی مسلم لیگ کی بنیاد رکھی تھی اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ہدایت کے مطابق ہر قومی دن پر تقریبات منعقد کرتے تھے۔ قائداعظم نے جب انتخابی فنڈ کے لئے چاندی کی گولیوں کی اپیل کی، اس وقت تن تنہا مسلم لیگ نے اس کے لئے 50000 (پچاس ہزار) پونڈ یعنی 650000 (ساڑھے چھ لاکھ) کا گرانقدر عطیہ پیش کیا تھا۔

بمبئی کا جلسہ: 21 دسمبر 1965ء کو بمبئی میں میمن چیمبر آف کامرس اور میمن چیمبر مرچنٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے جناب سلیمان پیر محمد دیوان کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ اس جلسے میں قائداعظم کو انتخابی فنڈز کے لئے مبلغ 147000 روپے کی ایک اور تھیلی پیش کی گئی تھی۔ اس تقریب میں قائداعظم نے نیشنل اسمبلی کے لئے اپنی انتخابی مہم کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا: ''میں نے کہا تھا کہ ہمیں چاندی کی گولیاں دیں اور ہم اپنا بقیہ (صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا) کام بھی اسی طرح خوش اسلوبی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچائیں گے۔''

چائے پارٹی: اس کے چار دن بعد گجراتی برادری کے تاجروں نے قائداعظم کے 70 ویں یوم پیدائش کے موقع پر ایک چائے کی پارٹی

منعقد کی۔ قائداعظم نے اس تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا: ”مسلم قوم کی ایک تاجر برادری نے یہ بخوبی اندازہ لگالیا ہے کہ قومی جدوجہد میں مسلم لیگ جو کردار ادا کر رہی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ اس ملک کے سب مسلمانوں کو قومی زندگی میں قومی جماعت مسلم لیگ میں اپنا مناسب مقام حاصل کرنا چاہیے۔“

اصفہانی صاحب کے نام خط : قائداعظم کے بمبئی کے افراد نے کثیر تعداد میں چاندی کی گولیاں پیش کیں، جس سے آپ بے حد متاثر ہوئے تھے۔ انہوں نے اس بات کا ذکر ایم اے ایچ اصفہانی کے نام اپنے 14 اگست 1945ء کو لکھے گئے خط میں کیا:

”بمبئی نے کتنا بڑا اور شاندار فنڈ دیا ہے اس کا آپ کو بخوبی علم ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ بنگال کو بھی پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔“

جناب اصفہانی نے اس خط کے جواب میں 11 نومبر 1945ء کو خط لکھا جس میں تفصیلات بتائی تھیں کہ انتخابی فنڈز کے لئے مجھے بنگال میں ایک لاکھ سینتیس ہزار روپے نقد اور ساٹھ ہزار روپے دینے کی یقین دہائی کرائی گئی۔

COME BACK HOME

قائداعظم کا میمن برادری کو حکم ”کم بیک ہوم“ (واپس گھر آجاؤ)

22 دسمبر 1946ء کو کراچی کے میمنوں نے قائداعظم کو ایک اور استقبالیہ دیا۔ قائداعظم نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا: ”میمن قوم جیسی سرکردہ تاجر برادری کی جانب سے دیئے گئے استقبالیے پر مجھے بے حد خوشی اور مسرت ہوئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میمن قوم ایک نڈر تاجر برادری ہے اور اس باشعور قوم نے پاکستان کی منصوبہ بندی میں پرخلوص اور بامعنی سرگرمیوں سے تعاون کر کے اس کی ہمت افزائی کی ہے۔ اپنے اردگردان پوسٹروں کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ آپ حضرات نے بڑی تیزی سے ترقی کی ہے اور لاہور میں قرارداد پاکستان کی منظوری سے قبل آپ اس اصول کو اپنا چکے ہیں۔“

مستقبل کا پاکستان : قائداعظم نے اس کے بعد مستقبل میں پاکستان کے علاقے میں شامل ہونے والے سندھ میں میمن اور گجراتی برادری کو آکر آباد ہونے کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا: ”آپ سب سے دو لفظ کہنا چاہتا ہوں۔ اصل سندھ کے باشندے جیسے آپ حضرات ہندوستان بھر میں اور ہندوستان کے باہر پھیل چکے ہیں آپ نے بہت عزت واحترام حاصل کرلیا ہے۔ آپ کی صلاحیت اور ذہانت کسی تعریف کی محتاج نہیں ہے مگر آپ اپنے گھروں کو بھول چکے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ گھر کی جانب سے آپ کی یہ بے پروائی آپ کی بنیادوں کی جڑوں کو خشک کردے گی۔

آپ کے لئے وسیع شعبوں کے دروازے کھلے پڑے ہیں۔ سکھر بیراج اسکیم اور اس سے منسلک ہنر اور صنعت آپ سے فکر فردا مانگ رہی ہے۔ آپ کے مستقبل کو اور آپ کی نسلوں کو خوشحالی حاصل کرنے کے لئے اور ان کو اقتصادی طور پر آزاد بنانے کے لئے یہاں ایک وسیع میدان آپ کا انتظار کررہا ہے۔ اس لئے آپ کو میرا صرف یہی مشورہ ہے کہ صدیوں سے گھر چھوڑ کر دور جانے والو! پھر اپنے گھر واپس لوٹ آؤ! کم بیک

ہوم! امید ہے کہ ہر میمن اور گجراتی میرے ان الفاظ پر عمل پیرا ہوگا۔"

حبیب بینک کا قیام : 1941ء میں بمبئی میں خوجہ برادری سے تعلق رکھنے والی حبیب فیملی بینک کا قیام عمل میں لائی۔ برصغیر ہندو پاک کا یہ پہلا مسلم بینک تھا اور فطری طور پر میمنوں نے اس کے قیام میں سب سے زیادہ تعاون کیا۔ اس کے ڈائریکٹروں میں میمن برادری سے تعلق رکھنے والے سیٹھ حسین قاسم داوا، سیٹھ حبیب پیر محمد، سیٹھ آدم پیر محمد جیسے صاحب ثروت حضرات شامل تھے۔ میمن تاجروں نے اس بینک میں بڑی تعداد میں اپنی رقوم جمع کرنی شروع کردیں۔ حبیب بینک نے کاٹھیاواڑ کے میمن مرکزوں بانٹوا، کتیانہ، جیت پور اور راجکوٹ میں بھی اپنی شاخیں قائم کردی تھیں۔ حبیب فیملی کی جانب سے 1941ء میں پہلی حبیب انشورنس کمپنی کا آغاز ہوا اور اس میں بھی میمنوں نے پیش پیش رہ کر ہر قسم کا تعاون کیا۔ اس کے علاوہ بیمے وغیرہ کا کام بھی کیا۔

صنعت و تجارت کی فیڈریشن : قائداعظم نے 1943ء میں صنعت و تجارت کے تمام مسلم چیمبروں کے ایک فیڈریشن کے قیام کی خواہش ظاہر کی۔ بمبئی میں ایک "آل انڈیا مسلم چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری" تھی جو برائے نام پورے ہندوستان کی نمائندہ تھی۔ اس کا بمبئی میں بھی کوئی خاص اثر نہیں تھا۔ سر سلطان چنوئی اس کے صدر تھے۔ جناب ایم اے ایچ اصفہانی نے بمبئی جاکر سلطان چنوئی کے ساتھ فیڈریشن کو موثر بنانے کے لیے بحث وتمحیص کی۔ اس کے بعد 3 ستمبر 1943ء کو انہوں نے قائداعظم کو ایک خط تحریر کیا جس میں لکھا تھا کہ جناب چنوئی کے ساتھ سمجھوتہ ہوچکا ہے کہ دہلی میں اکتوبر یا نومبر 1944ء میں تمام مسلم چیمبروں کے وفد کی کانفرنس سر آدم جی کی زیر صدارت بلائی جائے۔ اس کانفرنس میں مجوزہ فیڈریشن قائم کی جائے اور اس کا پہلا صدر چنوئی صاحب کو بنایا جائے۔

فیڈریشن کے صدر آدم جی ہوں : قائداعظم نے اس کے بعد جناب اصفہانی کو 8 اپریل 1944ء کو ایک خط میں تحریر کیا:
"میری تجویز یہ ہے کہ اس کے پہلے صدر سر آدم جی ہوں۔ وہی اس کے لئے موزوں ہیں اور وہ صنعت اور تجارت کی صحیح معنوں میں نمائندگی کرتے ہیں۔"

اصفہانی صاحب کا خط : جناب اصفہانی نے 20 اکتوبر 1944ء کو قائداعظم کے نام ایک خط تحریر کیا کہ میں نے آج دوپہر سر آدم جی سے ملاقات کی تھی اور فیڈریشن کی صدارت سنبھالنے کی گزارش کی تھی۔ انہوں نے ناسازی طبیعت، پیرانہ سالی، زیادہ عمر اور بار بار سفر سے مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کردی ہے۔ حالانکہ میں نے اس کے سیکریٹری کی حیثیت سے کام کرنے کی آمادگی ظاہر کی تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے انکار کردیا ہے۔ اب میرے بھائی (احمد) آج رات ان سے ملیں گے اور مجھے امید ہے کہ وہ ان کو آمادہ کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔"

لیکن احمد اصفہانی بھی ناکام رہے۔ آخر میں جب قائداعظم نے انہیں مجبور کیا تو آدم جی کو آمادہ ہونا پڑا۔ 17 اپریل 1945ء کو آدم جی کلکتہ مسلم چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے وفد کے ساتھ دہلی روانہ ہوئے۔ جناب ایم ایچ اصفہانی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ دہلی میں دو دن کے

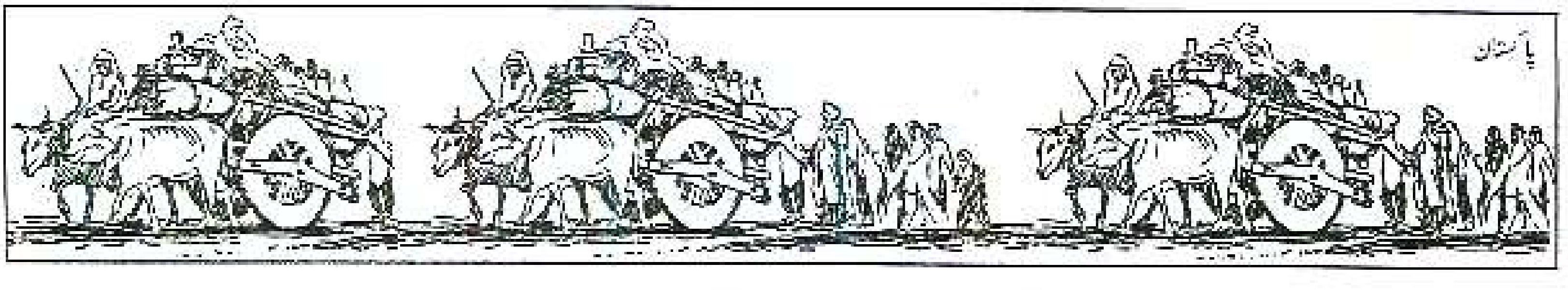

روپے کی رقوم سے 9 جون 1947ء کو کلکتہ میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ مسلم کمرشل بینک کی ترقی وترویج میں آدم جی اوران کے خاندان نے بھر پور کردارادا کیا۔ اس بینک کے سرکردہ ارکان بھی وہی تھے۔ تقسیم ہند کے بعد اس بینک کا صدر مقام کراچی منتقل کیا گیا اور 1947ء کے درمیانی عرصے میں پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں اس کی ذیلی شاخیں قائم کردی گئیں۔

محمدی اسٹیم شپ کمپنی: اسی دوران گجراتی مسلمانوں نے وسیع پیمانے پر ایک مزید بحری سفر کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ قائداعظم کے خیالات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے حبیب خاندان نے محمدی اسٹیم شپ کمپنی کو عوام کے سامنے لاکھڑا کیا۔ اپریل 1947ء پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے یہ کمپنی قائم کی گئی۔ اس کمپنی کے 14 میں سے سات ڈائریکٹر میمن تھے جن میں بانٹوا کے پانچ اہم اور صف اول کے نمایاں تاجر خاندانوں کے نمائندے جناب رحمت اللہ حسین قاسم دادا، جناب عبدالکریم آدم پیر محمد، جناب احمد حبیب پیر محمد، جناب اسمٰعیل سلیمان دیوان اور جناب احمد محمد صدیق شامل تھے۔ ان کے علاوہ جناب عبدالواحد آدم جی اور جناب یوسف ہارون بھی اس میں شامل ہوئے۔ جناب محمد علی حبیب اس کمپنی کے چیئرمین تھے۔

جناب قاسم ایچ دادا ابتداء میں کمپنی کے اتارنی تھے۔ چند ماہ بعد وہ اس کے ڈائریکٹر منتخب ہوئے۔ اس کمپنی کا ہیڈ کوارٹر بمبئی کے "ہورنبی روڈ" پر تھا لیکن اسے کراچی میں رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ محمدی اسٹیم شپ کمپنی کا کراچی میں رجسٹریشن کرانے کے متعلق کارروائی پورے کرنے کے لئے سیٹھ قاسم دادا اپریل 1947ء میں کراچی میں گئے۔ انہوں نے اس موقع پر سندھ کے گورنر جناب غلام حسین ہدایت اللہ سے ملاقات کر کے رجسٹریشن کے متعلق تمام معلومات حاصل کیں اور تمام معاملات طے کر دیئے۔ بولٹن مارکیٹ کے قریب لکشمی بلڈنگ میں اس کا دفتر قائم کیا گیا۔ اس طرح پاکستان میں محمدی اسٹیم شپ کمپنی کو سب سے پہلی رجسٹرڈ کمپنی کا شرف حاصل ہوا۔ اس کمپنی نے چھ جہاز چارٹرڈ کر کے اپنے کام کا آغاز کیا۔ شروع میں اس کو 90 فیصد کام میمنوں کی جانب سے ملتا رہا۔ کمپنی کے رجسٹریشن کے کچھ ہفتوں کے بعد جناب محمد علی حبیب، جناب قاسم دادا اور مسٹر رستم جی ہاؤس جی جہاز خریدنے کے لئے انگلینڈ گئے۔ وہاں سے سیٹھ قاسم دادا، مزید جہازوں کی خریداری کے لئے امریکہ چلے گئے۔

کاٹھیاواڑ انڈسٹریز: برما کے صنعتی شعبوں میں اہم کردار انجام دینے والے جناب عبداللطیف ابراہیم باوانی (کاکا باوانی) نے 1944ء میں کاٹھیاواڑ کے صنعتی شعبوں کیلئے پرجوش مہم کا آغاز کیا۔ انہوں نے جرات مند میمن حضرات سے روابط قائم کئے اوراس کے نتیجے میں 1945ء کے آغاز میں کاٹھیاواڑ کے بری مسلمانوں کا پہلا عظیم الشان صنعتی منصوبہ "کاٹھیاواڑ انڈسٹریز" ایک کروڑ روپے کی لاگت سے قائم کیا گیا۔ جونا گڑھ کے نواب مہابت خانجی اس منصوبے کے سرپرست تھے۔ جونا گڑھ کے "چوروا ڈ" علاقے میں شیر باغ کے مقام پر انہوں نے تین مربع میل کا ایک قطعہ اراضی حاصل کیا اور پولٹری ورکس اور سول ورکس کے یونٹوں سے کام کا آغاز کیا۔

کاٹھیاواڑ انڈسٹری کے چیئرمین جناب احمد ابراہیم باوانی تھے۔ اس کے ڈائریکٹروں میں جناب حاجی پیر محمد، جناب عبدالواحد آدم جی، جناب اسماعیل حاجی محمد ابراہانی، جناب احمد حاجی نور محمد، جناب قاسم حاجی طیب، حاجی یوسف، حاجی ہاشم منگلائی، حاجی عبدالستار صالح محمد ڈھیڈی وغیرہ شامل تھے۔ "ولاور سنڈیکیٹ" اس کی انتظامی نمائندہ تھی۔ ایک بڑا بناسپتی پلانٹ قائم کرنے کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ اسی عرصے میں تقسیم برصغیر عمل میں آ گئی اور ریاست جونا گڑھ کی تمام مشینری حکومت نے جبراً اپنے قبضے میں کرلی۔ کاٹھیاواڑ مسلم لیگ کی مینجنگ کمیٹی کا ایک اجلاس

17 فروری 1946ء کو بمقام راجکوٹ منعقد ہوا۔ اس اجلاس نے کاٹھیاواڑ ریاست کے حالات پر غور و فکر کرنے کے بعد ایک قرار داد کے ذریعے مطالبہ کیا کہ ریاستیں اپنے آئین میں جو ترامیم و اضافے کریں، ان میں مسلمانوں کو حق رائے دہی اور نمائندگی دی جائے۔ کمیٹی نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کا خیال رکھا جائے۔ مجلس عاملہ کی جانب سے کاٹھیاواڑ کی تمام ریاستوں کی مسلم لیگ شاخوں کو بھی ہدایات جاری کردی گئی تھیں کہ وہ اپنے مطالبات جلد از جلد ریاست کو پہنچا دیں۔

خطاب واپس کردو : قائداعظم نے 1946ء میں تمام مسلمانوں کو ہدایت کی آپ حکومت برطانیہ کی جانب سے عطا کردہ خطابوں سے ایک لخت "دست بردار" ہوجائیں۔ اس وقت دیگر مسلمانوں کے ساتھ "کاٹھیاواڑ" گجرات کے مسلمانوں نے بھی اس حکم پر عمل کیا جس میں آدم جی حاجی داؤد سر فہرست تھے۔ انہوں نے "سر" کا خطاب حکومت برطانیہ کو واپس کردیا۔ خطاب سے دست برداری کے متعلق ایک جلسہ عام برٹش ریزیڈنٹ کے بڑے مراکز راجکوٹ میں منعقد ہوا تھا اس موقع پر یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ بڑے پیمانے پر گرفتاریاں کی جائیں گی۔ جلسہ گاہ کے قریب گھڑ سوار پولیس تعینات تھی۔ کاٹھیاواڑ مسلم لیگ کے سیکریٹری جناب عبدالرحیم معرفانی نے اس جلسے میں پر جوش اور جذباتی تقریر کی۔ اس کے بعد لیگ کے صدر حاجی داؤد ولی محمد نے فوراً ہی اپنا "خان صاحب" کا خطاب واپس کرنے کا اعلان کیا۔

کم عمر میئر : جناب عبداللہ ہارون کی وفات کے بعد ان کے فرزند جناب یوسف عبداللہ ہارون 1944ء میں سندھ صوبائی مسلم لیگ کے صدر بنے۔ وہ اس عہدے پر چار سال تک رہے۔ 1944ء میں وہ کراچی کے میئر منتخب ہوئے۔ اس وقت وہ پورے ہندو پاک میں سب سے کم عمر میئر تھے۔ 1946 میں وہ کراچی کی چیمبر آف کامرس کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ ساتھ ہی ساتھ 1942ء سے 1947 تک ہند کی مرکزی مجلس قانون ساز اسمبلی کے رکن بھی رہے۔ جناب محمود عبداللہ ہارون 1945ء میں سندھ اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور 1950ء تک اسمبلی کے رکن رہے۔ 1947ء کی ابتداء میں جناب یوسف ہارون نے 12 جنوری تا 25 جنوری کاٹھیاواڑ میمن مرکزوں کے تیزی کے ساتھ دورے کئے۔ ان کے اس دورے کا مقصد مسلم مفادات کا تحفظ اور اس کی باا ثر پیشکش کو اخبارات میں شائع کرنا تھا جس کے مطابق دس لاکھ روپے کے شیئرز کمپنی سے قائم شدہ "ہیرالڈ کمپنی" کے شیئرز فروخت کرنا اور مسلم لیگ کی تشہیر کرنا تھا۔

ریاست کچھ کاٹھیاواڑ کے مسلم لیگ کے صدر حاجی داؤد ولی محمد (1886-1966) اور دوسرے رہنما جناب عبدالرحیم معرفانی، حاجی ولی محمد علی محمد اور جناب عبدالغنی میگھانی اس دورے میں ان کے ہمراہ تھے۔ جناب یوسف ہارون نے کاٹھیاواڑ کے اپنے دورے کے دوران وہاں کے تاجروں کو سندھ میں آکر صنعتیں قائم کرنے کی دعوت بھی دی۔ اس سلسلے میں کاٹھیاواڑ کے کئی تاجر صاحبان نے فروری 1947 میں کراچی کا دورہ کیا تھا۔ جناب یوسف ہارون نے اپنے دورے کے دوران راجکوٹ کے دیوان مسٹر مانکی اور پوربندر کے رانو نٹور سین جی سے بھی ملاقات کی۔ وہ جیت پور، جونا گڑھ، دھلی، بانٹوا کتیانہ، دھوراجی وغیرہ گئے تھے۔ بے شمار جلسوں سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی تقاریر میں مسلم سرمایہ داروں سے تجارت کے علاوہ صنعت کاروں سے زیادہ توجہ دینے کی اپیل کی تھی۔

مسلم اسٹوڈنٹس یونین : جونا گڑھ میں ان کا اجلاس مقامی مسلم اسٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ جیت پور کے اجلاس میں کاٹھیاواڑ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر جناب عبدالمجید سلیمان باوانی نے بڑی پر جوش تقریر کرتے ہوئے پنجاب مسلم لیگ رہنماؤں کی گرفتاری پر کڑی نکتہ چینی کی اور اعلان کیا کہ قائداعظم کا حکم ملتے ہی کاٹھیاواڑ کے مسلم پنجاب کی سرزمین پر آ کر اپنی جانیں پاکستان کے لئے قربان

کردیں گے۔ جناب یوسف ہارون کے اس دورے کے دوران میمنوں نے پاکستان ہیرالڈ لمیٹڈ کے چار سے پانچ لاکھ روپے کے شیئرز خریدے جس میں دو لاکھ کے شیئرز باٹوا کے میمنوں نے خریدے تھے۔

برما مسلم چیمبر آف کامرس : دوسری جنگ عظیم کے دوران اور اس کے بعد برما میں مقیم ہندی مسلم تاجروں کے لئے کئی مشکلات پیدا ہوگئیں۔ ان کے مفادات کی حفاظت کرنے کے لئے کلکتہ میں اپریل 1946ء میں برما مسلم چیمبر آف کامرس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس چیمبر کی صدارت کی ذمے داری جناب یونس حاجی ولی نے سنبھالی۔

فسادات : 15 اگست 1947ء کو آزادی ہند کے دن کلکتہ میں مسلمانوں کے خلاف فسادات شروع ہوگئے۔ مسلمان اپنی جانیں بچانے کے لئے ذکریا اسٹریٹ میں جمع ہونے لگے۔ رات کے ڈیڑھ دو بجے تک اردگرد کی تمام سڑکیں اور گلیاں مظلوم مسلمانوں سے بھر گئیں۔ اس وقت جناب عبدالستار احمد مینار نے سماجی کارکنوں کو جمع کیا اور مالی خرچ کی پروا کئے بغیر ان لوگوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرنے کی ہدایت دی۔ اس طرح تقریباً ڈیڑھ ہفتے تک ساتھ ہوٹلوں اور بھٹیار خانوں میں جو حضرات رقم دے سکتے تھے وہ چار آنے اور جو رقم نہ دے سکے ان کو مفت پیٹ بھر کر کھانا ملتا رہا۔ اس کے علاوہ ڈھائی تین لاکھ لوگوں کا راشن اس ریٹ پر دیا گیا جس پر وہ خریدا گیا تھا۔

کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر، عثمان عیسیٰ بھائی میمن، سر عبداللہ ہارون، سر آدم جی حاجی داؤد شروع ہی سے مسلم لیگ اور قائداعظم کے دست راست رہے تھے۔ درحقیقت انہوں نے مسلم لیگ کے لئے گرانقدر مالی اعانت فرمائی تھی، مگر اس کے متعلق وہ ہمیشہ خاموشی اختیار کئے رہے۔ ان کا دیا ہوا مالی عطیہ کتنا زیادہ ہوگا اس کا اندازہ اس وقت کے قائداعظم کے قریبی معاون اور پاکستان کے سابق وزیراعظم خان لیاقت علی خان اپنی تقاریر میں تذکرہ کرتے تھے۔

پاکستان کے قیام میں گجراتی اور میمن برادری کا کردار : پاکستان کو قائم کرنے اور اس نئی مملکت کو مستحکم کرنے میں میمن اور گجراتی برادری نے تاریخی اور لافانی کردار ادا کئے ہیں جو پاکستان کی تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھے جائیں گے اور یہ تاریخی واقعات لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ لیکن کئی سرکردہ رہنما ان رازوں کے امین ہیں جو ان رازوں کو اپنے سینوں میں چھپائے زمین کی گہرائیوں میں جاچکے ہیں۔ جو تھوڑے بہت حقائق ہمارے بزرگوں نے بیان کئے ہیں ان میں سے بھی بہت کم احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ باقی سب سینوں میں محفوظ ہیں کیوں؟ اس لئے کہ اس نیک دل اور منصف مزاج میمن اور گجراتی برادری کا مقصد اپنی تعریف و توصیف کرانا نہیں ہے۔ یہ تو خاموشی خدمت کو عبادت کا درجہ دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے پر یقین رکھتی ہے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا چاہتی ہے۔

ماخوذات : مسلم بلیٹن جنوری 1940ء، تحریک آزادی اور میمن برادری مصنف یحییٰ ہاشم باوانی (مرحوم)، مترجم کھتری عصمت علی پٹیل، القائد مصنف یوسف عبدالغنی مانڈویا، تحریک پاکستان اور کھتری برادری مصنف کھتری عصمت علی پٹیل، اساس سوریجھ وسندھ مصنف گل ماگر ولی مرحوم مترجم کھتری عصمت علی پٹیل، پاکستان اینے میمنو مصنف حبیب لاکھانی مرحوم اور قائد کا ٹھیاوار عثمان عیسیٰ بھائی میمن مصنف کھتری عصمت علی پٹیل۔

آزاد شاعری

وہ کہاں چلے گئے

مرحوم حاجی سلیمان بھورا کی یادیں

منظوم خراج عقیدت

جناب طیب عبدالشکور
سابق اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ سیکنڈری B کراچی

وہ اچانک نہ جانے کہاں چلے گئے
ہم ان کو بعد میں بھی کافی تلاش کرتے رہے
مگر سنا تھا کہ دنیا سے جانے والے کبھی واپس نہیں آتے
البتہ دنیا سے جانے والوں کی یاد آتی ہے
ذرا دیکھو تو ذرا سنو تو سہی وہ کب اور کیسے چلے گئے
وہ سفید لباس، سفید اچکن اور قائداعظم کیپ میں ملبوس تھے
ان کی آنکھوں میں بڑی دل آویز مسکراہٹ تھی
وہ ہنستے مسکراتے اپنی کار سے نیچے اترے
اور پھر دھیمے دھیمے قدموں سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے
کون جانتا تھا کہ وہ اب جدھر جا رہے ہیں
وہاں سے کبھی واپس نہیں آئیں گے
کیونکہ یہ راستہ واپسی کے لیے نہیں تھا
یہ صرف ایک طرف راستہ تھا جو صرف جانے کے لیے استعمال ہوتا تھا
پھر سیٹھ حاجی سلیمان بھورا یکم محرم 20 مارچ 1969ء کو
اس دنیا سے ملک عدم کو سدھار گئے کبھی واپس نہ آنے کے لیے
انہوں نے حسینؓ کی پیروی کی تھی اور
اس دنیا میں چلے گئے تھے جہاں واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا
وہ چلے تو گئے اس دنیا سے
مگر آج بھی بہت یاد آتے ہیں کیونکہ وہ بھولنے والی شخصیت نہیں تھی
انہیں بھلا کون بھلا سکتا ہے۔ کیسے بھلا سکتا ہے اور کیوں بھلا سکتا
ہے
وہ آج بھی ہمارے دلوں میں زندہ ہیں
وہ ہر جگہ رہتے ہیں اور دلوں پر راج کرتے ہیں
مگر کیا ہم نے ان کا حق ادا کر دیا؟
کیا ہم نے ان کی محبت کا قرض ادا کر دیا
ہم آج بھی ان کے مقروض ہیں، ہم آج بھی ان کے مقروض ہیں

نوجوان نسل ذہنی انتشار کا شکار کیوں؟

موجودہ تیز رفتار دور میں والدین، اساتذہ یا دیگر عزیز و اقارب میں سے کسی کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ نوجوان نسل کے مسائل سن سکے اور ان کی بہتر راہ نمائی میں مدد کر سکے۔ نوجوانوں میں ذہنی پریشانیاں عموماً گھر سے پیدا ہوتی ہیں جو بیرونی ماحول سے جنم لینے والی پریشانیوں سے مل کر مزید پختہ ہو جاتی ہیں۔ بلوغت کی عمر کو ماہرین ''جذباتی عمر'' کہتے ہیں۔ اس عمر میں نوجوانوں کی ذہنی اور جسمانی طاقت اپنے عروج پر ہوتی ہے اور وہ کام کر گزرنے پر یقین رکھتے ہیں، چاہے اس کے نتائج کچھ بھی ہوں۔ یہی وہ عمر ہے جو والدین کیلئے اپنے بچوں کو صحیح کردار کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ نوجوان نسل کو زبانی سمجھانا مشکل ہوتا ہے۔ وہ تجربات سے سمجھنا چاہتے ہیں لیکن عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ بہت کم والدین انہیں تجربات سے گزرنے کی اجازت دیتے ہیں اور یہی وہ بنیادی وجہ ہے جس سے والدین اور بچوں کے درمیان خلا پیدا ہوتا ہے اور باہمی رابطے میں کمی آ جاتی ہے۔ اس ترقی یافتہ دور کے جدید تقاضوں کے باعث نوجوان نسل میں ذہنی کشمکش اور ذہنی پریشانی بڑھ گئی ہے۔ بیشتر لوگ یہ شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہوتی جا رہی ہے لیکن اس پر غور کرنے والے بہت کم لوگ ہیں کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ کون سے عوامل ہیں جو نوجوانوں کو اس طرف لاتے ہیں۔ مایوسی، ڈپریشن اور منشیات کے شکار افراد کے تجزیے کے بعد یہ چیز بہت کھل کر سامنے آئی ہے کہ ایسے افراد کی صحیح راہنمائی نہیں کی گئی۔ کسی کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ ان کے مسائل سنے اور ان کو حل کرنے میں ان کی مدد کرے۔ نوجوان نسل میں بے راہ روی کے ساتھ خودکشی کا رجحان بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ مختلف ذہنی امراض اور منشیات کے ہسپتالوں میں ہزاروں مریضوں کے مطالعے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نوجوان نسل کے مسائل اور ذہنی پریشانی کی وجوہات عام طور پر گھر سے پیدا ہوتی ہیں جو گھر سے باہر پیدا ہونے والی دشواریوں کے باعث مزید پختہ ہو جاتی ہیں۔ ایسے میں نوجوان کو فرار کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔ نوجوانوں میں بڑوں کی طرح آزاد و خودمختار ہونے کی خواہش شدت سے پیدا ہوتی۔ باہر آنے جانے کی آزادی، خودکفیل ہونے کی خواہش، اپنے فیصلے خود کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ اور اپنی ہر بات منوانا ان کی عادت میں شامل ہو جاتا ہے لیکن والدین انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تنقید، سخت لہجہ، ڈانٹ ڈپٹ اور خاص طور سے والدین کا ضرورت سے زیادہ احساس تحفظ کو ایک عجیب سی کشمکش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسی کئی مثالیں اکثر سامنے آتی رہتی ہیں۔

اکثر گھرانوں میں اس قسم کی باتیں عام مشاہدے میں آتی ہیں کہ کچھ گھرانوں میں والد اور بیٹے کے درمیان بات چیت بند ہے کہیں والدین کے درمیان بہت اختلاف پایا جاتا ہے تو کہیں ایسا بھی ہے کہ والدین بچوں کے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھاتے۔ کچھ خاندانوں میں اہم معاملات میں بچوں کی رائے معلوم نہیں کی جاتی۔ ایسے خاندانوں میں فرد کی شخصیت کمزور بنتی ہے اور شخصیت کی کمزوری اسے فرار کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ان مسائل کا حل یہ ہے کہ گھروں کے ماحول کو بدلنا ہوگا کیونکہ ''شخصیت'' گھر سے بنتی ہے اور شخصیت کو مضبوط بنانے کیلئے گھروں کو مضبوط بنانا ہوگا۔ اگر گھر سے بچے کو تحفظ اور ذہنی آسودگی حاصل ہوگی تو وہ گھر سے باہر خطرات کا سامنا بھی کر سکے گا۔ نوجوان نسل کو مضبوط بنانے کیلئے والدین کے علاوہ اساتذہ کو بھی اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔ جن گھروں میں باپ اور بیٹے کے درمیان بہت زیادہ دوستانہ تعلقات ہیں وہاں بچوں کے بگڑنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ماں کا بے جا لاڈ پیار بھی اولاد کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

سیٹھ حاجی سلیمان بھورا کی زندگی کی کچھ یادیں

حاجی قاسم حاجی حبیب کھانانی (مرحوم)، ایم اے اکنامکس۔ بی کام ایل ایل بی
کی ایک مختصر گجراتی تحریر کا ترجمہ

Late Haji Qasim A. Habib Khanani

میری زندگی میں ایسی بہت سی شخصیات آئی ہیں جنھوں نے میری زندگی پر بہت زیادہ اثر ڈالا۔ یہ اثر مثبت بھی تھا اور مسابقتی بھی۔ بے شمار لوگوں نے میری زندگی کے نشیب وفراز کو متاثر کیا اور میں ان کی زندگیوں اور ان کی شخصیات کے زیر اثر رہا۔ مگر ان میں ایک ایسی پرخلوص سماجی شخصیت بھی گزری ہے جس نے میری زندگی کو کچھ اس طرح ہلایا اور کچھ اس طرح جھنجھوڑا کہ میں آج تک ان کے اثرات سے باہر نہیں نکل سکا اور انھی میں سب سے تاباں اور قابل ذکر شخصیت سیٹھ حاجی سلیمان بھورا کی تھی۔

سیٹھ حاجی سلیمان بھورا جو بلاشبہ انیسویں صدی کے اواخر کے ایک ایسے انسان تھے جس نے اپنی زندگی ایک تو سماجی بہبود کے کاموں میں صرف کی اور ساتھ ساتھ انہوں نے دوسرے شعبوں پر بھی خوب جم کر اور ڈٹ کر کام کیا اور اس طرح کی کہ ساری برادری کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔

سیٹھ حاجی سلیمان بھورا کا پورا نام حاجی سلیمان حاجی ابراہیم بھورا۔ آپ اس قدر دل آویز شخصیت کے مالک تھے کہ جب کبھی اپنی برادری کی کسی بھی مشکل اور پیچیدہ کام میں پھنستی تو میں سیدھا حاجی صاحب کی طرف دوڑا کرتا تھا اور سیٹھ بھورا صاحب بھی مجھے ہرگز مایوس نہیں کرتے تھے بلکہ میری پوری مشکل کو توجہ، غور اور ہمدردی سے سنتے اور پھر اس کا ایسا زبردست حل نکالتے تھے کہ ایک پیچیدہ مسئلہ لمحوں میں حل ہو جایا کرتا تھا۔ اسی لیے میں اور اس زمانے کے میرے دوست اور ساتھی سیٹھ حاجی سلیمان بھورا کو Problem Solver کہہ کر پکارا کرتے

تھے کیونکہ ہم ان کے سامنے جو بھی پرابلم لے کر حاضر ہوتے تھے۔ حاجی صاحب اس کو Solve کر دیا کرتے تھے اور ان کی اس خصوصیت نے ہم سب کو اور خاص طور سے مجھے ان کا دیوانہ بنا دیا تھا۔ میں بہانے بہانے سے ان کے پاس جاتا تھا اور اپنے مسائل حل کروا کے واپس آتا تھا۔

بلاشبہ یہ حاجی صاحب کی ایک ایسی خوبی تھی جو لوگوں کی نظروں میں نہایت پسندیدہ قرار پائی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اپنی پیدائش سے لے کر اپنی وفات تک حاجی سلیمان بھورا کی شخصیت پوری بانٹوا میمن برادری اور میمن برادری کے لئے نہایت محبوب اور پسندیدہ قرار پائی تھی۔ وہ دنیا سے جا چکے ہیں اور انسان کو دنیا سے جانا ہی ہے آج ان کی کل ہماری باری ہے مگر ان کی محبت کا قرض ادبی (ادب و احترام) ہم پر واجب الادا ہے جو ہمیں ادا کرنا ہے۔

ان کی ذات میں قوم کی ہمدردی تھی قوم کا سوز تھا۔ سماج کی فلاح و بہبود کی لگن تھی۔ شہرت کی بو نہ تھی۔ عظمت کا خمار نہ تھا۔ رواداری، قابلیت، بے باکی، رحمدلی اور مخلصانہ کردار ان کی اہم خصوصیت تھی۔ حق پرستی اور پابندی قول و عمل کا شیوہ تھا۔ یہ عظیم شخصیت بانٹوا سے ہی قومی مقبولیت حاصل کر چکی تھی کیونکہ خدمت خلق اور قومی فلاح و بہبود کی لگن ان کے دل میں فطری طور پر موجزن تھی۔ اس شخصیت کو جتنی دھن نگری بانٹوا میں اپنے وطن میں مقبولیت تھی اس سے کہیں زیادہ یہاں کراچی (پاکستان) میں ہوئی کیونکہ یہاں ان کا خدمت خلق کا جذبہ کافی سے زیادہ وسیع ہو چکا تھا۔ بانٹوا میں انجمن حمایت اسلام کا قیام اور ان کی قائم کردہ زنانہ اسپتال، لائبریری اور اسکول کی بہترین کارکردگی اور محمڈن لاء کے نفاذ کی تحریک ان کے جذبہ عمل کا بہترین عکس تھا۔

کراچی جیسے ترقی یافتہ شہر میں خدمت کا وسیع دائرہ حاصل ہونے پر ان کا یہ جذبہ اپنے عروج تک پہنچا۔ یہاں پر بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے دوبارہ قیام کے ساتھ ساتھ تعلیمی میدان میں بھی انہوں نے پیش قدمی کی۔ میمن ایجوکیشنل بورڈ کی تعلیمی کارکردگی قومی تعلیم ان کا شیوا بن گئی۔ ان کی مخلصانہ جستجو کی وجہ سے ایجوکیشنل بورڈ کی اسکولوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی۔ تعلیمی شاہراہ پر حائل ہونے والی سیکڑوں رکاوٹوں، تکالیف اور مصائب کے باوجود انہوں نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور قوم کی تعلیمی پیاس بجھانے کے لئے خود اپنے آپ کو قومی تعلیم پر وقف کر دیا۔

ان کی یہ لگن ان کا یہ جذبہ اور ان کی جانی و مالی قربانیوں کے نتیجے میں آج ایجوکیشنل بورڈ کی 19 اسکولوں میں سالانہ ہزاروں طلبہ تعلیمی فیض حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی خدمت قوم کا جذبہ صرف یہاں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جب بھی قومی فلاح کی کوئی اسکیم ان کے سامنے آتی تو اس میں ان کا حصہ ضرور ہوتا تھا۔ برادری کی مشترکہ آبادکاری کی اسکیم ان کی دلی تمنا تھی۔ بانٹوا میمن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ کی طرف سے زمین کا پلاٹ حاصل کرنے کے لئے جو کوششیں کی گئی تھیں ان میں ان کا کافی سے زیادہ حصہ تھا اور ان ہی کی قیادت کے دور میں سوسائٹی کو دو لاکھ گز زمین حاصل ہو سکی لیکن افسوس کے ہماری مشترکہ آبادکاری کی یہ اسکیم کامیاب نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم شخصیت کو اپنی مغفرت کے ساتھ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے اہل و عیال و دوست احباب کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)۔

(وطن گجراتی سے ترجمہ ک۔ع۔پ۔ مطبوعہ 15 مئی 1969ء)

(گجراتی تراشہ بشکریہ میمن ویلفیئر لائبریری کراچی)

مالک دو جہاں اللہ رب العزت کے حضور میں

دعاؤں کا گلدستہ

التجانگار: الحاج احمد عبداللہ غریب مرحوم (بمبئی)، ممتاز مذہبی اسکالر

Late Alhaj Ahmed Gareeb

دعا کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی درخواست یا التجا کرنا۔ لغت میں اس کے معنی ہیں اللہ کو پکارنا، ورد کرنا، مناجات یا مغفرت طلب کرنا۔ قرآن حکیم میں آیا ہے: "اور اے نبی ﷺ! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔" (البقرہ ۱۸۶)

اللہ تعالیٰ سے دعا اور کلام کرنے کے لیے کسی جگہ یا وقت کی قید نہیں۔ جس وقت چاہیں اللہ سے دعا بھی مانگ سکتے ہیں اور اس سے کلام بھی کر سکتے ہیں۔ اللہ کا واسطہ انسان سے براہ راست ہے۔ اس کے لیے کسی وسیلے یا واسطے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایک آدمی کسی دوسرے سے کچھ مانگے تو وہ ایک یا دو یا زیادہ سے زیادہ تین چار دیا دے دے گا۔ انسان کی فیاضی کی ایک حد ہے مگر اللہ کا معاملہ اس کے بالکل

برعکس ہے۔بندہ اللہ سے جتنا زیادہ مانگتا ہے وہ پالنے والا رب اسے اتنی ہی خوشی سے دیتا ہے کہ میرے بندے نے مجھے مشکل کشا سمجھا۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے رب کو یاد کرنے والے شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے اندر زندگی پائی جاتی ہے۔'' انسان جسم یا ڈھانچے کی غذا اللہ تعالیٰ کی یاد ہے اگر جسم کو یہ غذا نہ ملے تو اس پر موت طاری ہو جائے گی۔ہر مشکل وقت میں مدد مانگنا انسان کی فطرت میں شامل ہے۔

☆اے اللہ تو پاک اور بے نیاز ہے۔ہم خطا کار ہیں۔تیرے ہی کرم کے طلب گار ہیں۔تو ہم پر اپنا کرم و فضل فرما۔ہماری نگہبانی فرما۔ہمارے تمام گناہوں کو معاف کر۔

☆اے اللہ ہم نے بہت گناہ کیے ہیں۔گناہ گار ہیں۔مجرم ہیں۔مگر پھر بھی تیری معافی کے طلب گار ہیں۔

☆اے اللہ تو ہمیں سچی توبہ کی توفیق دے۔

☆اے اللہ ہماری نمازوں میں، خیرات میں، زکوٰۃ میں، صدقات میں اور دیگر عبادات میں جو جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سب کو معاف فرما۔

☆اے اللہ شیطان و نفس نے ہمیں بہکایا۔آئندہ ان کے فریب سے ہم کو نجات دلا۔

☆اے اللہ بیوپار۔ہماری تجارت اور رزق حلال میں برکت عطا کر۔ہمیں خسارے اور نقصان سے بچا۔

☆اے اللہ ہماری جان، مال، عزت، آبرو، گھربار، چھوٹے بڑوں کی پوری حفاظت فرما۔

☆اے اللہ ہمارے سب گھر والوں اور متعلقین کو نیک بنا۔دین پر چلنے کی ہمت دے۔بھلے اور اچھے کاموں کی توفیق دے۔ہمیں حاسدوں کے حسد سے۔دشمنوں کے فریب سے۔ناگہانی آفتوں سے۔مہلک بیماریوں سے۔جنات۔شیاطین اور شرپسندوں کے شر سے بچا۔ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔ہمیں نیک نامی اور نجات آخرت کا ذریعہ بنا۔

☆اے اللہ ہم پر رحم فرما۔جب تک ہم زندہ ہیں گناہوں سے بچتے رہیں۔

☆اے اللہ اے زمین و آسمان کے بے مثال پیدا کرنے والے۔اے عظمت و بزرگی والے اور اے غلبے والے جس تک کسی کی رسائی نہ ہو۔

☆اللہ میں تجھ سے تیری بندگی اور ذات کے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ روشن کر دے اپنے نور کی برکت سے۔میری آنکھوں کو رواں کر دے اپنے نور کی برکت سے میری زبان کو کھول دے۔اپنے نور کی برکت سے ہمارے سینوں کو دھو دے۔اپنے نور کی برکت سے ہمارے بدنوں کو۔کیونکہ سوائے تیرے اس حق پر ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

☆اے اللہ تیرے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔اے اللہ ہمارے گناہ معاف فرما دے۔یا اللہ ہماری خطاؤں کو درگزر فرما دے۔اے اللہ ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق دے۔

☆اے اللہ ہمارے چھوٹے اور بڑے۔اگلے اور پچھلے ظاہر اور باطن سب گناہوں کو معاف کر دے۔

☆اے اللہ تو ہمیں اپنی رحمت کے دامن میں چھپا لے۔یا اللہ ہمیں رات اور دن کے فتنوں سے بچا۔اے اللہ ہمیں زندگی اور موت کے فتنوں سے بچا۔

☆اے اللہ ہماری آہ و زاری سن لے۔اے اللہ ہمیں جسمانی اور روحانی قوت عطا فرما۔یا اللہ ہمیں ایمان کی دولت سے مالا مال کر دے۔اے اللہ

گمراہوں کو راہ پر لے آ۔ یا اللہ بے نمازیوں کو نمازی بنادے۔ اے اللہ بے روزگاروں کو برسرِ روزگار کردے۔ اے اللہ بے اولادوں کو نیک اولاد دے۔ اے اللہ بدکردار کے کردار کو درست کردے۔

☆ اے اللہ بداخلاق کو صاحب اخلاق بنا۔ یا اللہ ہمیں سلامتی والا دل، ذکر کرنے والی زبان۔ رونے والی آنکھیں عطا فرما۔

☆ اے اللہ ہمیں دین و دنیا کی عزت عطا فرما۔ یا اللہ جن گھروں میں نااتفاقی ہے ان میں اتفاق دے۔ اے اللہ اجڑے ہوئے گھروں کو آباد کر۔

☆ اے اللہ بے وطن کو وطن پہنچادے۔ یا اللہ ہمارے لڑکے اور لڑکیوں کو پاک دامنی نصیب کر۔ یا اللہ ہمارے لڑکے اور لڑکیوں کو نیک شریک حیات نصیب کر۔

☆ اے اللہ ہم کو ہر مصیبت سے نجات دے۔ یا اللہ ہم کو حضرت آدم علیہ السلام جیسی توبہ نصیب کر۔ اے اللہ ہمیں حضرت یعقوب علیہ السلام جیسی گریہ وزاری نصیب کر۔ اے اللہ ہمیں حسن یوسف عطا کر۔ یا اللہ ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی دوستی نصیب کر۔ یا اللہ ہمیں حضرت ایوب علیہ السلام جیسا صبر نصیب کر۔ یا اللہ ہمیں داؤد علیہ السلام جیسا سجدۂ شکر نصیب کر۔ اے اللہ ہمیں عمر جیسا انصاف عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں رسول اللہ ﷺ جیسے عمل نصیب کر۔ اے اللہ ہمیں حضرت ابوبکر صدیق جیسا صدق دل عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں حضرت عثمان بن عوف جیسی شرم و حیا عطا فرما۔

☆ اے اللہ ہمیں آئمہ دین جیسی خدمت اسلام نصیب کر۔ یا اللہ ہمیں خلفائے راشدین جیسی بھلائیاں نصیب کر۔ اے اللہ ہمیں پیغمبری جیسی زندگی اور پیغمبری جیسی موت نصیب کر۔ یا اللہ ہمارے موت کو تحفہ بنا کر بھیجنا۔ یا اللہ ہمارے موت کو رحمت بنانا، زحمت نہ بنانا۔ یا اللہ ہماری قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنانا۔

☆ اے اللہ ہمارے قبر کو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بنانا۔ یا اللہ منکر نکیر کے سوال کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ یا اللہ ہماری زندگی اور قبر میں قرآن پاک کو مونس و غمگسار بنادے۔

☆ اے اللہ ہمارے چہرے کو قیامت کے دن سفید کرنا۔ یا اللہ ہمارے سفر پر پل صراط کو آسان کرنا۔ اے اللہ ہمیں اپنا دیدار نصیب کرنا۔ یا اللہ ہمیں جہنم سے بچا کر جنت الفردوس نصیب کرنا۔ اے اللہ ہمیں بغیر حساب کتاب کے جنت الفردوس میں جگہ دینا۔

☆ یا اللہ ہم تیرے ہی بندے ہیں۔ تیرے ہی آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور جو کچھ مانگنا ہے تجھ ہی سے مانگتے ہیں تو اپنی رحمت و برکت سے ہماری خالی جھولیوں کو بھر دے۔ یا اللہ ہمارے گھروں میں برکت عطا فرما اور ہماری روزیوں میں کشادگی دے۔ اے اللہ ہمیں رنج و غم، بزدلی اور بخل سے بچا قرض اور ظالم لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا یا چاہتی ہوں۔

☆ اے اللہ تو اپنی رحمت و برکت سے ہمارے تمام دکھ درد اور صدمے دور کر کے ہمارے گھروں کو آباد رکھ۔

☆ اے اللہ سب مسلمانوں میں سچی محبت اور پیار عطا کر۔

☆ اے اللہ بچھڑے ہوؤں کو ملادے۔ روٹھے ہوؤں کو منادے۔ ہماری تمام دلی تمناؤں کو پورا کردے۔

☆ اے اللہ مسلمانوں کو درپیش مسائل حل کر کے انہیں چین و امن اور سلامتی عطا کر۔

☆ اے اللہ تنگ دستوں کی تنگ دستی دور کر۔ (آمین ثمہ آمین)

اللہ تعالیٰ ہمارے قریب ہے اور وہ ہماری تمام حاجات کی فراہمی کا مکمل نظام قائم کئے ہوئے ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں جو

حاجات پوری کرنے والا ہے جو دلوں کے بھید جانتا ہے جو ہر مانگنے والے کو عطا کرتا ہے، ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے چاہے آہستہ پکار رہا ہو یا بلند آواز میں جو ہر جگہ موجود ہے جو ہر حاجت مند کا حاجت روا ہے اور ہر مشکل میں گھرے ہوئے کا مشکل کشا ہے۔

بشکریہ: ماہنامہ صراط مستقیم بمبئی۔ مطبوعہ فروری 1966ء

قیام: 10 اپریل 1916ء (بانٹوا۔ انڈیا) قیام: 20 مارچ 1948ء (کراچی۔ پاکستان)

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کراچی

کیا ہمیں اپنے مرحومین یاد ہیں؟

آپ نے کبھی سوچا کہ۔۔۔

ہمارے وہ عزیز و اقارب جو کبھی ہمیں جان سے پیارے تھے۔ جن کے بغیر ہماری زندگی ادھوری ہوا کرتی تھی جو ہماری ہر خوشی میں خوش، ہر غم میں شریک تھے۔ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں اور قبرستان میں منوں مٹی تلے سوئے ہوئے ہیں۔

آپ نے کبھی اس پر غور کیا!!۔۔۔

ہم نے عید تہوار، سال چھ مہینے بعد قبر پر جا کر چند لمحے فاتحہ خوانی کی، قبر پر تھوڑا سا پانی ڈال دیا اور اللہ اللہ خیر صلا۔ کیا ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ہمارے ماں کا، بہن بھائیوں کا، عزیز و اقارب کا ہم پر صرف اتنا ہی حق ہے؟

کیا ہم نے حق ادا کر دیا۔۔۔؟

ذرا سوچئے!۔۔۔

قبرستان ہمارے عزیز و اقارب کی آخری آرام گاہ ہیں، کیا ہم قبرستانوں کی دیکھ بھال میں اپنا فرض ادا کر رہے ہیں؟

کیا ہم اپنے پیارے عزیزوں کی قبور کی Maintenance دیکھ بھال اور انتظامی اخراجات میں تعاون کر رہے ہیں؟

براہ کرم بانٹوا انجمن حمایت اسلام سے بھرپور مالی تعاون کریں

اپنے پیاروں کی قبور کی دیکھ بھال کے لئے۔۔۔

قبرستانوں کے ترقیاتی کاموں کے لیے آپ کی سپورٹ (مدد) درکار ہے

یتیم کا پیام ماں کے نام

اکبر الہٰ آبادی (مرحوم)

ایک بچہ جس کی ماں کا ہوگیا تھا انتقال
میرے پاس آیا کہیں سے روتا روتا ایک دن
اور کہا رو کر کہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں
کھانا تک کھایا نہیں ہے، صاف گزرا ایک دن
چھوڑ کر بے کس کو اللہ جانے کہاں رخصت ہوئی
ہے بہت مشکل مجھے بے ماں کے جینا ایک دن
تم سے مل جائے تو کہنا مجھ کو بھی لے جائے ساتھ
یا چلی آئے وہاں سے رہ کے دو یا ایک دن
کیسی بستی ہے، وہ کیسے گھر ہیں، کیسے لوگ ہیں؟
تو نے تو جا کر وہاں خط بھی نہ بھیجا ایک دن
پیار کرتی، منہ دھلاتی، کپڑے پہناتی تھی روز
یوں پچھے کرتے میں رہتا نہیں تھا ایک دن
کون پچکارے مجھے اور کون لے آغوش میں؟
خواب میں بھی تو نے حال آکر نہ پوچھا ایک دن
اپنے بیٹے سے کبھی اک دم نہ کرتی تھی جدا
اب یہ تنہا، بے کسی میں کیسے چھوڑا ایک دن
اب نہیں کرتے کا ضد، اب کچھ نہ مانگو کا کبھی
خستہ حالی پر مری آ رحم فرما ایک دن
اب نہیں رونے کا رونے سے خفا ہے تو اگر
اچھی اماں گود میں لے لے مجھے آ ایک دن
تجھ کو بن میرے وہاں کٹتے ہیں کیسے روز و شب
مجھ کو بے تیرے یہاں ہے سو برس کا ایک دن
اے اللہ ایسے یتیم و بے نوا پر فضل کر
یہ دعا کی اور اکبر خوب رویا ایک دن

بانٹوا میمن جماعت
(رجسٹرڈ) کراچی
کے "زکوٰۃ فنڈ"
کو مستحکم فرمائیں
تاکہ
مستحقین کو خود کفالت
کی منزل تک پہنچایا
جاسکے

برادری کے ترجمان
ماہنامہ
"میمن سماج" کراچی
میں اپنے تجارتی اداروں کی
مصنوعات کی تشہیر کے لئے
اشتہارات
دے کر تعاون فرمائیے!
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ)
کراچی

THALASSAEMIA MAJOR

تھیلیسیمیا میجر خون کی ایک مہلک اور لاعلاج بیماری

ایک ایسا موذی مرض، جو بچوں کو والدین سے وراثت میں ملتا ہے

Thalassaemia Major Patiemts Need

BLOOD TRANSFUSIOM

EVERY 15 TO 20 DAYS

Please Donate BLOOD & SAVE LIFE of Thalassaemia Patients

تھیلیسیمیا کے بچے کو زندہ رکھنے کیلئے 15 سے 20 دن میں خون دینا پڑتا ہے

ایسی نوبت ہی کیوں آئے!

ہمارا خواب تھیلیسیمیا سے پاک بانٹوا میمن برادری

غور کیجئے! آپ کے خون کا عطیہ 3 معصوم زندگی بچا سکتا ہے

خدارا آگے بڑھیئے اور ایسے مریضوں زندگی بچانے کے لئے خون کا عطیہ دیں جو آپ کی جان کا صدقہ بھی ہے

اپنی آئندہ نسل کو تھیلیسیمیا کے موذی مرض سے بچانے کے لئے اپنا خون ٹیسٹ ضرور کروائیں۔

یادِ رفتگان

جانے والے آتے نہیں ان کی یاد آتی ہے

بانٹوا میمن اور میمن برادری کی پرخلوص ایثار پسند ہمہ جہت شخصیت

مرحوم کی ایسی انمول اور تابناک خدمات جو تاریخ کا ہمیشہ حصہ رہیں گی

سیٹھ حاجی سلیمان ابراہیم بھورا (مرحوم)

حاجی عبدالعزیز عثمان ایدھی (مرحوم)

کی ڈان گجراتی میں مطبوعہ معلومات افزا اور یادگار تحریر کا پہلی بار اردو میں ترجمہ

سیٹھ حاجی سلیمان بھورا درحقیقت بانٹوا میمن برادری میں پیدا ہونے والی ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت تھی جس کو موت کے ظالم اور بے رحم ہاتھوں نے ہم سے 20 مارچ 1969ء کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھین لیا تھا۔ بلاشبہ حاجی سلیمان بھورا صاحب میمن بورڈ کے تاج کا وہ نگینہ تھے جس کی چمک دور ہی سے نمایاں ہوتی تھی مگر ان کی وفات کے بعد ان کی شخصیت کی چمک ماند پڑ گئی اور تاریکیوں نے ہر طرف سے گھیر لیا مگر اب ہمیں ان کے بغیر رہنا ہے ان کے بغیر زندگی گزارنی ہے کیونکہ دنیا کا یہی دستور ہے۔ وہ بلاشبہ ایک ایسی شخصیت تھے جس نے میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کی خدمت کی اور تعلیم کے شعبے میں بے مثال خدمات انجام دیں۔

سیٹھ حاجی سلیمان بھورا کے قلم میں ایک تلوار سے بھی زیادہ طاقت اور کاٹ تھی۔ وہ اپنے قلم کو بڑی مہارت سے چلاتے تھے اور اپنی تحریر سے ساری برادری میں امن محبت اور پیار کے پھول کھلاتے تھے۔ آپ کی سماجی موضوعات پر تحریروں نے ہمیں زبردست توانائی دی تھی اور ہمارے دلوں سے اداسیوں کو دور کر دیا تھا۔

سادہ مزاج سادہ لباس : حاجی سلیمان بھورا صاحب سفید شیروانی، جناح کیپ زیب تن کرتے تھے۔ ان کا لباس بڑا پروقار تھا اور ان کی شخصیت بھی بڑی دلکش تھی۔ اس پر ان کی آواز اور ان کی دھیمی دھیمی گفتگو بڑی دل آویز ہوتی تھی کہ سننے والا ان کی باتوں کے سحر میں گم

Lata Aziz Adhi

ہو جاتا تھا۔ وہ بلاشبہ ہر لحاظ سے بے مثال اور شاہکار انسان تھے۔ ہم انہیں کبھی نہیں بھول سکیں گے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے تمام چاہنے والوں کو ان کی وفات کے نقصان کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

حاجی سلیمان بھورا کی شخصیت : جہاں تک ہمارے روابط اور تعلقات کی بات ہے تو میں اس ضمن میں بہت کھل کر یہ حقیقت تسلیم کروں گا میں اپنی زندگی میں خاص طور سے سماجی خدمات کے شعبے میں بہت کم اور محدود لوگوں سے متاثر ہوا ہوں اور ان میں حاجی سلیمان بھورا مرحوم وہ بے مثال شخصیت تھے جنھوں نے میری زندگی پر بھرپور اثر ڈالا تھا۔ جب کبھی میں کسی پیچیدہ الجھن یا مشکلات میں پھنستا تو سیدھا سیٹھ صاحب کی طرف دوڑ لگاتا اور ان کو اپنے مسائل سے آگاہ کرتا۔ سیٹھ صاحب بڑے سکون سے میری پوری بات سنتے اور پھر اس حوالے سے مجھے ان مشکلات کا حل بھی بتادیتے جو میری سمجھ میں فوراً آجاتا اور میں خوش خوش واپس چلا آتا کہ مجھے کامیابی مل گئی تھی اور میرا مسئلہ مکمل طور پر حل ہوگیا تھا۔ سیٹھ حاجی سلیمان بھورا مجھ سے بڑی شفقت اور پیار سے پیش آتے تھے اور مجھے کبھی مایوس نہیں کرتے تھے اور یہی بات مجھے بھاگ کر ان کے پاس لے جاتی تھی۔

حاجی سلیمان بھورا کی پیدائش : جناب سیٹھ حاجی سلیمان بھورا 19 ویں صدی کے اختتام پر بانٹوا کی ایک مڈل کلاس فیملی میں 18 جولائی 1890ء میں بانٹوا میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی پیدائش ریاست کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا جیدگرا میں ہوئی تھی۔ یہ ایک ایسا غیر ترقی یافتہ علاقہ تھا جہاں ٹرین کی پٹڑی تک نہیں تھی۔ مگر اس علاقے پر ویسے تو ایک چھوٹے سے مقامی پرنس کی حکومت تھی مگر یہاں ڈھیروں اس دور کے ارب پتی اور لکھ پتی میمن آباد تھے جو اپنی دولت کے ڈھیرے کے ساتھ اس علاقے میں رہتے تھے جو اس دور میں ہر قسم کی جدید سہولت اور آسائش سے محروم تھا۔ مگر ان میمن حضرات نے اپنی قدیم اور جدی پشتی روایات اور رسوم کو اپنے سینے سے لگا رکھا تھا یہی ان کا سب سے قیمتی سرمایہ تھا وہ کسی صورت نہیں چھوڑنا چاہتے تھے کیونکہ ان کو ان روایات اور رسوم سے بے حد پیار تھا۔

مدرسہ اسلامیہ سے وابستگی : حاجی سلیمان بھورا کو قدرت نے بانٹوا کے مدرسہ اسلامیہ سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا تھا مگر اس زمانے میں سیٹھ صاحب بہ مشکل چار پانچ کلاسوں تک تعلیم حاصل کرسکے جو اس زمانے کا دستور تھا کہ اکثر میمن بچے اسی طرح تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان کا زیادہ تر وقت اس دور میں سیر و تفریح میں گزرتا تھا۔

کم عمری میں مصروفیت : سیٹھ حاجی سلیمان بھورا نے کم عمری میں ہی اس زمانے کی معروف فرم میں ملازمت کرلی تھی جو جعفر سیٹھ کی تھی اور اس طرح تو عمری سے ہی انہوں نے اپنے گھر کی معاشی ترقی میں ساتھ دینا شروع کردیا اور بعد میں وہ اس فرم کی بہتری اور بہبود کے لیے اس طرح کام کرتے رہے کہ خود بھی بہت آگے گئے اور فرم کو بھی ترقی کی بلندیوں پر پہنچادیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سیٹھ حسین قاسم دادا

کا بھی بڑا ساتھ دیا اور وہ محمڈن لا کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔

ملازمین کے لیے ان کا بڑا قدم: سیٹھ حاجی بھورانے سب سے پہلے اس ضمن میں آواز بھی اٹھائی اور عملی اقدامات بھی کیے کہ جو میمن دور دراز کے علاقوں سے ملازمت کرنے ان کے پاس آتے تھے انہوں نے ان کے لئے مسائل بھی ہیں ایک سے دو ماہ کی چھٹی لے کر گھر جانے کی سہولت بھی فراہم کی جس سے اس دور کے میمن مسلم گھرانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور خاص طور سے حاجی سلیمان بھورا کے ان اقدامات کو خوب سراہا گیا اور ان کی بڑی تعریف کی گئی۔ یہی چھٹیاں وہ زمانہ تھیں جب انہوں نے طویل وقت بانٹوا میں گزارا اور گھر پر رہنے کی خوشی سے روشناس ہوئے اور چھٹیوں میں اصل لطف سے لطف اندوز ہوئے تھے اور اسی مقام پر انہوں نے بانٹوا سے اپنی سماجی خدمات کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جو رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے نصف صدی سے زائد عرصے پر پھیل گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بانٹوا میں کوئی ایک بھی فلاحی یا رفاہی جماعت نہیں تھی۔ بس اسی دور میں چند ایک نوجوانوں نے جن میں حاجی سلیمان قابل ذکر تھے ایک سماجی خدمات انجام دینے والے ادارے انجمن حمایت الاسلام کی 10 اپریل 1916ء میں داغ بیل ڈالی اور اس کے تحت سماجی خدمات کا آغاز کر دیا گیا مگر بعد میں کچھ نااتفاقیوں کی وجہ سے یہ سلسلہ آگے بڑھ سکے گا۔ اس طرح سوچ کر نوجوانوں کا یہ گروپ باغی قرار پایا اور اس طرح بانٹوا کی سرزمین میں باغی نوجوانوں نے اس پودے کے بیج لگا دیئے جو آگے جا کر سماجی اور فلاحی خدمات کے شعبے کا ایک بڑا اور تناور درخت ثابت ہوا۔ اس دور میں لیڈی ڈاکٹرز کی کمی۔ ان تمام حالات اور دولت مند برادری ہونے کے باوجود اس دور میں بانٹوا میں لیڈی ڈاکٹرز کی بہت کمی تھی جس کی وجہ سے جب بھی ان کی خواتین کی طبیعت خراب ہوتی یا زچہ و بچہ کا مسئلہ ہوتا تو ان لوگوں کو اپنی بیمار خواتین کو راجکوٹ یا پوربندر لے جانا پڑتا تھا اور اس دور میں ذرائع آمدورفت کی بڑی کمی تھی جس کی وجہ سے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس مشکل پر قابو پانے کے لئے سب سے پہلے اس انجمن نے ایک کرائے کی جگہ لے کر لیڈیز ڈسپنسری قائم کر دی جہاں کوالیفائیڈ ڈاکٹر (لیڈی) کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

دوسری میمن کانفرنس کے موقع پر لی گئی یادگار تصویر۔

یہ دیکھ کر اس دور کے لیے پولیٹیکل ایجنٹ اس قدر خوش اور متاثر ہوئے کہ انہوں نے اس دورے کے مقامی شہزادوں (پرنسز) کو مناسب جگہ پر ڈسپنسری قائم کرنے کے لیے پلاٹ فراہم کر دیا تاکہ وہاں انجمن اپنے طور پر لیڈیز ڈسپنسری اور اسپتال قائم کر سکے۔ ادھر انجمن نے بھی اس ضمن میں فنڈز اور عطیات جمع کرنے شروع کر دیئے تاکہ اپنے طور پر عمارت خود تعمیر کر سکے۔

تعلیم کا شعبہ: انجمن نے مخیّر حضرات سے زکوٰۃ اور عطیات

بھی جمع کر لیے اس دور میں بانٹوا میں کروڑپتیوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اس طرح خواتین کی صحت کے مسئلے پر توجہ دیتے ہوئے اس پرجوش نوجوانوں نے پہلے صحت کا مسئلہ حل کیا اور اس کے بعد انجمن نے تعلیم کے شعبے پر بھی توجہ دی اور اس علاقے میں لڑکیوں کا ایک اسکول قائم کرکے اس علاقے میں لڑکیوں کے تعلیم کا مسئلہ کے حل پر بھی توجہ دی جس کے پیچھے اس دور میں تعلیم یافتہ گھرانوں کی لڑکیاں بھی اسکولوں کا رخ کرنے لگیں اور بانٹوا میں خواتین کی تعلیم کا تناسب بڑھتا چلا گیا۔

قبرستان اور مرحومین کی تجہیز و تکفین : اس زمانے کا ایک بڑا مسئلہ بانٹوا میں صحت اور تعلیم کے ساتھ ساتھ مرحومین کی تجہیز و تکفین کا تھا۔ چنانچہ انجمن نے بانٹوا میں ایک بڑا قبرستان قائم کرکے اس مسئلے کو حل کیا جہاں مسلمان اپنے مرحومین کو پورے احترام کے ساتھ دفن کرنے لگے اس دور میمن انجمن نے اس قبرستان کے انتظامات میمنوں اور غیر میمنوں کے سپرد کر دیے جنھوں نے ان انتظامات کو بڑی مہارت سے چلایا اور بڑی پذیرائی حاصل کی اور ہر طبقے کے لوگوں نے ان کی تعریفیں کرنے لگے۔

سیٹھ حسین قاسم دادا اور بانٹوا میمن جماعت کا قیام : یہ وہ زمانہ تھا جب ہندو اور مسلم گھرانوں میں بیٹوں اور بیٹیوں کے وراثت میں حصے پر بھی بحث و مباحثہ چل پڑا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر سیٹھ حسین قاسم دادا آگے بڑھے اور انہوں نے اس مسئلے کے حل کے لیے بانٹوا میمن جماعت کا پلیٹ فارم قائم کر دیا اور اس طرح جائیداد اور وراثت کے وہ مسائل جو کورٹ کچہری سے باہر حل ہوسکتے تھے وہ مسلسل بڑھ رہے تھے مگر پھر یہ مسئلہ حل کی طرف چلا گیا۔ یہ مسئلہ عدالتوں میں کئی پیشیاں مانا وور اور راجکوٹ میں ہوئیں۔

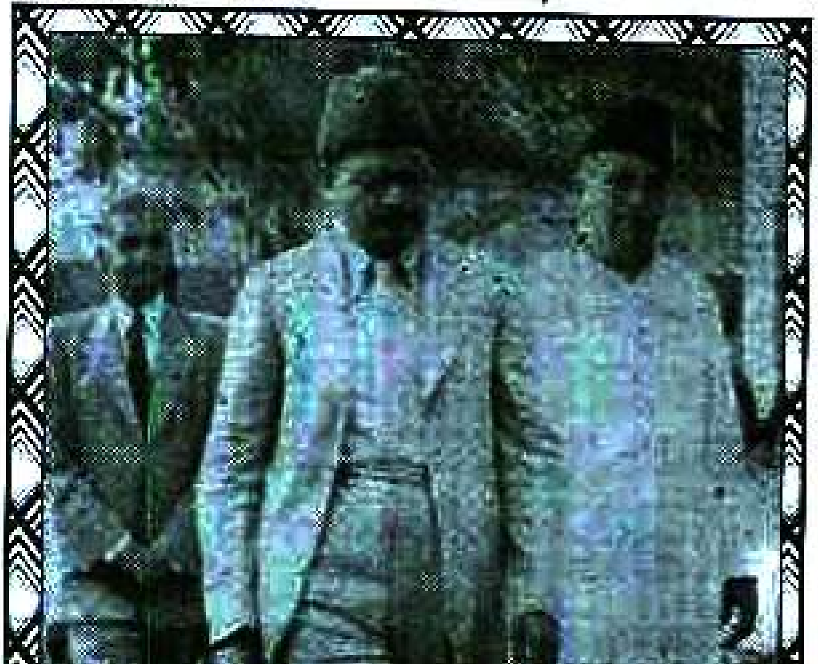

مدرسہ اسلامیہ نمبر 2 کھارادر کی نئی عمارت کے رسم افتتاح کے موقع پر وفاقی وزیر تعلیم ڈاکٹر آئی ایچ قریشی 9 جولائی 1953ء کو منعقدہ تقریب کی تصویر۔

اچھی خاصی بحث اور مباحثے کے بعد اور حاجی سلیمان بھورا (مرحوم) کے درمیان میں آنے کے بعد بھی جب یہ مسئلہ حل نہیں ہوا تو پھر یہ طے ہوا کہ قانون وراثت ایک دنیاوی معاملہ ہے جبکہ دولت کی تقسیم اور دولت میں ایک مذہبی مسئلہ ہے اور دونوں کو کسی بھی طرح ملا کر نہیں دیکھا جاسکتا۔ یہ دونوں الگ الگ مسائل ہیں اور دونوں معاملات کو الگ الگ ہی دیکھنا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہو کر سیٹھ سلیمان بھورا اور سیٹھ حسین قاسم دادا آمنے سامنے آئے اور دوستی کے مضبوط رشتے میں بندھ گئے اور ایک دوسرے کے خلاف کیس بھی لڑتے رہے۔

1942ء میں کیس ختم ہوگیا : آخرکار 1942ء میں اس کیس کا فیصلہ ہوگیا اور پرنس آف بانٹوا نے یہ اعلان کر دیا کہ محمڈن لاء میمن برادری کی وراثت ہے۔ بلاشبہ یہ انجمن حمایت الاسلام کی بڑی

فتح تھی۔ درمیان میں چھوٹے موٹے مسائل چلتے رہے مگر ان کے حل بھی نکلا۔

قیام پاکستان : اسی دوران 14 اگست 1947ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا جس کے بعد سیٹھ سلیمان بھورا پاکستان چلے آئے اور ساتھ ہی ان کے ادارے انجمن حمایت الاسلام بھی آ گئی اور اس نے اس ملک میں آ کر تدفین کی خدمات جاری رکھیں۔ بعض میمن سوشل ورکرز نے (سلیمان بھورا سمیت) میمن ریلیف کا کام جاری رکھا اور انڈیا سے پاکستان آنے والے بے شمار میمنوں کی مالی اور مادی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے ایک بیک ریڈنگ روم بھی قائم کیا۔ بعض اداروں نے خالی بلڈنگوں کو الاٹ کرا کے ان سے خدمات کا سلسلہ شروع کیا۔

وہ یکم محرم 20 مارچ 1969ء کا دن تھا جب حاجی سلیمان بھورا صاحب نے اس دنیا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے الوداع کہا تھا اور دوسرے جہاں کے لیے عازم سفر ہو گئے تھے لیکن اس دوران انہوں نے پوری زندگی دکھی انسانیت کی بھرپور خدمت کی اور خاص طور سے علم و ادب کے میدان میں اور سماجی خدمات کے شعبے میں بڑی زبردست خدمت کی تھی۔ اس کے عوض آج بھی ان کے چاہنے والے انہیں دل و جان سے یاد کرتے ہیں، بانٹوا میمن جماعت (کراچی) اور ماہنامہ میمن سماج کراچی کے فاؤنڈر ممبران میں سے تھے۔ بانٹوا میمن برادری انہیں بڑے پیار اور احترام سے نوازتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی روشن کی ہوئی علم کی شمع مدرسہ اسلامیہ کراچی کے نام سے جل رہی ہے مگر اس کی چمک دمک آج بھی قائم و دائم ہے۔ (وان گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل۔ مطبوعہ 10 اپریل 1969ء)

جماعت کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

PFUW نے ڈاکٹر سائرہ بانو کو کوآرڈی نیٹر انٹرنیشنل نامزد کردیا

Saira Bano

پاکستان فیڈریشن آف یونیورسٹی ویمن (PFUW) نے ڈاکٹر سائرہ بانو کو (CIR) کوآرڈی نیٹر انٹرنیشنل ریلیشنز نامزد کردیا۔ واضح رہے کہ PFUW گریجویٹ ویمن انٹرنیشنل (GWI) کا ممبر بھی ہے اور پاکستان کی رکنیت 1974ء سے ہے۔ گریجویٹ ویمن انٹرنیشنل نے اس سال دسمبر میں آن لائن ڈائیلاگ کا اہتمام بھی کیا ہے جس میں پاکستان سمیت دنیا بھر سے GWI کے ممبر ممالک کے نمائندے شریک ہوں گے۔

شگفتہ اور پر لطف تحریروں کا مرقع

سوغات درویش

نتیجہ فکر : اسمعیل درویش (مرحوم)

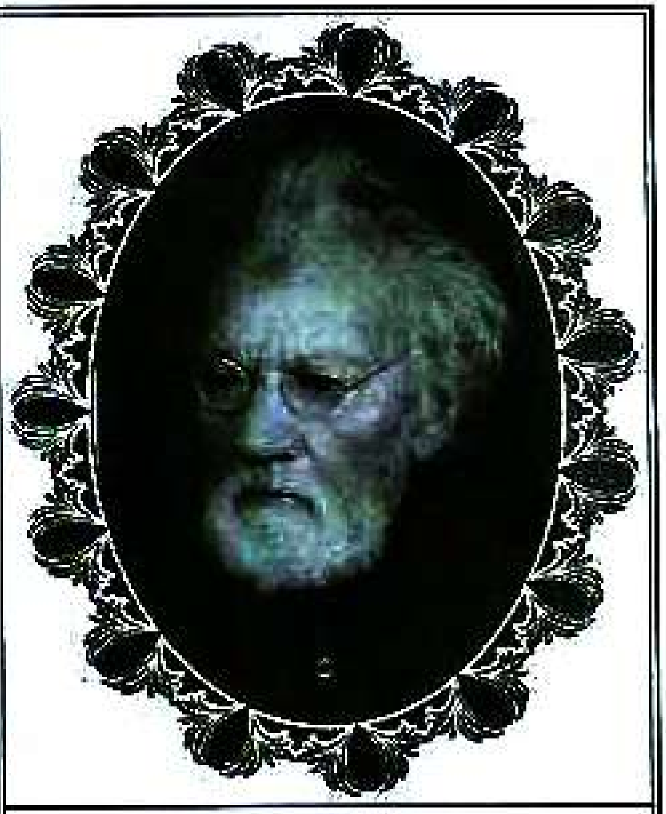

Late Ismail Durvesh

کتاب

کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ پڑھی جاتی ہیں۔ کاروبار کیا جاتا ہے۔ لائبریریاں بنائی جاتی ہیں۔ تحفہ میں دی جاتی ہیں۔ مفت بانٹی جاتی ہیں۔ چوری کی جاتی ہیں۔ ضبط کی جاتی ہیں۔ جلائی جاتی ہیں۔ دریا برد کی جاتی ہیں۔ کتابیں ہر بات، ہر کام، ہر فہم، ہر فن پر لکھی جاتی ہیں۔ مذہب پر، سیاست پر، شعر و ادب پر، حساب کتاب پر لکھی جاتی ہیں۔ داستانوں سے بھری کہانیوں سے بھری کتابیں۔ دلچسپ پر اسرار کتابیں۔ پر فریب کتابیں۔ دنیا کی ہر زبان میں لکھی ہوئی کتابیں۔

نایاب کتابیں۔ کم یاب کتابیں۔ قیمتی اور سستی کتابیں۔ کتاب پڑھنے کا ہر ایک کا طریقہ بھی الگ ہوتا ہے۔ کوئی بے سمجھے سرسری پڑھتا ہے۔ کوئی سمجھ کر پڑھتا ہے۔ کوئی شوق سے پڑھتا ہے۔ کوئی پیار و محبت سے پڑھتا ہے۔ کوئی وقت گزاری کے لئے پڑھتا ہے۔ راہ نما کتابیں۔ گمراہ کرنے والی کتابیں۔ ایمان کو روشن کرتی کتابیں۔ بے ایمانی کی طرف لے جاتی کتابیں۔ پڑھنے والوں کی زندگی کی ساتھی کتابیں۔

درویش کتاب کبھی ردی نہیں ہوتی

ملاقات

ملاقات ہو جاتی ہے، کی جاتی ہے، کرائی جاتی ہے۔ پیار، محبت، نفرت، دوستی، دشمنی، جلن، حسد، ہوس، لڑائی، جھگڑے، شادی بیاہ، جدائی، طلاق، رشتے داری...... یہ سب کچھ ملاقات کے بعد وجود میں آتا ہے۔ لین دین۔ کاروبار۔ نوکری چاکری کی وجہ بھی ملاقات ہے۔ اتفاقیہ ملاقات۔ اچانک ملاقات۔ زبردستی ملاقات۔ مجبوراً ملاقات۔ اپنا الگ الگ رنگ رکھتی ہے۔ ملاقات کبھی مصیبت کبھی راحت۔ کبھی بے قراری، کبھی سکون اور کبھی سکھ دکھ بنتی ہے۔

بغیر ملاقات کوئی کام چلتا ہی نہیں۔ دنیا کا ہر کام ہر لمحہ ملاقات کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔ کام ٹوٹتا پھوٹتا بھی چلتا ہے۔ علم ہنر حاصل کرنے سیکھنے سکھانے مشورہ لینے دینے کے لئے۔ اپنی برائی سنانے۔ مفلسی کا رونا رونے۔ ہر وقت انسان ملاقات کے چکر میں لگا رہتا ہے۔ چھوٹی ملاقات، لمبی ملاقات، وقت پر کبھی بے وقت ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ خیال میں ملاقات، خواب میں ملاقات، تصور میں ملاقات، آسان ملاقات

،دشوار ملاقات، الہامی ملاقات، داستانی ملاقات۔

درویش آخری ملاقات نہ ہو سکی

وی آئی پی

جو بہت دولت مند ہوتا ہے۔ وہ وی۔آئی۔پی ہوتا ہے۔ بہت بڑا مشہور عالم وی۔آئی۔پی، مشہور سائنس داں، مشہور سیاست داں، مشہور ڈاکٹر، مشہور وکیل، بہت بڑا افسر یا چھوٹے بڑے وزیر غریبوں کے لئے چھوٹے بڑے تھانے دار وی۔آئی۔پی ہوتے ہیں۔ اچھوں میں بروں میں بڑے دیندار، بڑے ڈاکو بھی وی۔آئی۔پی ہوتے ہیں۔ کسی طرح کی شہرت اور عزت وی۔آئی۔پی بنا دیتی ہے۔ عام لوگ وی۔آئی۔پی کے آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ کچھ غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے پیچھے چلتے ہیں۔ اس طرح کی اہمیت سے وی۔آئی۔پی کا سرا اونچا ہو جاتا ہے۔ وہ اکڑ کر چلتا ہے۔ خوشامد کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے لگتا ہے۔ فخر و غرور کو اپنا لیتا ہے۔ فضول بکواس کرنے لگتا ہے آگے خوشامدی داد دیتے ہیں پیچھے برائی کرتے ہیں۔ ظاہر میں بہت بڑے وی۔آئی۔پی اندر سے چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ وی۔آئی۔پی کی زندگی ہے جو وی۔آئی۔پی کی طرح بہت کم گزرتی ہے۔ وی۔آئی۔پی ختم! سب ختم! اسے اپنے بھی نہیں پوچھتے۔

درویش آخر صرف پی رہ جاتا ہے

خوامخواہ

بات خوامخواہ بڑھ جاتی ہے الجھ جاتی ہے۔ کام خوامخواہ بڑھ جاتا ہے اور گلے پڑ جاتا ہے۔ خوامخواہ کی پریشانی پشیمانی فکر بلا آفت گھبراہٹ بے چینی گلے پڑ جاتی ہے۔ یہ سب کچھ خوامخواہ ہوتا جاتا ہے۔ ہم اس کا خیال نہیں رکھتے اور نہ اس کے بارے میں سوچتے ہیں۔ خوامخواہ ہو جانا، لگ جانا خوامخواہ نہیں ہوتا۔ اس کا کچھ نہ کچھ سبب ہوتا ہے۔ چونکہ اس کا بظاہر کوئی سبب نظر نہیں آتا اس لئے ہم خوامخواہ نقصان برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔

کبھی خوامخواہ کی وجہ سے جھگڑا بھی ہو جاتا ہے۔ کبھی خوامخواہ پیار کرتے کرتے اصلی پیار کرنے لگتے ہیں۔ کبھی نفرت کرتے کرتے دوستی کر لیتے ہیں۔ خوامخواہ کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ خوامخواہ کا طنز بڑی مصیبت بن جاتا ہے۔ خوامخواہ کا ہنسنا، رونا، چیخنا، چلانا خوامخواہ ہے۔ ضرورت بے ضرورت پسند ناپسند میں خوامخواہ کا دخل ہے۔ کبھی ہم سمجھتے ہیں کہ بہت کچھ خوامخواہ ہو رہا ہے ہماری زندگی اور سب کچھ خوامخواہ ہے۔ کیا خوشی، کیا غم دکھ سکھ مگر اب یہ خوامخواہ نہیں۔

درویش اس خوامخواہ کی

فتنہ

ہر گھر میں ایک فتنہ ہوتا ہے۔ وہ نر ہو یا مادہ۔ وہ فتنہ گھر کو ہر وقت پریشانی میں مبتلا رکھتا ہے۔ وہ ادھر ادھر کی باتیں جو صرف غیبت ہوتی ہیں، پھیلاتا رہتا ہے۔ ہر ایک کو دوسروں کی برائی سننے کا شوق ہوتا ہے اور غیبت اس میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ محبت کو نفرت میں بدلنا دوستی کو دشمنی میں بدلنا، اچھے کو برے میں۔ سچ کو جھوٹ میں بدلنا۔ غلط فہمی پیدا کرنا۔ شک و وہم ایک دوسرے میں ڈالنا۔ یہ فتنے کے خوشی کے مشاغل ہیں۔

جس میں وہ فتنہ ہر لمحہ لگا رہتا ہے۔ یہ فتنہ گھر کا بندہ ہوتا ہے اور گھر کا دشمن ہوتا ہے۔ اس فتنے کی سبب گھر برباد ہوتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے گالی گلوچ الزام تراشیاں جدائی خون خرابہ ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اس فتنے کو ہم جانتے ہیں بلکہ ہم خود بھی ہو سکتے ہیں مگر ہم دوسروں کو سمجھتے ہیں۔ کوئی

برداشت نہیں کرتا۔ کوئی درگزر یا معاف نہیں کرتا۔ ہم بھی نہیں کرتے۔ ہم خود فتنہ ہیں مگر ہم یہ نہیں جانتے کہ ہماری نظر دوسروں کو دیکھتی ہے۔

درویش شیطان کے وجود کا فتنہ جیتا جاگتا کردار ہے

ٹینشن

آج کل ہر کوئی ٹینشن میں گرفتار ہے۔ زندگی گزارنے میں اتنے مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر ہر لمحہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہی رہتا ہے جو انسان کو چکرا کر رکھ دیتا ہے۔ دولت کی زیادتی یا کمی پریشان کرتی ہے۔ زیادہ باتیں یا خاموشی کام کا زیادہ ہونا یا نہ ہونا۔ امید نا امیدی بھی، مطلب کی دوستی۔ غرض سے ملنا جلنا۔ خلوص کی کمی۔ ہمدردی کا فقدان۔ قدر ناقدری۔ یقین کی کمی۔ بے وفائی۔ وعدہ خلافی۔ فضول بکواس۔ فضول بھاگ دوڑ بے تکی سوچ۔ بے کار خیالات کا ہجوم۔ ڈر خوف بزدلی۔ بے آرامی۔ کام میں جلدی یا بری بیماری۔ وہم وسوسہ۔ ناکامی ذلت نفرت۔ دشمنی میں انسان گھیرے میں رہتا ہے۔ ایک بات ایک کام ایک مسئلے ایک پریشانی سے چھوٹتا ہے تو اسی لمحہ دوسری گرفتار ہو جاتا ہے۔ گالم گلوچ لڑائی جھگڑے طنز مذاق ہمارے اندر کی پیدا کردہ الجھنیں ہیں اور اسی طرح ہر شخص ڈپریشن اور ٹینشن کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی ان دیکھی خطرناک بیماری ہے جو دیمک کی طرح انسان سے چپکی رہتی ہے اور ایک پل جینے نہیں دیتی۔

درویش اس لئے ہر ایک پر سے یقین اٹھتا جا رہا ہے

اپنی جان بچانے اور صحت مند رہنے کے لئے کرونا سے بچنا ہوگا

فیس ماسک تحفظ کا ضامن

☆ احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں! ☆ ایک بار پھر کورونا پر قابو پانا ضروری ہے

☆ تمام دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، ریسٹورنٹس، ہوٹلز، مینوفیکچرنگ یونٹس اور دیگر کام والی جگہوں کے منتظمین SOPs پر عمل کو یقینی بنائیں۔

☆ دفاتر اور دیگر کام والی جگہوں میں احتیاطی تدابیر کا مناسب انتظام رکھیں۔

☆ برادری کو کورونا اور اس کے پھیلاؤ سے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں۔ ادارے میں کورونا کی علامات، احتیاط اور علاج سے متعلق پوسٹرز یا بینرز نمایاں جگہ پر لگانے ہوں گے۔

☆ پروفیشنل میٹنگز کے دوران ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے اجتناب کریں۔ تعظیماً ہاتھ جوڑ کر یا پھر دائیں طرف اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ یا الوداع کریں۔

SOPs پر یقینی عمل کورونا سے بچاؤ کا واحد حل

میمنوں کی عظمت رفتہ کی یادیں

گجراتی کتاب ”پاکستان اورانے میمنو“ سے اقتباسات

چاندی کی گولیاں

گجراتی تحریر: حبیب لاکھانی (مرحوم)

ممتاز سینئر ریسرچ اسکالر میمن تاریخ

تحریک آزادی پاکستان میں میمن برادری کی طرف سے بھرپور انداز سے حصہ لیا گیا تھا۔ تن من اور دھن کی قربانیاں دی گئی تھیں۔ نیز پاکستان بننے کے بعد اس برادری نے ملک کی تعمیر نو میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ملک کو اس کی بنیادوں پر مضبوطی سے کھڑا کرنے، اقتصادی، تعلیمی، فلاحی، طبی اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں کردار ادا کرنے میں میمن برادری نے جو حصہ لیا اس پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ ہم پاکستان کی گولڈن جوبلی منا رہے ہیں۔ اس موقع پر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ پاکستان کی تعمیر میں میمن برادری نے جو حصہ لیا تھا۔ وہ سب کے سامنے ہے۔ اس موقع پر حبیب لاکھانی مرحوم کی گجراتی کتاب ”پاکستان نے میمنو“ کے ایک باب سے اقتباس کا اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

Late Habib Lakhani

انتخابات فنڈ کے لئے ایک لاکھ روپے کی تھیلی:

1945ء کے اواخر میں سینٹرل لیجسلیٹو اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات منعقد ہونے تھے۔ اس لئے قائداعظم نے شملہ کانفرنس کے فوراً بعد 16 جولائی 1945 کو انتخابی فنڈ کے لیے ایک اپیل کی تھی۔ اس کے بعد وہ بمبئی آئے۔ 6 اگست کو قیصر باغ میں حاجی محمد علی محمد بنگالی کی زیر صدارت مسلمانوں کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسے میں ممبر کے تاجروں میں میمنوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ ان کی جانب سے قائداعظم کو انتخابی فنڈز کے لئے ایک لاکھ روپے کی تھیلی پیش کی گئی۔ اس جلسے میں حاجی محمد اور دوسرے مقررین نے پرجوش تقاریر کی تھیں۔ ان تقاریر میں قائداعظم پر اعتماد کا اظہار کیا گیا اور یقین دلایا گیا تھا کہ مسلمان آپ کی زبان سے نکلے ہوئے ہر

لفظ پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ قائداعظم نے اس موقع پر اپنی جوابی تقریر میں فرمایا تھا: ''کیا آپ ان ایک لاکھ روپے کا مطلب سمجھتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب قوم بیدار ہوچکی ہے، مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ آج مسلمانوں کا بچہ بچہ سمجھ چکا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔''

چاند کی گولیوں کے لئے قائداعظم کی اپیل : اس کے صرف چھ دن بعد 12 اگست کو قیصر باغ میں ایک اور جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسے میں بمبئی کے ہوزری، کٹلری، آئرن، پنجر، ریڈی میڈ ملبوسات وغیرہ کے تاجروں کے اداروں کی جانب سے قائداعظم کی خدمت میں 311000 روپے کی ایک تھیلی پیش کی گئی۔ فطری طور پر اس رقم میں بھی میمن تاجروں کا بہت بڑا حصہ تھا۔ جناب ابوبکر بیگ محمد نے تن تنہا دس ہزار روپے کا عطیہ پیش کیا تھا۔ اسی جلسے میں قائداعظم نے قوم سے ''چاندی کی گولیوں'' کے متعلق اپیل کرتے ہوئے کہا تھا: ''میں آپ سے صرف تھوڑی سی قربانی چاہتا ہوں۔ کسی دباؤ کے بغیر آپ صاحبان کو انتخابی فنڈ میں حصہ لینا چاہئے۔ یہ وہ لڑائی ہے جو چاندی کی گولیوں سے لڑی جاتی ہے۔ آپ وہ چاندی کی گولیاں مجھے دیں۔ میں آپ کا ہر کام بخیر وخوبی انجام دوں گا۔''

اس کے بعد احمد آباد کے مسلمانوں نے بھی نظام الدین قریشی کی زیر صدارت 27 اکتوبر 1945ء کو ایک جلسہ عام منعقد کیا اور قائداعظم کو دو لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ ریاست کچھ، کاٹھیاواڑ مسلم لیگ کے رہنماؤں کے وفد نے بھی انتخابی فنڈز کی وصولیابی کے لئے کاٹھیاواڑ کی علیحدہ علیحدہ ریاستوں، علاقوں کا تفصیلی دورہ کیا۔ اسٹوڈنٹس کی انجمنوں اور نوجوان والنٹئر گروپوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کیا تھا۔

ساؤتھ افریقہ کا حصہ : انتخابی فنڈ میں شاید سب سے بڑا حصہ ساؤتھ افریقہ کے گجراتی مسلمانوں کا تھا جن میں کاٹھیاواڑ کی میمن برادری کی کثیر تعداد شامل تھی۔ ان گجراتی مسلمانوں نے ساؤتھ افریقہ میں بھی مسلم لیگ کی بنیاد رکھی تھی اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ہدایات کے مطابق تمام قومی دنوں پر قومی تقریبات وہاں منعقد کرتے تھے۔ قائداعظم نے جب انتخابی فنڈز کے لئے چاندی کی گولیوں کی اپیل کی اس وقت تن تنہا ٹرانسوال کے مسلم نے اس کے لئے 50,000 (پچاس ہزار) پونڈ یعنی 6,50,000 (ساڑھے چھ لاکھ) روپے کا فنڈ دیا تھا۔

زیادہ چاندی کی گولیاں : 21 دسمبر 1945ء کو بمبئی میں میمن چیمبر آف کامرس اور میمن مرچنٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے سلیمان پیر محمد دیوان (1904-1974) کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا تھا۔ اس جلسے میں قائداعظم کے انتخابی فنڈز کے لئے مبلغ 1,47,000 کی ایک مزید تھیلی پیش کی گئی تھی۔ اس تقریب میں قائداعظم نے نیشنل اسمبلی کے لیے حال ہی میں مکمل ہونے والی انتخابی مہم کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا: ''میں نے کہا تھا کہ ہمیں چاندی کی گولیاں دیں اور ہم اپنا کام مکمل کریں گے۔ قومی اسمبلی کا کام ہم نے مکمل کردیا ہے۔ اب میں پھر ایک بار کہتا ہوں کہ مجھے چاندی کی گولیاں دیں اور ہم بقیہ ''صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا کام بھی اسی طرح خوش اسلوبی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچائیں۔''

اس کے چار دن بعد میمن تاجروں نے قائداعظم کے 70 ویں یوم پیدائش کے موقع پر ''ٹی پارٹی'' کا اہتمام کیا۔ قائداعظم نے اس تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا: ''مسلم سماج اور تاجر برادری نے بخوبی اندازہ لگالیا ہے کہ قومی جدوجہد میں مسلم لیگ جو کردار ادا کررہی

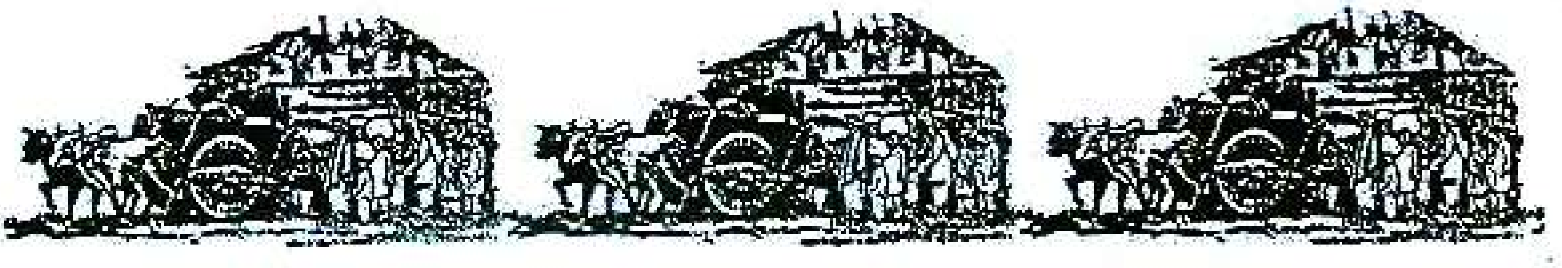

ہے، وہ قابل تعریف ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے بے حد خوشی محسوس ہورہی ہے۔ اس ملک کے سب مسلمانوں کو قومی زندگی میں اور قومی جماعت مسلم لیگ میں اپنا مناسب مقام حاصل کرنا چاہیے۔"

میمن قوم کی تجوریاں نہ کھلتیں تو پاکستان قائم نہ ہوتا(زین نورانی) : یہ وہی میمن قوم ہے جس نے قائداعظم کو پاکستان کی تحریک چلانے کے لئے چاندی کی گولیاں دی تھیں اور آزادی کے بعد ملک کی صنعت اور تجارت کے شعبوں میں رہنمائی کرتے ہوئے نمایاں حصہ لیا۔ جب مسلم قوم کی بہادرانہ جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان کی تخلیق ہوگئی تو میمن برادری اپنا گھربار چھوڑ کر نئے وطن میں آباد ہونے کے لئے چلی آئی۔ اس نئے وطن میں وسیع امکانات موجود تھے لیکن اقتصادی حیثیت سے یہ برصغیر کا ایک پسماندہ علاقہ تھا۔ اس کی برآمدی درآمدی تجارت ہندوؤں کے ہاتھوں میں تھی جو بھارت جاچکے تھے۔ اس قوم کی ازسرنو تعمیر کرنی تھی اور بہت جلدی کرنی تھی۔ میمن برادری نے اپنی تجارتی سوجھ بوجھ اور فراست سے کام لیتے ہوئے ایک بار پھر اسی عزم وحوصلے سے کام کرنا شروع کیا۔ میمن برادری نے تعمیر پاکستان میں جو کردار ادا کیا اس کی بہترین تعریف شاید بھارت کے مرد آہن سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کی تھی۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ "اگر میمن برادری نہ ہوتی تو پاکستان کی اقتصادی ترقی ممکن نہ ہوتی اور پاکستان دیوالیہ ہوجاتا۔ (اردو ترجمہ: ک۔ ع۔ پ)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

زکوٰۃ اور مالی عطیات کے سلسلے میں اپیل

الحمدللہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کی مجموعی کارکردگی آپ کے بہترین تعاون اور کارکنوں کی انتھک کوششوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر ہم اپنی جماعت کی کارکردگی کا مختصر سا جائزہ لیں تو ہمیں یہ جان کر خوشی ہوگی کہ پچھلے سالوں میں جماعت نے آپ کے تعاون کی وجہ سے خصوصاً مالی امداد میں کافی اضافہ کیا ہے۔ آپ کی جانب سے دی جانے والی زکوٰۃ اور مالی معاونت کی رقوم برادری کے غریب ضرورت مند بھائیوں اور بہنوں کی شادی مدد، آبادکاری، مالی امداد اور تعلیمی امداد کے سلسلے میں بانٹوا میمن جماعت کو بھجوانے کی گزارش کرتے ہیں۔ آیئے ہم سب مل کر جماعت کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور اس ضمن میں ہم آپ سے بھرپور اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور امداد کو جاری وساری رکھنے کے لئے بڑھ چڑھ کر امداد دیں۔ شکریہ

آپ کے تعاون کا طلب گار

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد ریلوے اسٹیشن کراچی

فون نمبر: 32768214 - 32728397

Website : www.bmjr.net

E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

بانٹوا میمن برادری کی تاریخی، یادگاری تصویری جھلکیاں

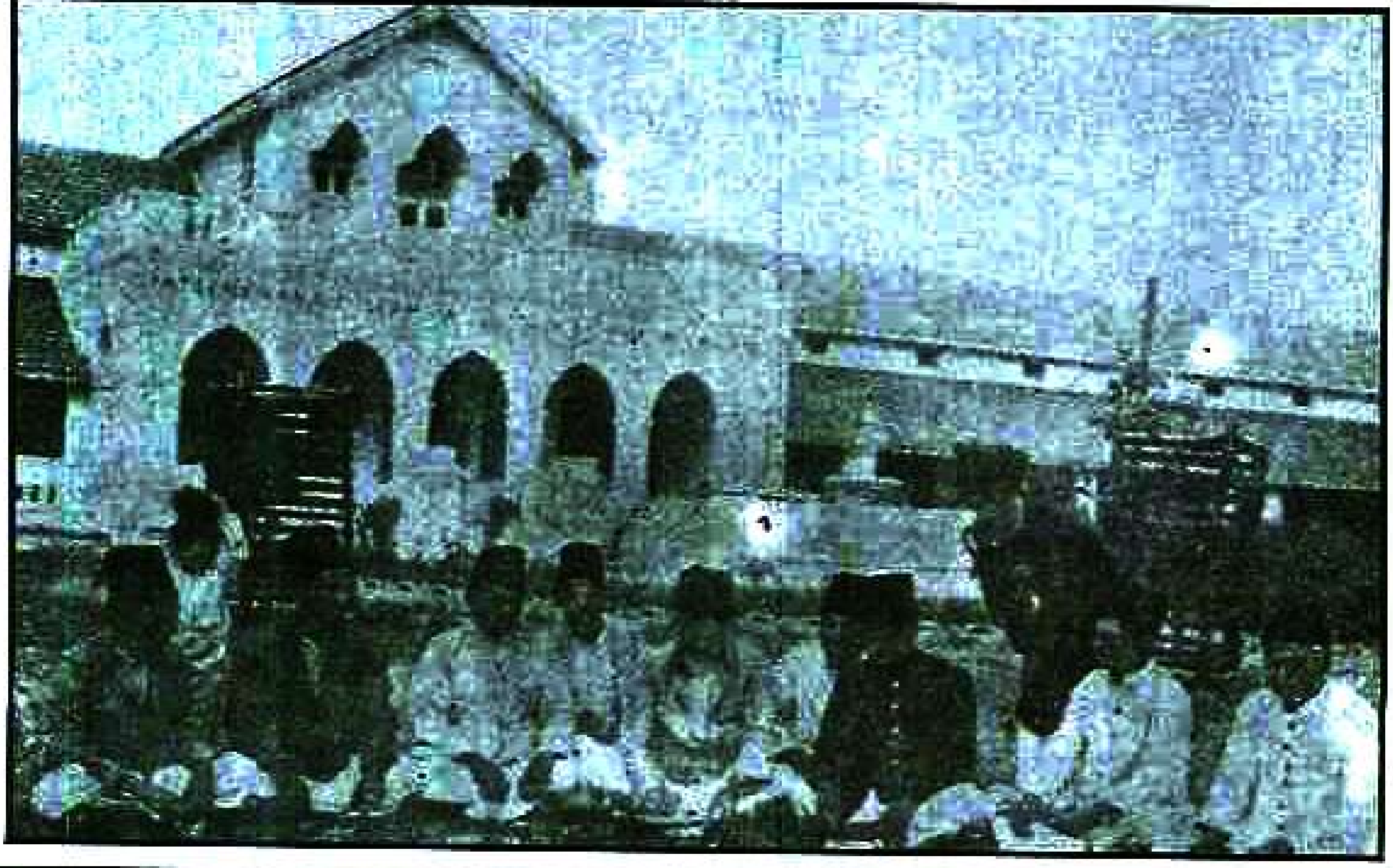

اگر ہمیں اپنی انفرادیت پیدا کرنی ہے تو ہائر ایجوکیشن اشد ضروری ہے

میمنوں کو ہر شعبے میں آگے بڑھنا ہے

تحریر: پروفیسر اے جی سعید

Prof. Abdul Ghani Saeed

مضمون نگار کا مختصر تعارف: جناب پروفیسر عبدالغنی سعید 1984ء سے EDC (ایگزیکٹو ڈیولپمنٹ سینٹر) کے ڈائریکٹر رہ چکے ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے کراچی یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریشن میں طلبہ کو تعلیم دی تھی۔ 19 سال تک انہوں نے یہ تعلیمی خدمات انجام دیں اور سات سال اپنے فیملی بزنس میں گزارے۔ گزشتہ 35 سال کے دوران پروفیسر سعید 40 سے زائد مختلف پاکستانی اور غیر ملکی تنظیموں سے کسی نہ کسی حیثیت سے وابستہ رہے۔ کہیں وہ گورننگ باڈی کے ممبر رہے تو کہیں دفتری عہدیدار، کہیں فاؤنڈر تو کہیں مشیر، کہیں کنسلٹنٹ تو کہیں ٹریئنر اور کہیں محقق۔ یہ تمام تنظیمیں تعلیمی، تحقیقی، انتظامی، زرعی اور مختلف شعبوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

آپ نے صنعتی، سماجی، معاشی، معاشرتی (پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر) دونوں پر ہی توجہ دی۔ جناب پروفیسر عبدالغنی صاحب دو کتابوں کے مصنف ہونے کے علاوہ دو سو سے زائد آرٹیکلز، کیس اسٹڈیز ریسرچ پیپر بھی لکھ چکے ہیں جو سترہ مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی کانفرنسوں / ورکشاپس میں پڑھے گئے۔ پروفیسر صاحب نے پوسٹ گریجویشن کی تعلیم مینجمنٹ / بزنس ایڈمنسٹریشن میں کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی تھی۔ اس کے علاوہ ہارورڈ بزنس اسکول، اسٹین فورڈ یونیورسٹی اور اقوام متحدہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔

(تحریر: ک۔ع۔پ)

آج ہماری برادری کے افراد جس طرح آگے بڑھ رہے ہیں اسے دیکھ کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میمن قوم کا مستقبل انشاء اللہ تعالیٰ تابناک ہوگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تقدیر میں جو لکھا ہے وہ تو ہونا ہی ہے۔ آپ تقریریں کرلیں، تدبیریں کرلیں لیکن وہی ہوگا جو تقدیر میں لکھا ہے۔ دوسری جانب ہماری شعراء نے یوں بھی تو کہا ہے

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہمیں اپنی حالت بدلنے کا کتنا خیال ہے! اس کے متعلق کیا کہوں لیکن مجموعی طور پر آج جو ہم بو رہے ہیں، وہی ہمیں کل کاٹنا ہے۔ صرف انشاء اللہ کہہ دینے سے مستقبل شاندار نہیں ہوگا۔ ہم نے کیا کیا ہے اور ہم اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں؟

اگر میں کوئی میمن سیٹھ ہوں تو میں نے اتنی زکوٰۃ دی ہے، اتنی خیرات میں اس ادارے کو دے رہا ہوں، اتنے بچوں کو اسکالرشپ دے رہا

ہوں، اتنا کر دیا ہے کافی ہے۔ یہ اچھا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جس طرح ہم بزنس میں اور پروفیشنل مینجمنٹ میں پلاننگ کرتے ہیں کہ اس کی ضروریات کیا ہیں، اسی طرح برادری کے لئے منصوبہ بندی کیوں نہیں کرتے؟ ہمارا وہ حال ہے جس کی وجہ سے ہمارے غریب گھرانوں کی بچیوں کا مستقبل تاریک اور ان کے والدین کے دن رات روتے ہوئے گزرتے ہیں۔ بے شک ہماری قوم نے بہت ہی اچھے اچھے فلاحی کارنامے انجام دیئے ہیں لیکن اصل میں ہمیں اس سے بھی بڑھ کر کرنا تھا۔

میمن قوم نے تعلیم کے شعبے میں ماضی میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ کافی پرانی ہیں۔ لیکن آج کے دور میں مجھے کچھ نظر نہیں آرہا۔ اگر مستقبل میں ہمیں ترقی کی رفتار تیز کرنی ہے تو تعلیم کے شعبے میں اتنا ہی حصہ لینا ہوگا جتنا ہمارے آباؤ اجداد لیتے تھے۔ تعلیم کے شعبے میں جو کمی محسوس ہوتی ہے وہ ہائر ایجوکیشن اور خصوصی تعلیم کی ہے۔ معذور، قوت سماعت و گویائی سے محروم، بینائی سے محروم، ذہنی قوت سے محروم بچوں کے لئے میمنوں نے چند اسکول کھولے ہیں۔ اس معاملے میں ہم پیچھے کیوں ہیں؟ اور کئی ادارے کھولنے کی ضرورت ہے؟ کراچی کی دو کروڑ کی آبادی میں کم از کم تین سے دس لاکھ بچے ایسے ہیں جنہیں کوئی نہ کوئی بیماری ہے۔ ہماری قوم کو چاہئے کہ ان بچوں کے لئے بھی تعلیمی ادارے کھولیں تاکہ یہ بھی تعلیم و تربیت حاصل کر کے معاشرے کے ذمہ دار افراد بن سکیں۔ مجھے آج کے دور میں بے شمار اچھے اسپتال بھی نظر آرہے ہیں۔ جتنا میمن کراچی میں ترقی یافتہ ہوا، کیا اتنا ترقی یافتہ اسپتال ہم نے لوگوں کے لئے بنوایا؟ مجھے آج کے آئینے میں یہ بھی نظر آرہا ہے کہ میمن قوم ماضی میں جو تھی وہ آج نہیں رہی کیونکہ میمن صنعت و تجارت میں لیڈر رہتے تھے لیکن ہمارے ہاتھ سے وہ لیڈر شپ جاتی رہی ہے۔ ٹھیک ہے باقی لوگوں کو بھی ترقی کرنی چاہئے لیکن ہم اپنی قیادت اور مرکزیت تو قائم رکھیں۔ اس سے ہم کیوں پیچھے ہٹتے جارہے ہیں؟ بزنس اور انڈسٹری میں یہ ضروری ہوگیا ہے کہ ہم پیشہ ورانہ صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ میمن برادری کی بقا اور فروغ کے لیے ہمارے آباؤ اجداد نے بہت محنت کی تھی اور بہت قربانیاں دی تھیں۔ گزشتہ تقریباً چھ سو سال سے میمن برادری کی فلاحی اور رفاہی خدمات جاری ہیں۔ ان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا ہے۔ میمن ساکھ کو قائم رکھتے ہوئے برادری کے تمام افراد اپنے مخصوص انداز اور اخلاق کا بھرپور مظاہرہ کرتے رہے اور اس طرح نسل در نسل میمن برادری کی عزت بڑھاتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد گزشتہ کئی دہائیوں میں ہمارے کردار کا جائزہ لیا جائے تو ہمارے بزرگوں نے جو میمن ورثے کی ساکھ قائم کی تھی اس کی ہم حفاظت نہیں کر سکے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ ہماری ثقافت اور ساکھ کا تمام دارومدار جن امور پر تھا وہ ہماری ہلکی پھلکی میمن زبان رہی ہے اور ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا سادہ اور مخصوص لباس اور تاجرانہ قابلیت ایسی جو کسی بھی تاجر برادری کے ساتھ مقابلہ کر سکے ہم سے دور ہوگئی۔ ہم نے اپنے طرۂ امتیاز کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ ہم نے اپنی مخصوص روایت کو نظر انداز کر کے جدید طریقے اپنا کر اچھا کام کیا ہے تو یہ ناسمجھی کی بات ہے بلکہ وہ شخص اپنی بقا کی اہمیت سے بھی بے بہرہ ہے۔ مثال کے طور پر ہم اپنے پرانے اور نئے ناموں پر غور کریں تو یاد آئے گا کہ ہمارے بزرگ بچوں کے نام پیغمبروں اور بزرگان دین کے ناموں پر رکھتے تھے۔ لیکن اب ایسے نام رکھے جانے لگے ہیں جن کا دین اور مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اپنی میمن زبان (بولی) کو چھوڑ کر اپنے مخصوص لباس کو ترک کر کے ہم نے اپنا میمن پن کھو دیا ہے جس کے اثرات دور رواں سے بڑھ کر مستقبل میں جو شکل اختیار کریں گے اس کے انجام کے لیے آج کی میمن برادری کا ہر فرد جواب دہ ہوگا۔

اب زمانہ بدل گیا ہے۔ تبدیلیاں آرہی ہیں۔ بزنس میں، میڈیسن میں، لاء میں تو پروفیشنلزم ہے ہی لیکن تجارت میں، ایڈمنسٹریشن

ہیں، انڈسٹری میں، کمپیوٹر اور سوشل میڈیا میں حتی کہ دنیا کی ہر چیز میں اسپتال کے چلاتے ہیں، ہوٹل چلانے میں ہر چیز میں پروفیشنلزم ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کو پروفیشنل تعلیم نہیں دیں گے تو ترقی نہیں کر پائیں گے۔ آنے والے زمانے میں ہم دوسری قوموں کا مقابلہ نہیں کر پائیں گے۔

اسپورٹس گیمز کو دیکھ لیں۔ اگر آپ چراغ لے کر ڈھونڈیں تو آپ کو کرکٹ، ہاکی، فٹ بال، سوئمنگ، ٹینس اور اسکواش میں کوئی میمن کھلاڑی کم ملے گا۔ مزید مالیاتی اداروں، بینکوں، سسٹم میں ہمارے لوگ بہت کم اور نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن اس کے باوجود ضرورت یہ ہے کہ ہمارے مزید میمن رہنما سیاسی فیلڈ میں آئیں۔ یہ وہ قوم ہے جس کو کراچی سے خیبر تک سماجی، فلاحی اور صحت عامہ کے شعبوں میں سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ایماندار، پرخلوص اور قابل بھروسہ قوم ہے۔ اگر میمن ہائر ایجوکیشن میں آجائیں تو یقیناً پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ ہمارے نوجوان اسمبلیوں میں جائیں اور سول سروس میں جائیں، پاکستان کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

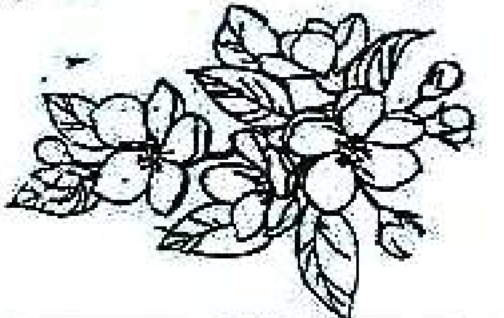

اپنی جان بچانے اور صحت مند رہنے کے لئے

کرونا سے بچنا ہوگا - فیس ماسک تحفظ کا ضامن

☆ احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں! ☆ ایک بار پھر کورونا پر قابو پانا ضروری ہے

☆ تمام دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، ریسٹورنٹس، ہوٹلز، مینوفیکچرنگ یونٹس اور دیگر کام والی جگہوں کے منتظمین SOPs پر عمل کو یقینی بنائیں۔

☆ دفاتر اور دیگر کام والی جگہوں میں احتیاطی تدابیر کا مناسب انتظام رکھیں۔

☆ برادری کو کورونا اور اس کے پھیلاؤ سے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں۔ ادارے میں کورونا کی علامات، احتیاط اور علاج سے متعلق پوسٹرز یا بینرز نمایاں جگہ پر لگانے ہوں گے۔

☆ پروفیشنل میٹنگز کے دوران ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے اجتناب کریں۔ تعظیماً ہاتھ جوڑ کر یا پھر دائیں طرف اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ یا الوداع کریں۔

SOPs پر یقینی عمل۔ کورونا سے بچاؤ کا واحد حل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موبائل فون یا خطرے کی گھنٹیاں؟

اپنے موبائل فون سے انڈین اور انگریزی گانوں کی ٹونز (گھنٹیاں) ختم کردیجئے کیونکہ گانا بجانا حرام ہے۔ جب یہ ٹونز (گھنٹیاں) آپ کے بھول جانے کے سبب مساجد میں بجتی ہیں تو نمازی حضرات کے لئے نماز میں خلل اور آپ کے گناہ کا سبب بنتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آخری زمانہ میں اس امت کے کچھ لوگوں (کی شکلوں) کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول ﷺ کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! بلکہ وہ روزے بھی رکھتے ہونگے نماز بھی پڑھتے ہونگے اور حج بھی ادا کرتے ہوں گے۔ کہا گیا کہ آخر ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی وجہ کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ

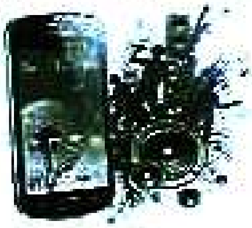

”**گانا بجانے کے آلات**... اپنا لیں گے۔ (نیل الاوطار)

”سیدنا عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس اُمت میں بھی دھنسے، صورتیں مسخ ہونے، اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا، یا رسول ﷺ ایسا کب ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جب... **آلات موسیقی** کا رواج عام ہوجائیگا۔ (ترمذی)

اللہ کیلئے اپنے موبائل پر عام اور سادی ٹون (گھنٹی) لگایئے جو آپ کو صرف فون آنے کی اطلاع دے سکے نہ کہ آپ کو گانوں اور فلموں کی طرف متوجہ کرے۔ جزاک اللہ

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے اپنے موبائل فون بند یا SILENT کرلیں۔

قائداعظم کی بانٹوا میں آمد

گل مانگرولی (مرحوم) کی تحقیقی تصنیف ''اساس سورٹھ و سندھ'' سے ماخوذ

بانٹوا یعنی پورے ہندوستان کی ایک دھن نگری اور دولت مندوں کا اہم تجارتی مرکز تھا۔ قائداعظم کی آمد سے قبل بانٹوا کی تاریخ میں بانٹوا کے لوگوں میں ایسا جوش و خروش کبھی نہ دیکھا گیا تھا نہ ایسے دلکش نظارے دیکھے تھے۔ بانٹوا کو دلہن کی طرح سجایا اور دلفریب بنایا گیا تھا۔ 35 کمانیں اور دروازے لگائے گئے، ایک ایک گھر کو خوبصورتی سے سجایا گیا۔ جب ہمارے قائد محترم محمد علی جناح بانٹوا میں 24 جنوری 1940ء کو تشریف لائے اس موقع پر 21 توپوں کی سلامی سے قائداعظم کا استقبال کیا گیا تھا اور سیٹھ حسین قاسم دادا کے بنگلے میں ٹھہرایا گیا۔

ظہرانے کے وقت کھانے کی میز پر مانا ودر کے جناب غلام محی الدین خان سمیت بانٹوا کے دربار جناب شیر دل خان بانٹوا کے دیوان جناب مدنی، مانا ودر کے ایجنٹ جناب محمد بھائی، جناب مولوی صالح محمد وکیل کے علاوہ سیٹھ صاحبان اور دوسرے چوٹی کے مخیر اور سرکردہ رہنما جناب حسین قاسم دادا، جناب حاجی حبیب پیر محمد، جناب آدم حاجی پیر محمد اسحاق، جناب اسمٰعیل حسین قاسم دادا، جناب رحمت اللہ حاجی ابراہیم الایا، جناب قاسم دادا، جناب صالح محمد دادا، جناب عبدالغنی حاجی حبیب اور دیگر سرکردہ شخصیتیں بھی قائداعظم کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔

قائداعظم آئے اسی روز شام کو بانٹوا کے مدرسہ اسلامیہ کے وسیع میدان میں انہوں نے پرچم لہرایا۔ اس کے بعد چار گھوڑوں کی روپہلی گاڑی میں ان کا جلوس نکلا۔ قدم قدم اور جگہ جگہ پر ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ عوام نے ان پر پھول برسائے۔ رات کو مدرسہ اسلامیہ کے میدان میں عام جلسہ ہوا جلسے میں قائداعظم کے ساتھ سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد بیٹھے تھے۔ جلسے کی صدارت سیٹھ حسین قاسم دادا نے کی، بانٹوا کے عوام کی طرف سے سیٹھ آدم حاجی پیر محمد اسحاق نے استقبالیہ پڑھا۔ قائداعظم نے کہا ہم آپ کی لیڈرشپ پر مکمل اعتماد کرتے ہیں اور ان کے اشارے پر ہم جان و مال سب قربان کرنے کے لیے تیار ہیں، ہم اس بات کا آپ سے سامنے عہد کرتے ہیں۔ اس کے بعد قائداعظم نے جلسے سے کاٹھیاواڑی، کچھی اور اردو میں خطاب کیا۔

جلسہ عام کے اختتام کے بعد رات گئے تک پریس فنڈ کے لیے بانٹوا کے سرکردہ شخصیتوں سے گفتگو ہوتی رہی جس کے بعد بانٹوا کے سرکردہ متمول شخصیتیں جناب حسین قاسم دادا، سیٹھ حاجی حبیب پیر محمد، حاجی آدم حاجی پیر محمد کی طرف سے اپنے طور پر قابل ذکر فنڈ دینے کا

اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد فنڈ جمع کرنے کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے حاضرین میں سے ایک کے بعد ایک علیحدہ شخصیتوں کو بلا کر ان کی حیثیت کے مطابق رقومات پریس فنڈ کے لیے وصول کی جاتیں۔ قائداعظم اور کھتری اسمٰعیل ابراہیم چندریگر اور دیگر مسلم لیگ کے کارکنان اس پر خلوص اور یادگار منظر کو دیکھ کر نہایت متاثر ہوئے۔

سیٹھ محمد حاجی غنی کو جو لوگ بلانے گئے تھے۔ انہوں نے واپس آکر بتایا کہ ان کو بخار آیا ہوا ہے اس لیے وہ نہیں آسکتے۔ سیٹھ محمد حاجی عبدالغنی آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ نابینا ہونے کے باوجود کروڑوں کا کاروبار صرف اپنے دماغ سے ہی کیا کرتے تھے۔ ان کی تجارت کی یہ حالت تھی کہ بانٹوا کے دوسرے سب تاجروں کے مقابلے میں ان کا ڈاک وتار کا کام سب سے زیادہ تھا۔ ان کے بخار کے متعلق سیٹھ آدم حاجی پیر محمد نے سنا تو قائداعظم یا کسی اور کو پوچھے بغیر میمن زبان میں بولے "ھلو جناح صاحب پاں (ہم) ان کے گھر جائیں گے۔"

قائداعظم یہ سن کر کچھ دیر چپ رہے دوسرا کوئی بھی نہ بولا۔ قائداعظم کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ پھر فوراً فرمایا: اپنی زندگی میں آج تک میں کسی کے پاس بن بلائے نہیں گیا۔ یہ کہہ کر قائداعظم کھڑے ہوگئے۔ آپ کے ساتھ سب لوگ کھڑے ہوگئے اور آپ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ ایک کے بعد ایک کاریں قطار میں روانہ ہوئیں اور سب لوگ سیٹھ محمد حاجی عبدالغنی کے آنگن (صحن) میں جا کھڑے ہوئے۔

سیٹھ محمد حاجی عبدالغنی کو کسی نے ان لوگوں کے آنے کی اطلاع نہیں دی تھی سکڑ کر وہ ایک چارپائی پر سوئے ہوئے تھے۔ سیٹھ آدم حاجی پیر محمد اسحاق چارپائی کے پاس گئے اور کہا دیکھ محمد آج جناح جیسا آدمی تیرے آنگن میں آیا ہے۔ اس لیے دل کھول کر پریس فنڈ میں اچھی رقم لکھا دے۔ یہ سن کر سیٹھ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور چارپائی پر سے پیر لٹکا کر بیٹھ گئے آدم سیٹھ ان کے پیر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور کہا بول محمد کیا لکھواتا ہے؟ (یہ باتیں میمنی بولی میں ہورہی تھیں) یہ منظر قائداعظم دروازے میں کھڑے ہوکر دیکھ رہے تھے۔ سب لوگ اس قدر کھو گئے تھے کہ قائداعظم کے اندر آنے کا خیال بھی نہ رہا۔ سیٹھ محمد حاجی عبدالغنی بولے۔ اوپر بیٹھو سیٹھ ارے اس طرح نیچے کیوں بیٹھے ہو اور وہ بھی میرے پیر پکڑ کر؟

تم تو راجہ آدمی ہو راجہ آدمی!! آدم سیٹھ نے کہا (یہ بانٹوا کے ان دونوں چوٹی کے میمن مالدار اور شاہ سوداگروں کی بات چیت تھی) ان کی سادگی دیکھ کر اور خاص طور پر آدم سیٹھ کے سوالیہ نشان جیسی صورت دیکھ کر قائداعظم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر قائداعظم ہنسے اور خوب ہنسے اور زوردار آواز سے ہنسے۔

جناب محمد نجیب عزیز بالا گام والا کے دادا سیٹھ محمد حاجی غنی بھی بانٹوا میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جناب محمد نجیب عزیز کے خاندان کا بانٹوا سے کس قدر مستحکم اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ 1898ء میں ان کے پردادا بحری جہازوں اور اسٹیمرز سے سامان اتروانے کا کام کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ کام خاصا مضبوط اور مستحکم تھا۔ بالکل اسی طرح پورے 80 سال بعد جناب محمد نجیب بالا گام والا نے بھی بالکل یہی کاروبار کیا۔ آپ کا بھی بحری جہازوں سے سامان ان لوڈ کرانے یعنی جہازوں سے اتروانے کا کاروبار ہے۔ آپ کے پردادا نے 1900ء اور 1905ء میں کینولا کی باربرداری کا کام کیا تھا اور جناب محمد نجیب بالا گام والا نے یہی کام 1995ء میں کیا اور کینیڈا اور یورپ سے کینولا کی پاکستان باربرداری کی تجارت کی۔

قائداعظم کے 1940ء کے پریس فنڈ کے کاٹھیاواڑ کے دورے کو جن لوگوں نے کامیاب بنایا تھا ان میں سے کچھ افراد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے خاندان ہندو غنڈوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے تھے۔ قائداعظم

کے اس دورے کو کامیاب بنانے والے اور پاکستان کی تحریک میں ساتھ دینے والے اکثریت میمن برادری اور گجراتی برادری کی ہے۔ ہجرت کرکے پاکستان آکر ملک کی ترقی اور تعمیر میں الگ گئے تھے وہ اب بھی پاکستان کی تعمیر اور استحکام کے کاموں میں بھرپور تعاون کررہے ہیں۔ ان کے عظیم کام پاک سورٹھ کے عظیم سخی دل دولت مندوں رہنماؤں اور کارکنوں نے دی ہوئی عظیم قربانیاں جو پاکستان کے وجود اور تعمیر میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کا ذکر تحریک پاکستان کے بارے میں لکھی جانے والی تاریخ اور قائداعظم کی زندگی کے متعلق تصانیف میں نظرانداز کیا گیا ہے جو افسوسناک اور دکھ کی بات ہے۔

ماخوذ کتاب اساس سورٹھ دسندھ

مصنف گل مانگرولی (مرحوم)۔ مترجم: کھتری عصمت علی پٹیل

مطبوعہ تصنیف: اپریل 1987ء۔ صفحہ 241 تا 245

درخت کی حفاظت کیجیے

درخت آپ کی صحت اور زندگی کی حفاظت کریں گے۔ درخت اگائیے۔

درختوں کو نقصان نہ پہنچائیے۔ یہ ہوا صاف کرتے ہیں، سایہ دیتے ہیں۔

صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنائیے

کھانے سے پہلے اور بیت الخلاء سے آنے کے بعد

اگر صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنالیں تو جان لیجیے کہ

آپ نے نصف سے زیادہ بیماریوں سے نجات پالی

یادرکھیے ہماری زیادہ تر بیماریاں منہ کے ذریعے ہی جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں

صحت مند عادات، خوشیوں بھری زندگی

ایک اہم گجراتی تحریر کا اردو ترجمہ

میمنوں نے پاکستان کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کیا

میمن برادری: صنعت و تجارت میں مقام

میمن ریسرچ اسکالر یحییٰ ہاشم باوانی (مرحوم) کی ایک یادگار تحریر

Late Yaya Hasham Bawani

میمن برادری کے تاجر اور صنعت کار سترہویں صدی میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ کی تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔ سترہویں صدی میں پورے شمالی ہندوستان میں کوئی بھی ایسا شہر نہ تھا جس میں ٹھٹھہ سے زیادہ تجارت ہوتی ہو۔ ڈاکٹر مکرجی کہتے ہیں کہ ہندوستان میں یہ شہر تجارت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس زمانے میں ٹھٹھہ سوتی کپڑے کی مختلف قسمیں جیسے لٹھا، ململ اور وائل وغیرہ بنانے کا خاص مرکز تھا۔ یہ شہر ریشم سے تیار ہونے والی اشیاء اور چمڑے کے کام میں غیر معمولی ہنر مندی کے لئے بھی بے حد مشہور تھا۔ مشہور تاریخی کتاب آئین اکبری میں لکھا ہے کہ ٹھٹھہ ایک آباد بندرگاہ تھی۔ ملتان، لاہور، آگرہ اور احمد آباد سے ٹھٹھہ کے مضبوط تجارتی تعلقات تھے۔ اس شہر کی تجارت گوا، سورت اور شمال میں ملبار کی خاص بندرگاہوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

معروف محقق پیر حسام الدین راشدی مرحوم نے اپنی مشہور سندھی کتاب "کالہوں گوٹھ وڑن جوں" میں اس شہر کی تاریخ، تمدن اور تہذیب پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ اسی کتاب میں میمن برادری کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ ٹھٹھہ میں میمن برادری کے بہت سارے محلے ہیں جو میمنوں کے مختلف عرف گوت (پہچان) سے تعلق رکھتے ہیں۔

ٹھٹھہ شہر میں مغلیہ دور اور مغلوں کے زوال کے زمانے میں میمن برادری کا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ یہاں کا پورا کاروبار ان ہی کے ہاتھوں میں تھا۔ سندھ سے ہجرت کر کے کاٹھیاواڑ، گجرات اور ریاست کچھ میں سکونت اختیار کرنے والی میمن برادری بھی تجارت میں پیش پیش رہی ہے۔ کسی بھی ملک کے اقتصادی استحکام کا انحصار تجارت و صنعت اور زراعت پر ہوتا ہے۔ میمن برادری قیام پاکستان کے آغاز ہی سے اس ملک کی اقتصادی حالت کو مضبوط و مستحکم کرنے میں سرگرم رہی ہے اور آج بھی ملک کے مختلف شہروں کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ جب کہ اندرونی سندھ میں رہائش پذیر میمن برادری نے تجارت کے علاوہ اناج، روئی، سبزی اور پھل کی کاشت کر کے زراعت کے شعبے کے علاوہ گھریلو دستکاری اور

کپڑا بننے کی صنعت میں قابل ذکر کردار ادا کیا ہے اور کر رہی ہے۔ ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والی میمن برادری پاکستان کی اقتصادی ترقی میں ابتدائی زمانے سے ہی سرگرم رہی ہے اور آج بھی اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ فروری 1948ء میں حاجی محمد علی بنگالی اور محمد علی رنگون والا نے مل کر بنگال آئل مل کی سنگ بنیاد رکھ کر میمن برادری کی جانب سے صنعتی شعبے میں ابتداء کی تھی۔

اس مل کا افتتاح بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ اس موقع پر قائداعظم کو سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے محمد علی رنگون والا نے اپنی تقریر میں کہا تھا "ہم کاٹھیاواڑ کے مسلمان باہمت اور حوصلہ مند ہیں۔ ہم پاکستان اور صوبہ سندھ کے لئے ذمہ داری نہیں ہمیشہ اثاثہ ثابت ہوں گے۔"

جس کے جواب میں قائداعظم نے فرمایا تھا: "۔۔۔۔۔۔ میں آپ کی صلاحیتوں کی کامیابی اور خوشحالی چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا یہ حوصلہ ایسے بے حساب حوصلوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا جس کے لئے پاکستان میں کافی گنجائش ہے۔"

اس واقعہ کے بعد پورے مشرقی اور مغربی پاکستان کی صنعت و تجارت پر میمن برادری چھا گئی۔ میمن برادری نے مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) میں صنعت کے شعبے میں 3 مارچ 1950ء کے روز مدن گنج میں باوانی جوٹ ملز کی بنیاد رکھ کر ابتداء کی تھی۔ اس کے بعد 15 مارچ 1950ء کو سر آدم جی خاندان کی جانب سے آدم جی جوٹ ملز، آدم جی نگر کی بنیاد سیٹھ عبدالواحد آدم جی نے رکھی تھی۔ اس مل کا شمار دنیا کی سب سے بڑی ملوں میں ہوتا تھا۔

مشرقی پاکستان میں آدم جی فیملی کی آر ایم اینڈ کمپنی اور جوٹ فائبر کمپنی کافی بڑی مقدار میں خام پٹ سن برآمد کر کے ملک کو بڑی تعداد میں زرمبادلہ کما دیتی تھیں۔ ان کے چائے کے باغات بھی تھے۔ اس زمانے میں آدم جی خاندان کی اروما چائے ملک کے دونوں حصوں میں کافی مقبول ہوئی تھی۔ آدم جی جوٹ مل کے بعد دیگر میمن تاجر اور صنعت کاروں نے بہت ساری ملیں قائم کی تھیں۔ باٹنوا میمن برادری کے ممتاز صنعت کار سیٹھ احمد داؤد کا داؤد گروپ نے 1957ء میں مشرقی پاکستان کے چندر گونا کے مقام پر کاغذ کی سب سے بڑی مل کرنافلی پیپر مل قائم کر کے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس کے علاوہ داؤد گروپ نے وہاں ریان اور کیمیکل کی مصنوعات کی بڑی مل قائم کی تھی۔

سقوط مشرقی پاکستان کے وقت میمن تاجروں اور صنعت کاروں کو ایک اندازے کے مطابق اس وقت کے تین سے چار ارب روپے کا نقصان ہوا تھا۔ اس نقصان کو اگر آج کے حساب سے شمار کیا جائے تو اربوں روپے کا نقصان تھا۔ اس بڑے مالی نقصان کے باوجود وہ ہمت نہیں ہارے اور اپنا حوصلہ بلند رکھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ تباہ شدہ پاکستان کی تعمیر نو میں دگنے حوصلے اور ہمت سے آگے بڑھے اور ملک کی اقتصادی ترقی میں مصروف ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان کو مضبوط و مستحکم بنا دیا۔ جیسا کہ اوپر تذکرہ کیا گیا ہے کہ میمن برادری کے تاجروں نے پاکستان کے مغربی خطے میں شروع سے ہی تجارت و صنعت کے میدان میں نمایاں کارنامے انجام دے کر ملک کی معیشت کو مضبوط کرتے رہے ہیں۔

میمن برادری نے صرف کراچی میں ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کے صنعتی شعبے میں قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ کراچی اور اندرون سندھ سے لے کر پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان میں میمن برادری کے مختلف صنعتی گروپوں نے صنعتیں قائم کر کے حب الوطنی کی اعلیٰ مثال پیش کی ہے جس میں کپڑے کی صنعت، سلک کی صنعت، اون کی صنعت، کاغذ کی صنعت، ہوائی جہاز اور دریائی جہاز کی صنعت، بینکنگ اور انشورنس کی صنعت، جہاز توڑ (شپ بریکنگ) صنعت، سگریٹ کی صنعت، ریڈی میڈ گارمنٹس کی صنعت، ٹاول (ہوزری) کی صنعت، اخباری صنعت،

تعمیرات کی صنعت غرض کہ شاید ہی کوئی ایسی صنعت ہوگی جس میں میمن برادری نے اپنی نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ نہ کیا ہو۔

اس کے علاوہ بے شمار چھوٹی صنعتوں میں بھی میمن برادری کے افراد کارہائے نمایاں انجام دے کر ملک کی معیشت کو فروغ دینے میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ میمن برادری کے گروپ اور خاندان صنعتی شعبے میں سرگرم عمل ہیں۔ ان میں سے کچھ نام یہ ہیں: آدم جی گروپ، باکولا گروپ، داؤد گروپ، النور گروپ، دادا گروپ، سی ٹریڈ گروپ، ہنا گروپ، چھوٹانی جیولرز گروپ، کچھیارا گروپ، حسین گروپ، دادا بھائی گروپ، فیکو گروپ، غنی طیب گروپ، عبداللہ گروپ، غلام محمد ڈوسل گروپ، مکاتی گروپ، ضیا گروپ، ہارون گروپ، جعفر گروپ، جیبل گروپ، النور گروپ، لاکھانی گروپ، اے آروائی گروپ کے علاوہ دیگر گروپس بھی ہیں۔

(بشکریہ: ڈان گجراتی کراچی۔ مطبوعہ اگست 1982ء۔ مترجم: کھتری عصمت علی پٹیل)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

صنعت کار، تاجر اور بے روزگار حضرات متوجہ ہوں

ملازم کی ضرورت ھے یا ملازمت کی ہم سے رجوع کریں

ایمپلائمنٹ بیورو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ایک ایسا شعبہ ہے جو تمام میمن برادریوں اور اداروں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے گزشتہ 68 سالوں سے بلا معاوضہ اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہمارے اس شعبہ کی کوششوں سے ہر ماہ کئی بے روزگاروں کی روزی (جاب) کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ اس وقت ملک کے معاشی حالات بے حد خراب ہیں اور ملک میں بے روزگاروں کی تعداد بھی بے حد بڑھ رہی ہے۔ اس وجہ سے اس شعبے پر خاصا بوجھ ہے اور خاصی درخواستیں آرہی ہیں۔

اس ضمن میں میمن برادری کے اور دیگر کاروباری اداروں کے مالکان سے التماس ہے کہ اگر انھیں اپنی دکان، فیکٹری، بلڈ، آفس یا دیگر کسی بھی کاروباری شعبے میں کسی قابل اور باصلاحیت اسٹاف کی ضرورت ہو تو وہ بانٹوا میمن جماعت کے دفتر "شعبہ فراہمی روزگار" سے رابطہ کریں۔ میمن برادری کے وہ افراد بھی جو بے روزگار ہیں اور روزگار کی تلاش میں ہیں وہ ان تعطیل کے دن کے علاوہ شام 4 بجے سے شب 8 بجے کے درمیان جماعت کے آفس میں آکر اپنی سی وی (CV) اور جماعت کا کارڈ، سی این آئی سی (CNIC) کارڈ، جماعت کے نام درخواست مع دو تصاویر (فوٹو) ساتھ جمع کرا سکتے ہیں۔

تعاون کے طلب گار

محمد منظور ایم عباس میمن — **کنوینر ایمپلائمنٹ بیورو کمیٹی**

رابطہ موبائل: 0333-3163170

ای میل: bantvaemploymentbureau@yahoo.com

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد رابعہ مینشن کراچی

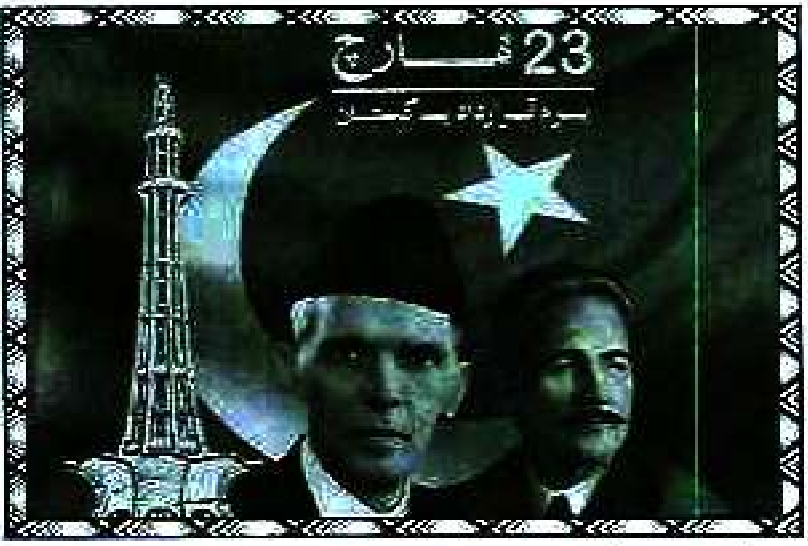

جب قرارداد پاکستان منظور کی گئی

23 مارچ

تحریر: جناب محمد یاسر عبدالستار موسانی
ایم بی اے فنانس

بلند و بالا خوبصورت مینار پاکستان دنیا کی سب سے بڑی شاہی مسجد لاہور کے قریب اقبال پارک پر تعمیر کیا گیا ہے اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ لاکھوں مسلمانوں نے یہاں جمع ہوکر نہ صرف قرارداد پاکستان منظور کی بلکہ اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر ممکن قربانی دینے کا فیصلہ کیا۔ اور اس قرارداد کے نتیجے میں بالآخر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اگرچہ قرارداد پاکستان کا تاریخی جلسہ 23 مارچ 1940ء کو ہونا تھا لیکن لاہور میں مارچ کے پہلے ہفتے سے ہی اس کی تیاریاں زور و شور سے شروع کر دی گئی تھیں۔

دوسری طرف نظریہ پاکستان کے مخالفین کی یہ کوشش رہی کہ یہ جلسہ نہ ہونے پائے اور اگر ہو تو اسے ناکام بنا دیا جائے۔ اس سازش میں انگریز حکومت بھی شریک تھی۔ لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ حالات کچھ ایسی نازک صورت اختیار کر گئے ہیں کہ یہ اجلاس منعقد نہ ہو سکے گا۔ مگر جب مسلم لیگ کے کارکنوں نے قائداعظم کو ٹیلیفون پر تمام حالات بتائے اور یہ تجویز پیش کی کہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے قائداعظمؒ نے کیا جواب دیا! قائداعظمؒ دھن کے پکے تھے۔ ان کا ارادہ چٹان کی طرح مضبوط ہوتا تھا وہ کسی طاقت سے خوف نہیں کھاتے تھے۔ اور ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ انہوں نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا کہ "یہ اجلاس ہو کر رہے گا ہرگز ملتوی نہیں ہوگا اور میں اس میں ضرور شریک ہوں گا۔

اس جواب سے کارکنوں کی ہمت اور ڈھارس بندھ گئی۔ ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا اور انہوں نے اس جلسہ کی کامیابی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ چنانچہ 23 مارچ کو جب قائداعظم اپنی بہن مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے ساتھ جلسہ گاہ میں پہنچے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس کی صدارت کی تو لاکھوں مسلمانوں نے کھڑے ہو کر ان کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا اور زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اس جلسہ کے لئے بہت بڑا پنڈال تعمیر کیا گیا اور اسے خوب سجایا گیا تھا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے مسلمان آئے ہوئے تھے۔ انسانی سروں کا ایک سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد اے۔ کے فضل الحق نے قرارداد پاکستان پیش کی اور دیگر مسلمان رہنماؤں نے اس کی تائید کی۔ اس کے بعد فلک شگاف نعروں اور تالیوں کی گونج میں قائداعظم کھڑے ہوئے اور اپنی پرجوش تقریر میں قرارداد پاکستان پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ایک قوم کی جو

بھی تعریف کی جائے اس کی رو سے مسلمان ایک فرقہ نہیں بلکہ قرض سے حکومت قائم کریں، انہوں نے واضح الفاظ میں بتایا کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ علیحدہ مذہب اور مسلک کے پیروکار ہیں ان کا تمدن، تاریخ، زبان ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں۔ ان کی تہذیبیں اور روایات نہ صرف مختلف ہیں بلکہ ایک دوسرے کی مخالف بنیادوں پر قائم ہیں۔

ہمارے اور ان کے درمیان زندگی اور موت کے نظریات بھی الگ الگ ہیں۔ شادی بیاہ اور رہنے سہنے کے طریقے بھی ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ قائداعظمؒ نے فرمایا کہ پاکستان قائم کرنے کے راستے میں دنیا کی کوئی طاقت رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ ہم نے اپنی منزل کا تعین کر لیا ہے اگر اسے پانے کے لئے ہم سے قربانیاں طلب کی گئیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ تمام مسلمانوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر بڑے جوش و خروش کے عالم میں اپنے عظیم رہنما محمد علی جناح کو یقین دلایا کہ وہ ان کی قیادت میں پاکستان حاصل کرنے کے لئے جان تک کی بازی لگا دیں گے۔ قرارداد پاکستان میں یہ کہا گیا تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے انہیں علیحدہ کر کے ایک آزاد اور خودمختار اسلامی ملک قائم کیا جائے جہاں نہ انگریز کا عمل دخل ہو اور نہ ہی ہندو کا اثر و تسلط ہو۔

اس کے بعد مسلمانوں کو احساس ہو گیا کہ اب جلد ہی ان کی غلامی کا دور ختم ہونے والا ہے۔ رفتہ رفتہ پاکستان قائم کرنے کا مطلب زور پکڑتا گیا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے قائداعظمؒ کی رہنمائی میں ہر قسم کی تکالیف اور سختیاں برداشت کیں مگر قدم پیچھے نہ ہٹایا برابر آگے بڑھتے رہے آخر قرارداد منظور ہونے کے صرف سات سال بعد 14 اگست 1947ء کو دنیا کے افق پر آزادی کا ایک روشن آفتاب طلوع ہوا جس کا نام پاکستان ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں کو انگریز اور ہندو کی غلامی سے نجات پانے کے لئے بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ انہیں لاکھوں انسانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لاکھوں گھر اجڑ گئے قید و بند کی مشکلیں اس کے علاوہ تھیں بہرکیف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان قائم ہو کر رہا۔ آج کا دن ہمیں اس عظیم مقصد کی یاد دلاتا ہے جسے حاصل کرنے کے لئے آپ کے بزرگوں نے خون کی اتنی بڑی قربانی پیش کی اس وطن کی مٹی ہماری ہے اور ہم اس کے ہیں یہ ہمیں دل و جان سے عزیز ہے اس لئے ہمیں آج یوم پاکستان مناتے ہوئے یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنے مقدس وطن پاکستان کی حفاظت اور سلامتی اور اس کا نام روشن کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر گزریں گے جو ایک خوددار قوم کرتی ہے۔

آپ جہاں بھی جب بھی مدد دینے کے لئے آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تب

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کے زکوٰۃ فنڈ اور ڈونیشن فنڈ کو یاد رکھنے کی پرخلوص گزارش ہے آپ کی چھوٹی بڑی امداد سے اپنی جماعت ضرورت مندوں، غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کر سکے گی۔

برادری کے نوجوان منفرد نظر آنا چاہتے ہیں

آج کا نوجوان ٹیکنالوجی کی وجہ سے نت نئی سرگرمیوں اور رجحانات سے باخبر ہے۔ تعلیم یافتہ، نیم خواندہ اور ناخواندہ سب ہی اس دوڑ میں شامل ہیں۔ ہر نوجوان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ منفرد و ممتاز نظر آئے اور اسی لیے وہ جدید فیشن اور نئے رجحانات کو اپناتا ہے۔ نوجوانوں کی پسند اور روز بہ روز بڑھتے ہوئے رجحان کے مطابق بازاروں میں مختلف تراش خراش کے ملبوسات متعارف کروائے جاتے ہیں، کیونکہ موجودہ رجحانات اور فیشن کو اپنانا نوجوانوں کی مجبوری بن گئی ہے۔ جدید طرز زندگی کو اپنانے کی دوڑ میں نوجوان آگے نظر آتے ہیں۔ ناممکن کام کو ممکن بنانے کا جوش اور ہمت نوجوانوں ہی میں پائی جاتی ہے۔ آج کا نوجوان اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے جس کا اظہار نوجوانوں کی گفتگو اور طرز زندگی سے عیاں ہے۔ آج کل نوجوانوں میں مختلف اہم رجحانات دیکھے جارہے ہیں ان میں فیس بک استعمال کرنا، نت نئی چیزوں کے بارے میں جاننا اور ان کا استعمال کرنا شامل ہے تاکہ اچھی سے اچھی چیز استعمال کرکے وہ منفرد نظر آسکیں۔ چھوٹے بڑے معاملات اور روزمرہ کی زندگی سے متعلق اپنے دوستوں سے گفت وشنید کرنا، دوستوں اور رشتے داروں کے ساتھ کمپیوٹر اور موبائل فونز پر چیٹ کرنا، اپنے لباس اور شخصیت سے اپنے آپ کو منفرد ثابت کرنا، سیاست وسیاحت میں دلچسپی لینا، کھیلوں کی سرگرمیوں میں حصہ لینا اور کاروباری دنیا کی جانب دلچسپی شامل ہیں۔

ٹیکنالوجی کی نت نئی ایجادات کی وجہ سے آج کل نوجوانوں کے سماجی روابط میں دن بہ دن اضافہ ہورہا ہے، اس لیے آج نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا سب سے زیادہ رجحان سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس کی جانب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تفریحی سرگرمیوں میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ اکثر جب وہ اپنے روزمرہ معمولات سے اکتا جاتے ہیں تو کہیں باہر کھانا کھانے یا سیر وتفریح کا پروگرام بناتے ہیں۔

نوجوان لڑکیاں صحت کے حوالے سے محتاط رویہ اپناتی ہیں، ان کا اکثر وقت وزن گھٹانے، فٹ رہنے اور سجنے سنورنے میں صرف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ گھر کو سجانے سنوارنے اور مختلف پکوان کی تراکیب جمع کرکے کچن میں نئی نئی چیزیں پکانے کا رجحان بھی لڑکیوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ آج کل نوجوان لڑکے لڑکیوں کا اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے تحفظ کی جانب بھی رجحان بڑھ رہا ہے۔ اکثر نوجوان دوران تعلیم یا تعلیم مکمل کرنے کے بعد مختلف این جی اوز میں شمولیت اختیار کرکے معاشرے میں بہتری کے لیے کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ مثبت رجحانات کے ساتھ ساتھ منفی سرگرمیوں میں بھی نوجوانوں کی دلچسپی عروج پر نظر آتی ہے۔ موبائل فون اور کمپیوٹر کا غلط استعمال، سگریٹ نوشی اور خودکشی جیسے رجحانات بھی خوب فروغ پارہے ہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ لڑکوں کے ساتھ اب لڑکیاں بھی سگریٹ نوشی کرتی نظر آتی ہیں۔

ہمارا ملک وسائل سے مالا مال ہے اور نوجوانوں کی سب سے زیادہ تعداد بھی ہمارے ہی ملک میں ہے۔ اس لیے ہم اپنی تعلیم و تحقیق پر بہتر توجہ دیں اور تعلیمی اداروں میں تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کے لیے بھی وقت نکالیں تو یہ مملکت خداداد نہ صرف ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے بلکہ نوجوانوں میں بڑھتے ہوئے منفی رجحانات کا بھی خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نوجوانوں میں علمی و تحقیقی رجحانات پیدا کریں تاکہ یہ سرمایہ وطن ناقدری اور زوال پذیری سے محفوظ رہے۔

پانی قدرت کا انمول تحفہ

سوچیں پانی نہ ہو تو جینا محال ہو جائے

☆ جانور، پرندے، نباتات کچھ باقی نہ رہے

☆ کھیتیاں سوکھ جائیں کھلیاں اجڑ جائیں

☆ درخت پھل دینا اور پودے پھول مہکانا بند کر دیں

☆ پانی زندگی ہے ☆ زندگی کو اہم جانیے

☆ اس عظیم نعمت کی قدر کیجیے ☆ پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنائیے

ماہنامہ میمن سماج کے قارئین سے مودبانہ ضروری گزارش

ماہنامہ میمن سماج میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا نام آتا ہے اس کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر قرآنی آیات کا حوالہ بھی آتا ہے۔

قارئین سے مودبانہ گزارش ہے کہ بے حرمتی سے بچانے کے لئے میمن سماج کو فرش پر نہ رکھیں بلکہ ٹیبل یا الماری کے اوپر پڑھ کر یا پڑھنے سے پہلے بھی ایسی جگہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نیز قرآنی آیات کی بے حرمتی نہ ہو۔ (ادارہ)

طنز ومزاح

خوش گواری کے اہم نکات

گر جن سے بیوی کا دل جیتا جا سکتا ہے

☆ کبھی کبھی دفتر سے فون کر کے اس کی خیریت دریافت کیجیے یا کہیے "آئی لو یو"۔

☆ سونے سے پہلے بستر درست کریں اور چادر صاف کر دیں۔

☆ اگر کوڑے کی ٹوکری بھر چکی ہے، تو اسے کہے بغیر خالی کر دیجیے۔

☆ جب دوسرے شہر جائیں تو پہنچتے ہی اسے فون کر کے اطلاع دیں کہ آپ خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔

☆ ملاقات سے پیشتر اچھی طرح نہائیے اور اگر اسے پسند ہو تو خوشبو لگا لیں۔

☆ اگر اس کا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو کوشش کریں کہ بیوی کی طرف داری کیجیے۔

☆ اگر اسے کمر، سر یا ٹانگوں میں درد ہو تو اس کی مالش کر دیں۔

☆ جب وہ کسی کام میں مصروف ہو تو صبر سے اس کا انتظار کیجیے، بار بار گھڑی کی طرف نہ دیکھیے۔

☆ جب بیوی آپ کے ساتھ ٹی وی، دیکھ رہی ہو تو بار بار چینل نہ بدلیں۔

☆ لوگوں کے سامنے اس سے پیار محبت کے ساتھ پیش آئیں۔

☆ اگر ایک دوسرے نے ہاتھ تھام رکھے ہیں تو اپنا ہاتھ ڈھیلا مت چھوڑیئے۔

☆ یہ جاننے کی کوشش کیجیے کہ اسے کون سا شربت پسند ہے پھر وہ وقتاً فوقتاً اسے بطور تحفہ پیش کریں۔

☆ سردیوں میں اگر بیوی لحاف میں ہو اور ہیٹر جلانے کا مرحلہ آجائے، تو خود جلا کر اسے ممنون کر دیں۔

☆ جب وہ آپ سے گفتگو کرے تو رسالہ یا اخبار پڑھنا اور ٹی وی دیکھنا بند کر دیں اور یکسوئی سے اس کی باتیں سنیں۔

☆ جب بیوی تھکی ہوئی نظر آئے تو برتن دھو کر اسے خوش کریں۔

☆ اگر وہ پریشان یا تھکن کا شکار ہو تو اس سے پوچھیے کہ ہونے والے کام کون سے ہیں، پھر جو کام آپ کر سکتے ہیں، وہ ضرور کیجیے۔

☆ باہر جائیں تو بیوی سے دریافت کریں کہ کوئی چیز تو نہیں منگوانی؟ اگر وہ کچھ منگوائے تو ضرور لے کر آیئے۔

☆ دن میں کم از کم چار بار اس کا ہاتھ تھامیے۔

☆کسی ریستوران میں جانے کا پروگرام ہو، تو اس سے پوچھ کر جگہ کا انتخاب کیجئے۔ بیوی پر اپنی مرضی نہ ٹھونسیئے۔

☆اسے وہ فلم ضرور دکھایئے جو اسے پسند ہو۔ آپ اس فلم کی سی ڈی بھی خرید سکتے ہیں۔

☆ایسے مواقع نکالیئے کہ آپ دونوں بن ٹھن کر تیار ہو سکیں۔

☆لوگوں کے سامنے اس سے بے اعتنائی نہ برتیئے۔

☆اسے اولاد سے زیادہ اہمیت دیجئے، بچوں کو محسوس ہونا چاہیے کہ آپ اسے بہت زیادہ چاہتے اور اہم سمجھتے ہیں۔

☆اسے چھوٹے موٹے تحفے دیں مثلاً چاکلیٹ کا ڈبا یا پرفیوم۔

☆بیوی کو خوبصورت سوٹ لے کر دیں۔ آپ کسی بہانے اس سے سائز معلوم کر سکتے ہیں یا پھر کپڑا ہی دے دیجئے۔

☆ تقریبات میں خصوصی طور پر اس کی تصویریں کھینچئے۔

☆اسے یہ دیکھنے کا موقع دیں کہ آپ اپنے بٹوے میں اس کی تصویر رکھتے ہیں۔ تصویر کو وقتاً فوقتاً ''اپ ڈیٹ'' کرتے رہیے۔

☆بیوی کی سالگرہ ہو تو اسے خصوصی تحفہ دیں یا اسے اچھے انداز میں منائیں۔

☆بیوی کے ساتھ شادی کے اوائل جیسے طور طریقوں سے پیش آیئے۔

☆آپ کے پاس وقت ہو تو اس سے دریافت کیجئے کہ گھر میں کوئی چیز ٹھیک کرنے والی تو نہیں؟ تاہم اتنے ہی کام کی ذمے داری لیجئے جتنا آسانی سے کر سکیں۔

☆باورچی خانے کی چھریاں کند ہوں، تو انہیں تیز کر دیں۔

☆ اچھی قسم کی گوند خریدیے تاکہ ٹوٹی اشیاء جوڑ سکیں۔

☆گھر کا کوئی بلب فیوز ہو جائے تو اسے جلد از جلد تبدیل کر دیں۔

☆بازار سے سودا خریدیے تو اسے کم سے کم سامان اٹھانے دیں۔

☆سفر میں جاتے ہوئے بھاری سامان خود اٹھایئے۔

☆کھانا پسند آئے تو کھلے دل کے ساتھ اس کی پکانے کی تعریف کریں۔

☆جب اس کی باتیں سن رہے ہوں تو آنکھوں میں آنکھیں ملایئے۔

☆وہ دن بھر میں جو کام کرتی، جو کتب پڑھتی اور جن افراد سے تعلق رکھتی ہے ان میں دلچسپی ظاہر کیجئے۔

☆بیگم کی باتیں سنتے ہوئے مخصوص آوازیں مثلاً ہنہ ہنہ، ہاں اور ہونہہ جیسی آوازیں نکالتے رہیے تاکہ اسے اطمینان رہے کہ آپ توجہ سے سن رہے ہیں۔

☆کبھی کبھی دریافت کیجئے کہ اس کی طبیعت کیسی ہے۔

ارے مرزا یہ تمہارے ہاتھ میں پٹی کیسی؟
میاں لوڈشیڈنگ کی کرامات ہیں، پنکھا جھلتے جھلتے ہاتھ میں شل ہو گیا ہے۔

طنز و مزاح

خواب

ڈاکٹر انعام الحق

اس حسینہ کے نہ یونہی مفت ہی خواب دیکھ
شادی کرنی ہے تو بیٹا جا کے پہلے جاب دیکھ
میں وہاں کس منہ سے جاؤں تیرا رشتہ مانگنے
خود کو دیکھ اور ساتھ اس کا حلقہ احباب دیکھ
صرف رنگت پر نہ جا یہ چار دن کی بات ہے
دیکھنا ہے تو ذرا تو اس کا مال اسباب دیکھ
چھیڑتے ہیں جو رباب دل کے اک اک تار کو
لمبے لمبے اس کے ناخن صورت مضراب دیکھ
زہر کھا کر تو کبھی بھی مر نہیں پائے گا تو
خودکشی کرنی ہے تو اچھا سا اک تالاب دیکھ
ایک جانب رکھ ذرا تو رکھ رکھاؤ پر نظر
دوسری جانب سے تو اس کا ادب آداب دیکھ
مار جاتا ہے وہ جو ہر مرتبہ تیری رقم
ہو سکے تو اس کے پیسے تو بھی اب کے داب کر دیکھ
میری ماں اور شادی دفتر والیوں سے بات کر
اگر [illegible]

مزاحیہ نظم

کوئی بات نہیں

عنایت علی خان (مرحوم)

ہم جو بدنام ہیں مسٹر تو کوئی بات نہیں
لوگ کرتے ہیں جو ٹر ٹر تو کوئی بات نہیں
عمر بھر تو ہمیں باہر ہی مزے کرنے ہیں
چار دن ہو گئے اندر تو کوئی بات نہیں
کسی مسٹر کو گدھا کہہ کے تو دیکھے کوئی
ہاں، گدھوں کو کہو مسٹر تو کوئی بات نہیں
مولوی مرغ بھی کھالے تو قیامت آجائے
ملک کھا جائیں منسٹر تو کوئی بات نہیں
ایک دھڑکا سا لگا رہتا تھا بیوی کو مگر
اب جو انشورڈ ہے شوہر تو کوئی بات نہیں
ڈیانا کے لیے گھر گھر صف ماتم بچھ جائے
مر گئے بھائی دلاور تو کوئی بات نہیں
گاشی غیر کے گھر ہو تو رپٹ لکھوا دوں
ہاں چلی آئے مرے گھر تو کوئی بات نہیں
کوئی پتھر سے نہ مارے ترے دیوانے کو
عقل پر پڑ گئے پتھر تو کوئی بات نہیں
میں سرشام طبیعت کا بھی پوچھوں تو گناہ
تم ستاتی رہو دن بھر تو کوئی بات نہیں
طرز اکبر کو عنایت نے مبتلا تو سہی
بس نہ پایا جو وہ اکبر تو کوئی بات نہیں

استدعا برائے اشتہارات

ماہنامہ میمن سماج کراچی بانٹوا میمن جماعت کا واحد ترجمان ہے

جس میں پوری بانٹوا میمن اور میمن برادری کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علمی، تاریخ و ثقافت، تحقیقی مضامین، انٹرویو، سوانح حیات، ادبی معلومات و تفریحی مواد پیش کیا جارہا ہے تاکہ ہر ذوق طبع کے لئے یہ دلچسپ جریدہ ثابت ہو اس لئے برادری اور دیگر تاجر و کاروباری حضرات سے استدعا ہے کہ

ماہنامہ میمن سماج میں اشتہارات دے کر اسے مالی استحکام بخشیں اور اپنا بھرپور تعاون فرمائیں

اشتہارات کی بکنگ اور نرخ کے سلسلے میں بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی سے رجوع کریں۔ شکریہ

آپ کے عملی تعاون کا پیشگی بے حد شکریہ

فون : 32768214 - 32728397

پتا : ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حوریائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

مریض: ڈاکٹر صاحب! طویل عرصے سے دوائی لے رہا ہوں، مگر صحت اچھی نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر: آپ کی ہاتھ کی لکیریں بتا رہی ہیں کہ آپ ہر وقت صحت مندی کے لئے کوشاں رہیں گے۔

یہ کیل تو آج ضرور ٹھوکوں گا

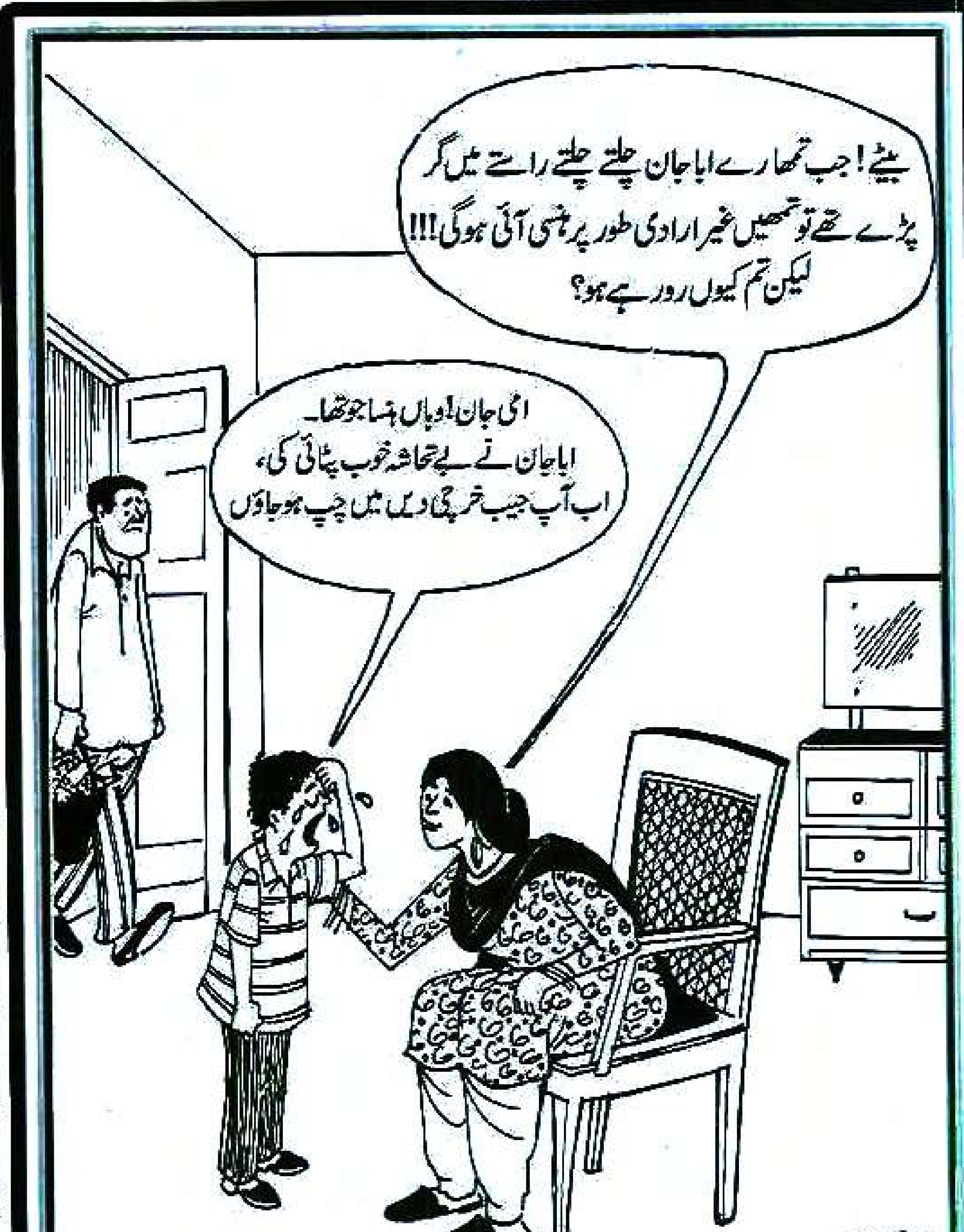
بیٹے! جب تمہارے ابا جان چلتے چلتے راستے میں گر
پڑے تھے تو تمہیں غیر ارادی طور پر ہنسی آئی ہوگی!!!
لیکن تم کیوں رو رہے ہو؟
امی جان! وہاں ہنسا جو تھا۔
ابا جان نے بے تحاشہ خوب پٹائی کی،
اب آپ جیب خرچ دیں میں چپ ہو جاؤں

یہ صحیح ہے کہ الماری میں عمدہ عمدہ کپڑے بھرے
پڑے ہیں، لیکن نئی ساڑی اس لیے لانے کے لیے کہہ
رہی ہوں کہ یہ کپڑے محلّے کی ساری عورتوں نے
دیکھ لیے ہیں۔
بیگم اگر صرف یہی مجبوری کا سبب ہے تو پھر ہم
کیوں نہ یہ محلّہ ہی بدل دیں ۔۔
ابّو! پہلے بھی تو دروازوں اور دیواروں پر
میخیں ٹھونکتا تھا، آپ نے کبھی منع نہیں
کیا اور نہ سزا دی۔
بیٹا، پہلے کرائے کا مکان تھا۔
اب یہ اپنا مکان ہے۔

صبح

☆ پولیس: تمہیں کل صبح پانچ بجے پھانسی دی جائے گی یہ سن کر ملزم ہنسنا شروع کردیتا ہے۔ پولیس: تم ہنس کیوں رہے ہو؟ ملزم: میں تو اٹھتا ہی صبح دس بجے ہوں۔

وکیل

☆ استاد: کل اپنے والد کو لانا ان سے تمہاری تعلیم کے بارے میں مشورہ کرنا ہے۔ شاگرد: جناب! وہ فیس لئے بغیر کسی کو مشورہ نہیں دیتے کیونکہ وہ وکیل ہیں۔

ٹیلی فون ڈائریکٹری

☆ ایک بے وقوف لائبریری سے مطالعے کے لئے ایک کتاب لے کر گیا مگر دوسرے دن کتاب واپس کرتے ہوئے لائبریرین سے کہا: پہلی بار ایسی کتاب پڑھی جس میں بالکل مزا نہیں آیا۔ لائبریرین: مطالعے کے لئے ٹیلی فون ڈائریکٹری لے جانے والے بھی آپ پہلے فرد ہیں۔

ساتواں نمبر

☆ ایک دوست (دوسرے سے): آج میرا لکی ڈے تھا۔ میں صبح سات بجے سو کر اٹھا، دوپہر کو سات سو روپے سے دوستوں کو کھانا کھلایا اور شام سات بجے سات گھوڑوں کی ریس دیکھنے گیا۔ دوسرا دوست: تو یقیناً تمہارا گھوڑا ریس جیت گیا ہوگا۔ پہلا دوست نہیں! وہ ساتویں نمبر پر آیا۔

ڈنک

☆ استاد: تم شہد کی مکھی سے کیا سبق سیکھ سکتے ہو۔ شاگرد: جو شخص چھیڑے اسے ڈنک مار دو۔

مضبوطی

☆ ایک مریض خوشی خوشی ڈاکٹر کے پاس گیا اور کہا: اللہ کا شکر ہے کہ میں جلد صحت مند ہوگیا۔ ڈاکٹر: یہ سب میری دوا کا کرشمہ ہے۔ مریض: میں نے بھی بوتل پر لکھی تحریر پر سختی سے عمل کیا۔ ڈاکٹر: وہ کیا؟ مریض: بوتل کو مضبوطی سے بند رکھیں۔

نمونیا

☆ مریض: ڈاکٹر صاحب کیا آپ میری کھانسی اور زکام کو دور کر سکتے ہیں؟ ڈاکٹر: بالکل گھر جا کر خوب ٹھنڈے پانی سے نہاؤ، دہی کی لسی پیو، برف کا پانی اور آئس کریم کھاؤ میرے پاس آؤ۔ مریض: تو کیا اس سے میری کھانسی اور زکام ٹھیک ہوجائے گا؟ ڈاکٹر: نہیں اس سے نمونیا ہوجائے گا اور پھر میں نمونیا کا علاج کرلوں گا۔

دانت

☆ ڈاکٹر (مریض سے) اور سردی سے تمہارے دانت بھی بجتے ہوں

گے۔ مریض: جی نہیں جب بخار چڑھتا ہے اور سردی محسوس ہوتی ہے تو میں اپنے دانت اتار کر رکھ دیتا ہوں۔

پھول

☆ باغبانی کی تعلیم دیتے ہوئے استاد نے منصور سے دریافت کیا: ہر موسم میں تروتازہ پھول حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ منصور نے جواب دیا: جناب! کسی پھول بیچنے والے سے دوستی کرنی چاہیے۔

گال

☆ انسپکٹر (سپاہی سے) تم نے چور کو گرفتار کیا؟ سپاہی: چور گرفتار نہیں ہوسکا۔ اس کی انگلیوں کے نشان مل گئے ہیں۔ انسپکٹر: کہاں ہیں وہ؟ سپاہی: جی میرے گال پر۔

یقین

☆ کیا تم موت کے بعد زندگی پر یقین رکھتے ہو؟ مالک نے آفس بوائے سے سوال کیا۔ ہاں جناب بالکل۔ آؤ! کل جب تم اپنے دادا کے جنازے میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے تو وہ تمھاری تلاش میں یہاں آئے تھے۔

موٹر

☆ ایک جاگیردار کے بیٹے کو موٹر چلانے کا شوق ہوا۔ چلتے وقت اس نے باپ سے کہا: دعا کیجیے کہ میں صحیح سلامت واپس آجاؤں۔ باپ نے کہا: یاد رکھنا میری دعا صرف چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار کا ساتھ دے سکتی ہے اس سے زیادہ کا نہیں۔

وزن

☆ ایک دولت مند ایک شخص سے نہایت عاجزی سے التجا کر رہا تھا: اگر آپ اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کردیں تو میں آپ کو لڑکی کے وزن کے برابر سونا دوں گا۔ لڑکی کا باپ بولا: مجھے کچھ وقت دو۔ ان صاحب نے پوچھا: سوچنے کے لیے؟ جواب ملا: نہیں لڑکی کا وزن بڑھانے کے لیے۔

حال

☆ ایک عجیب دماغ پروفیسر کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ان کا بیٹا مل گیا۔ بیٹے نے سلام کیا تو پروفیسر صاحب نے کہا: ”وعلیکم السلام! بھئی کہو تمھارے باپ کا کیا حال ہے؟“

کار

☆ ایک صاحب کی کار راستے میں خراب ہوگئی۔ انھوں نے کار سڑک کے کنارے کھڑی کی۔ بونٹ اٹھایا اور کار کو چیک کرنے لگے۔ اچانک انھیں کھٹکا سا سنائی دیا۔ انھوں نے سر اٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک شخص گاڑی کے وہیل کیپ اتارنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ صاحب زور سے چیخے: ”یہ کیا کر رہے ہو۔“ چور نے آرام سے جواب دیا: ”چیخو نہیں، تم بیٹری لے لو، میں وہیل کیپ لے لیتا ہوں۔“

☆☆☆☆☆

مرغ سبزی

اجزاء: شلجم آدھا، گاجر دو عدد، گھی حسب ضرورت، نمک مرچ حسب پسند، سبز مرچ (کاٹ لیں) ایک عدد، سلاد چند پتے، پھلیوں کے بیج ایک پیالی، چٹنی تین چائے کے چمچے، چاول چار پیالی، مرغ آدھا کلو۔

ترکیب: گاجر، شلجم اور پھلیوں کے بیج الگ الگ ابال کر رکھ لیں۔ اس کے بعد گھی گرم کر کے ابلا ہوا مرغ کا گوشت اس میں ڈال کر اچھی طرح بھون کر براؤن کر لیں۔ اب ایک ایک کر کے ابلی ہوئی چیزیں اس میں ڈال دیں۔ سرخ اور سبز مرچیں بھی شامل کر لیں، نمک اور چٹنی ڈال کر پکنے دیں۔ ابلے ہوئے چاولوں کے ساتھ کھائیں۔

ثابت مصالحے کا گوشت

اجزاء: بغیر ہڈی کا گوشت آدھا کلو، سیاہ مرچ پچیس گرام، لونگ الائچی پچیس گرام، لہسن ایک پوتی، زعفران تھوڑا سا، سوکھا دھنیا پچیس گرام، پیاز ڈھائی سو گرام، گھی ڈھائی سو گرام، دہی ڈھائی سو گرام۔

ترکیب: ادرک کو باریک کاٹ لیں، دھنیا کو ہلکا سا کوٹ لیں، پیاز کاٹ کر گھی میں براؤن کر لیں اور پھر گوشت اور سارے ثابت مصالحے ڈال کر اتنا پانی ڈالیں کہ گوشت نیم گل جائے۔ اب اس میں دہی ڈال کو بھونیں اور ساتھ ساتھ لہسن کو پیس کر تھوڑا سا پانی ملا کر پیسٹ بنا لیں اور بھوننے کے ساتھ ساتھ تھوڑا لہسن کا پانی بھی ڈالتے جائیں۔ جب اچھی طرح گوشت بھن جائے تو زعفران کو پیس کر کیوڑے میں حل کر لیں اور گوشت پر ڈال دیں اور دم پر رکھ دیں دس منٹ بعد ڈھکن کھولیں، خوشبودار مزیدار گوشت تیار ہے۔ اس گوشت میں پانی نہیں رہنا چاہیے گھی اور مصالحے سب علیحدہ نظر آئیں۔

پشاوری سالن

اجزاء: گوشت آدھا کلو، گھی آدھا پاؤ، آلو ایک پاؤ، لہسن ادرک دو چائے کے چمچ (پسے ہوئے)، ہلدی ایک چائے کا چمچ، پیاز ایک پاؤ، دہی ایک پاؤ، ٹماٹر ایک پاؤ، سرخ مرچ ایک چائے کا چمچ (پسی ہوئی)، نمک ایک چائے کا چمچ۔

ترکیب: گوشت کے پارچے کر لیں۔ سارے مصالحے پیس کر دہی میں ڈال دیں۔ اب یہ مصالحے دار دہی گوشت میں لگا دیں اور ایک گھنٹہ میرینیٹ کریں۔ اب گوشت دہی اور مصالحوں کی وجہ سے جلد گلنے کے قابل ہو جائے گا۔ اب کسی چوڑے برتن یا فرائی پین میں آدھا گھی گرم کر کے مصالحے لگا ہوا گوشت اس طرح ڈالیں کہ پارچے برابر برابر بچھے ہوئے ہوں۔ آلو، ٹماٹر کے ٹکڑے بنا کر گوشت کے ان پارچوں کے اوپر رکھ دیں۔ اسی طرح پیاز کے لچھے، آلو ٹماٹر کے ٹکڑوں کی تہہ پھر پیاز کے لچھے۔ اب بقیہ گھی ڈال دیں۔ پھر تھوڑا تھوڑا پانی آہستہ آہستہ فرائی پین میں ڈالیں تاکہ گوشت، آلو، ٹماٹر گل جائیں اور تہہ خراب نہ ہوں۔ اب اس برتن یا فرائی پین کو اوون میں رکھ دیں۔ کچھ دیر کے بعد فرائی پین کھول کر دیکھیں اگر پانی خشک ہو گیا

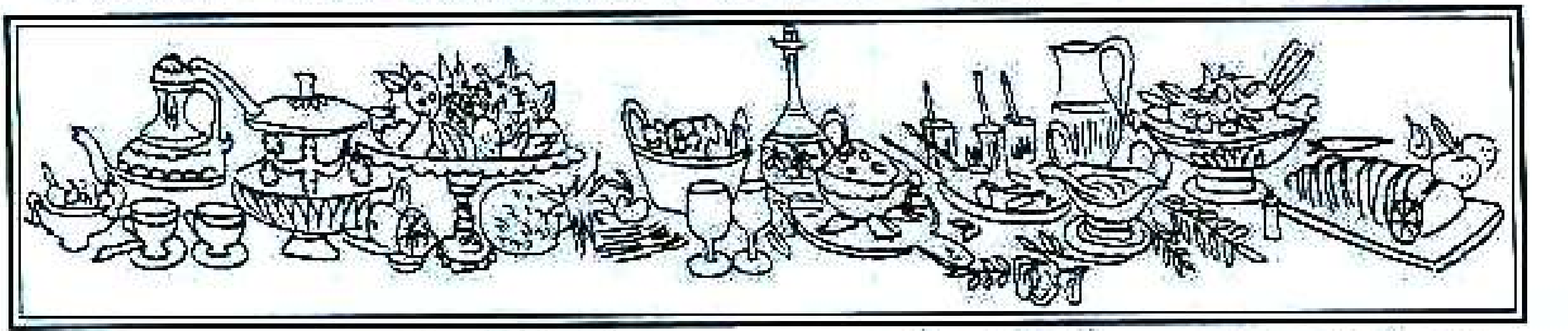

ہو اور گوشت گل گیا ہو تو سالن تیار ہے۔ اگر پانی خشک ہو گر پارچے گلے نہ ہوں تو مزید ایک پیالی پانی ڈال کر ہلکی آنچ کر کے پکائیں۔ پھر دیکھیں جب پارچے گل گئے ہوں تو پشاوری سالن تیار ہے۔

کھجور ڈیلائٹ

اجزاء: کھجور دس سے بارہ عدد، بادام دس سے بارہ عدد، کریم آدھا کپ، چینی دو کھانے کے چمچ، پسا کھوپرا دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: کھجور کی گٹھلی نکال کر بادام رکھ دیں۔ کریم میں چینی مکس کریں پھر کھجور کے اوپر اور اندر ڈال دیں اور پھر کھوپرا چھڑک کر ٹھنڈا کریں اور پیش کریں۔

مٹن مصالحے دار کڑاھی

اجزاء: بکرے کا گوشت ایک کلو، نمک ڈیڑھ چائے کا چمچ، ادرک لہسن کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، ٹماٹر آدھا کلو، ہری مرچ آٹھ عدد، لال مرچ دو چائے کے چمچ (پسی ہوئی)، گھی یا تیل آدھا کپ، ہرا دھنیا آدھی گٹھی، ادرک دو انچ کا ٹکڑا (کٹی ہوئی)، سفید زیرہ دو کھانے کے چمچ (بھنا اور کٹا ہوا)۔

ترکیب: پہلے بکرے کے گوشت کو دو کپ پانی اور آدھا چائے کا چمچ نمک کے ساتھ ابال لیں۔ اب اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ شامل کریں اور ڈھک کر دس منٹ تک پکائیں۔ پھر اس میں ٹماٹر اور ہری مرچ ڈال کر دس منٹ کے لیے ڈھک دیں۔ اب اس میں پسی لال مرچ، نمک اور گھی یا تیل ڈال کر بھون لیں، یہاں تک کہ گوشت گل جائے۔ پھر اس میں ہرا دھنیا، ادرک اور سفید زیرہ ڈال دیں اور نان کے ساتھ سرو کریں۔

فرائیڈ چکن بروسٹ

اجزاء: مرغی دو عدد، نمک چار کھانے کے چمچ، ادرک لہسن پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، پانی حسب ضرورت، بیکنگ پاؤڈر دو کھانے کے چمچ، ہری مرچ کا پیسٹ تین کھانے کے چمچ۔

کوٹنگ کے لیے: میدہ دو کپ، نمک ایک کھانے کا چمچ، کارن فلور آدھا کپ، سفید مرچ ایک کھانے کا چمچ۔

ترکیب: ایک پیالے میں پانی لیں اتنا کہ چکن ڈوب جائے اور اس میں نمک، بیکنگ پاؤڈر، ادرک لہسن اور ہری مرچ کا پیسٹ شامل کرلیں۔ مرغی کو اس میں ڈال کر میرینیٹ کرنے کے لئے رکھ دیں چار سے پانچ گھنٹے تک۔ اب مرغی نکال لیں اور اس میں سے پانی نکل جانے دیں یعنی خشک کرلیں۔ میدہ، کارن فلور، نمک اور سفید مرچ مکس کر کے اس کی کوٹنگ کریں۔ اب تیل گرم کر کے ڈیپ فرائی کرلیں۔ لذیذ اور کرسپی بروسٹ تیار ہے۔ سرو کیجئے اور انجوائے کیجئے۔

☆ کریم یا ملائی میں اگر تھوڑی سی چینی ڈال دی جائے تو یہ جلد کھٹی نہیں ہوتی ہے۔

☆ اگر لوکی کاٹ رہے ہوں تو انہیں فوراً پانی میں بھگوتے جائیں ورنہ یہ سیاہ ہو جائے گی۔

☆ پھٹے ہوئے دودھ کو جلا کر کھویا بنایا جاسکتا ہے۔

☆ اگر اخروٹ کو ایک دو روز فریز میں رکھ کر توڑیں تو اس کی گری بالکل ثابت نکل آتی ہے۔

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا ترجمہ

یکم فروری 2022ء ۔۔۔ 28 فروری 2022ء   ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے "شعبہ تجہیز و تکفین" کے اندراج کے مطابق ترجمہ کر کے شائع کیے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-1	یکم فروری 2022ء	غلام حسین رابڈیا	70 سال
-2	2 فروری 2022ء	خدیجہ محمد صدیق پٹیل زوجہ حاجی محمد الیاس جاگڑا	69 سال
-3	3 فروری 2022ء	فیروزہ عبدالستار کھانانی زوجہ عزیز پولانی	70 سال
-4	4 فروری 2022ء	امان اللہ موسیٰ پاریکھ	75 سال
-5	4 فروری 2022ء	فریدہ اللہ رکھا کاپڑیا زوجہ رحمت اللہ	76 سال
-6	5 فروری 2022ء	زینب حاجی محمد حاجی غنی جاداوالا زوجہ عبدالعزیز عیسیٰ موتی	84 سال
-7	5 فروری 2022ء	فیروزہ اسماعیل ملوانی	65 سال
-8	5 فروری 2022ء	امان اللہ محمد علی دودھکی	73 سال
-9	7 فروری 2022ء	عبدالعزیز سلیمان کاپڑیا	87 سال
-10	7 فروری 2022ء	خیر النساء حاجی عمر کھانانی زوجہ حاجی ہارون بھوت	78 سال
-11	9 فروری 2022ء	شیربانو عبدالستار سوجرا زوجہ ابا علی اسماعیل سوجرا	73 سال
-12	9 فروری 2022ء	عبدالغفار حاجی سلیمان شریف باجوڑوالا	64 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-13	10 فروری 2022ء	یعقوب سلیمان چھٹی	64 سال
-14	12 فروری 2022ء	محمد ہارون سلیمان کوڈوادی	85 سال
-15	12 فروری 2022ء	تہمیدہ ابا عمر موساتی زوجہ محمد حنیف دوجکی	51 سال
-16	13 فروری 2022ء	سائرہ عبدالستار موٹن زوجہ ابا قاسم ایدھی	55 سال
-17	13 فروری 2022ء	حور بائی عبدالرحمٰن جالنا والا زوجہ ولی محمد ایدھی	84 سال
-18	14 فروری 2022ء	فاطمہ محمد عمر پیدھا زوجہ عبدالرحمٰن	52 سال
-19	15 فروری 2022ء	حاجی محمد حنیف حاجی موسیٰ پنکھیڑا	69 سال
-20	15 فروری 2022ء	ہارون رشید موسیٰ کیسوویا	74 سال
-21	17 فروری 2022ء	حاجی امان اللہ عبدالستار چکلہ	78 سال
-22	19 فروری 2022ء	محمد یونس حاجی عبداللہ (ممعفرا) دوجکی	75 سال
-23	20 فروری 2022ء	زیب النساء عثمان حبیب جانگڑا زوجہ عبدالشکور	67 سال
-24	25 فروری 2022ء	محبوب علی علی محمد میسوروالا	70 سال
-25	28 فروری 2022ء	حاجرہ بی بی آدم زوجہ حاجی قاسم جانگڑا	90 سال

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

دفتری اوقات

بانٹوا میمن برادری کو مطلع کیا جاتا ہے کہ 6 جون 2020ء سے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے دفتری اوقات درج ذیل کر دیئے گئے ہیں۔

پیر تا جمعرات اور ہفتہ : دوپہر 1:00 بجے سے رات 9:00 بجے تک

جمعۃ المبارک دوپہر 3:00 بجے سے رات 9:00 بجے تک

اتوار اور عام تعطیلات کے دنوں میں جماعت آفس بند رہے گا

اعزازی جنرل سیکریٹری

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کچھی منگنی

FEBRUARY 2022

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Muhammad Adil Muhammad Yousuf Tayyab Bhuri with Ansa Abdul Wahab Haji Abdul Razzaq Sheikh	07-02-2022
2	☆.....Mudassir Muhammad Hanif Hafiz Dawood Bilwani with Maira Ibrahim Akbar Miyan Syed	09-02-2022
3	☆.....Usama Muhammad Rafiq Rehmatullah Moosani with Sabahat Abdul Ghaffar Muhammad Qureshi	12-02-2022
4	☆.....Abdul Samad Muhammad Qasim Essa Kasbati with Syeda Nadia Noor-ul-Hasan Ali Hussain Yousuf Zai	14-02-2022
5	☆.....Muhammad Salman Abdul Samad Abdul Aziz Mandvia with Mehrunnisa Hanif Noor Muhammad Mansoori	19-02-2022

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

Printed at: **Muhammed Ali — City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437
Honorary Editor: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
Published by: **Muhammad Iqbal Billoo Siddiq Akhawala**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Muhammad Talha Pir Muhammad Yousuf Makna with Hareem Abdul Junaid Abdul Aziz Mirajwala	18-02-2022
23	☆.....Talha Abdul Razzaq Rehmatullah Advani with Ayesha Muhammad Ashfaq Muhammad Siddiq Afinwala	20-02-2022
24	☆.....Ahsan Muhammad Amin Haji Qasim Dharawadwala with Quratulain Navaid Ghulam Hussain Nini	20-02-2022
25	☆.....Muhammad Hamza Muhammad Nasir Adam Kasbati with Baby Kashaf Abdul Waheed Yousuf Mullara	25-02-2022
26	☆.....Ahmed Muhammad Iqbal Haji Umar Balagamwala with Hafsa Muhammad Asif Abdul Sattar Jangda	25-02-2022
27	☆.....Huzaifa Muhammad Ashfaq Muhammad Yousuf Mitiwala with Umaima Danish Muhammad Haroon Millwala	25-02-2022
28	☆.....Ahsan Muhammad Amin Abdul Aziz Jangda with Uzma Zahid Muhammad Younus Navadia	25-02-2022
29	☆.....Shahzad Muhammad Hanif Muhammad Hussain Osawala with Maria Muhammad Ibrahim Muhammad Usman Sakarwala	25-02-2022
30	☆.....Muhammad Faisal Muhammad Anis Abdul Razzaq Samla with Farina Muhammad Zubair Haji Ziker Bhutkia	27-02-2022
31	☆.....Ahsan Abdul Rehman Abdul Sattar Ajakia with Rabiya Muhammad Farooq Hashim Shahpurwala	27-02-2022
32	☆.....Shehzad Ghulam Dastagir Haji Aziz Kaya with Sara Kamran Muhammad Iqbal Machiyara	27-02-2022
33	☆.....Muhammad Riaz Abdul Sattar Ismail Kudiya with Maira Muhammad Ashraf Muhammad Hanif	28-02-2022

S.NO	NAMES	DATE
36	☆......Abdul Basit Muhammad Aslam Abdul Sattar Sandhiawala with Areesha Khurram Haji Abdul Razzak Suriya	22-02-2022
37	☆......Shaheer Muhammad Sohail A. Latif Panwala with Nehl Nadeem Haji Abdul Aziz Kodvavwala	23-02-2022
38	☆......Shariq Munaf Rehmatullah Gandhi with Rumaisa Muhammad Junaid Abdul Majeed Bega	23-02-2022
39	☆......Muhammad Furqan Muhammad Amin Rehmatullah Kasbati withTooba Muhammad Aftab Muhammad Siddiq Gung	23-02-2022
40	☆......Mohsin Raza Aftab Ahmed Muhammad Siddiq Ghusla with Marwa Sohail Abdul Rehman Khanani	25-02-2022
41	☆......Muhammad Yousuf Muhammad Haroon Haji Muhammad Bikiya with Samra Muhammad Shoaib Muhammad Siddiq Kesodia	25-02-2022
42	☆......Ahmed Muhammad Arif M. Ilyas Nini with Romaisha Abdul Rauf Aba Tayyab Gadagwala	25-02-2022
43	☆......Samnan Ahmed M. Yaseen Aba Umer Kodvavwala with Eman Abdul Qadir Aba Ali Madraswala	26-02-2022

خوش رہا کریں اور خوشیاں بانٹیں۔ آپ کی خوشیوں کے ساتھ ساتھ

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

S.NO	NAMES	DATE
24	☆......Haris Muhammad Aslam Muhammad Ahmad Saranpipriwala with Jaweria Abdullah Suleman Arnejwala	11-02-2022
25	☆......Ali Zahoor Haji Abdul Rehman Kasbati with Hira Altaf Hussain Muhammad Phoolwala	12-02-2022
26	☆......Muhammad Furqan Muhammad Wasim Muhammad Younus Khanani with Uswa Aamir Muhammad Younus Balagamwala	14-02-2022
27	☆......Muhammad Ali Usman Abdul Sattar Sorathia with Mehak Fatima Muhammad Yaqoob Haji Muhammad Kapadia	15-02-2022
28	☆......Bilal Jawed Ahmed Jawed Moosa Madraswala with Aisha Muhammad Yousuf Haji Habib Jangda	15-02-2022
29	☆......Muhammad Faraz Muhammad Hanif Jan Muhammad Khanani with Wajiha Altaf Hussain Jan Muhammad Kasbati	15-02-2022
30	☆......Muhammad Usama Muhammad Rizwan Abdul Razzak Samana with Ariba Altaf Tar Muhammad Jangda	15-02-2022
31	☆......Muhammad Bilal Siraj AbuBaker Moosani with Areeba Ashfaq Ahmed Yaqoob Badi	15-02-2022
32	☆......Muhammad Mubin Muhammad Iqbal Abdul Karim Thaniyanawala with Nawaal Muhammad Nasir Abdul Ghaffar Katiya	16-02-2022
33	☆......Yahya Muhammad Tariq Abdul Ghaffar Balagamwala with Hibbah Abdul Rasheed Rehmatullah Durvesh	16-02-2022
34	☆......Muhammad Umer Abdul Aziz Muhammad Siddiq Akhawala with Aisha Muhammad Zubair Ali Muhammad Hadmaria	21-02-2022
35	☆......Muhammad Shoaib Muhammad Shahzad Jan Muhammad Ghaniwala with Haram Muhammad Jawed Muhammad Ismail Parekh	22-02-2022

S.NO	NAMES	DATE
11	☆.....Muhammad Hussain Jahangir Aba Ali Suriya with Humaira Amir Bashir Dandia	07-02-2022
12	☆.....Ahsan Abdul Rehman Abdul Sattar Ajakia with Rabiya Muhammad Farooq Hashim Shahpurwala	08-02-2022
13	☆.....Muhammad Sajid Muhammad Hanif Abdul Sattar Bhuri with Raifa Rafiq Muhammad Moosa Khanani	08-02-2022
14	☆.....Muhammad Usama Aslam Ismail Bhuri with Sundas Noman Muhammad Iqbal Bikiya	08-02-2022
15	☆.....Muhammad Ahmed Junaid Muhammad Iqbal Sherdiwala with Mariam Iqbal Rehmatullah Moosani	09-02-2022
16	☆.....Muhammad Ahmed Muhammad Munir Aba Umer Bikiya with Mahnoor Muhammad Qazzafi Muhammad Rafiq Rafadawala	09-02-2022
17	☆.....Muhammad Shakeel Abdul Majeed Abdul Aziz Andha with Uraiba Muhammad Shoaib Suleman Adhi	09-02-2022
18	☆.....Wasim Muhammad Shoaib Suleman Adhi with Aisha Abdul Majeed Abdul Aziz Andha	09-02-2022
19	☆.....Muhammad Hunain Ghulam Mohiuddin Muhammad Hussain Moon with Mehak Muhammad Ashfaq Muhammad Iqbal Sheikha	09-02-2022
20	☆.....Haseeb Muhammad Farooq Abdul Sattar Kapadia with Iqra Muhammad Feroz Abdul Rauf Bochia	10-02-2022
21	☆.....Muhammad Owais Abdul Rauf Muhammad Younus Moti with Anum Razzak Qasim Katira	10-02-2022
22	☆.....Abdul Samad Arif Yousuf Mandhai with Haram Muhammad Ilyas Tayyab Silat	10-02-2022
23	☆.....Muhammad Ali Muhammad Yousuf Hussain Khatki with Aniqa Muhammad Ali Ibrahim Jangda	11-02-2022

FEBRUARY 2022

S.NO	NAMES	DATE
1	☆-----Muhammad Daniyal Abdul Razzak Aba Umer Adhi with Hoor Muhammad Salim H. Yousuf Adhi	01-02-2022
2	☆-----Fahad Fayaz Muhammad Iqbal Moon with Farkhunda Muhammad Hanif Ismail Manodrawala	01-02-2022
3	☆-----Ali Aamir Muhammad Ilyas Kaliya with Kanwal Abdul Razzak Zakaria Mithani	01-02-2022
4	☆-----Muhammad Jazid Abdul Mutalib Abdul Aziz Sheikh with Maham Muhammad Irfan Muhammad Siddiq Gung	02-02-2022
5	☆-----Muhammad Umair Muhammad Siddiq Rehmatullah Dojki with Nimra Muhammad Irfan Muhammad Yakoob Aaka	02-02-2022
6	☆-----Muhammad Hammad Muhammad Faisal Ahmed Nini with Noor-ul-Huda Muhammad Yakoob Haji Aba Umer Polani	02-02-2022
7	☆-----Saad Abdul Rauf Abdul Sattar Adhi with Aiman Muhammad Amin Haji Siddiq Khanani	02-02-2022
8	☆-----Muhammad Ibrahim Muhammad Altaf Abdul Sattar Moon with Sara Faris M. Ilyas Badi	03-02-2022
9	☆-----Muhammad Farooq Muhammad Yaseen Muhammad Siddiq Nini with Anum Muhammad Yaseen Rehmatullah Thaplawala	03-02-2022
10	☆-----Zeeshan Ali Ghulam Hussain Aba Ali Fattani with Muskan Muhammad Shahid Muhammad Saleem Daruwala	04-02-2022

? તેની સમજુતી આપવાની હવે જરૂરત બાકી રહી નથી. જ. ચુંદરીગરે મુસ્લિમોને સ્પષ્ટ શબ્દોમાં કહ્યું હતું કે જુઓ યાદ રાખજો કે અંગ્રેજો આપણને પાકિસ્તાન આપવાના નથી, અને આપણે તેમના આપેલા 'પાકિસ્તાન'ને કાયમ રાખી શકીશું નહી. 'પાકિસ્તાન' તો આપણે આપણી શકિતથી, આપણી યોગ્યતાથી મેળવવાનું છે, અને એજ 'પાકિસ્તાન' આપણે કાયમ રાખી શકીશું.

કેટલાક માણસો કાઈદે આઝમ ઉપર ટીકા કરે છે કે તેઓ કોઈ રચનાત્મક પગલું ભરતા નથી, કિંતુ શું કોઈ અફસર પોતાના સૈનિકોને વ્યવસ્થિત અને શસ્ત્ર-સજ્જ કર્યા વિના તેમને સમરભૂમિમાં ઉતરવાની હાકલ કરી શકે ? એમ કરે તો તેનું પરિણામ અધોગતિ અને વિનાશ સિવાય શું આવી શકે ? સૌ મુસલમાનોને તૈયાર થવું જરૂરી છે, અને એવા પ્રકારની તૈયારીમાં નીમગ્ન થવું જોઈએ, જેની આપણા પૂર્વજોએ આપણી સામે મીસાલો રજૂ કરી છે. આ પૂર્વજોએ ગરમ રેતી ઉપર ઉઘાડા શરીરે સૂઈને, પથ્થરોનો માર સહન કરીને તેમજ અનેક અત્યાચારો ઈસ્લામ માટે સહન કરીને આપવા માટે કુરબાનીઓના રસ્તા દેખાડયા છે, અને એમ સુચવ્યું છે કે સમય આવે ઈસ્લામ માટે ગમે તેવી મોટી કુરબાની આપતાં આપણે અટકાવું ન જોઈએ.

મુસલમાનોને બે વસ્તુઓની જરૂરત છે, એક કુરબાનીની ધગશ અને બીજી ઈમાનની કુવ્વત. જ્યારે આ બંને વસ્તુઓ મુસલમાનોમાં ભેગી થઈ જશે તો તેઓ દરેક કુરબાની આપવાને હંમેશા તૈયાર હશે. મુસલમાનો સામે કાઈદે આઝમ જ. મોહમ્મદઅલી જિન્નાહે એક ધ્યેય રજૂ કર્યો છે અને તે જરૂર જ મુસલમાનો લડીને પણ પ્રાપ્ત કરશે અને પોતાના પૂર્વજોના જીવનમાંથી પ્રેરણા લઈને દરેક કુરબાની કરશે અને પોતાની યોગ્યતા મુજબ સાથ આપશે.

મુસમલાનોને સમજવું જોઈએ કે હવે તે સમય બહુ જ નજીક છે, જ્યારે બ્રિટીશ સરકાર 'પાકિસ્તાન'ની માંગણીનો છડેચોક અસ્વીકાર કરશે, કારણ કે 'પાકિસ્તાન'ની માંગણીનો તે સ્વીકાર કરે તો તેને માટે હિંદુસ્તાનમાં રહેવાની જોગવાઈ રહેતી નથી અને તેથીજ બ્રિટીશ સરકાર ચાહે છે કે મધ્યસ્થ સરકાર કાયમ રહે, બંને કોમોમાં ઝગડાઓ થાય અને તે સુલેહ કરાવવા અને સંપ રાખવાના બહાને હિંદુસ્તાનમાં ચીટકી રહે.

જ. ચુંદરીગરે અમુક વિસ્તારોમાં જ્યાં મુસ્લિમો લઘુમતીમાં છે તેમના વિષે કહેતા જણાવ્યું કે દાખલા તરીકે આપણે મુંબઈના મુસમલાનો મુંબઈમાં જ રહીશું. કિંતુ આપણને અંગ્રેજોના રક્ષણની આવશ્યકતા નહિ રહે બલ્કે આપણા 'પાકિસ્તાન'વાળા ભાઈઓ આપણા હક્કોનું રક્ષણ કરશે, અને એજ પ્રમાણે 'પાકિસ્તાન'ના હિંદુઓનું રક્ષણ હિંદુસ્તાનના હિંદુઓ કરશે.

જ. ચુંદરીગરની તકરીર પછી જ. મુસાજી પટેલ, જ. મુનશી ફતેહખાન, જ. ફુરેડ, જ. મીરઝા અખ્તર બેગ વગેરે વકતાઓએ તકરીરો કરી હતી, અને મુસલમાનોને "પાકિસ્તાન" મેળવવાની તૈયારીઓ કરવાનો આગ્રહ કર્યો હતો.

'વતન ગુજરાતી'

તા. ૧લી રબીઉલ આખર હીજરી ૧૩૬૩

રવિવાર ૨૬મી માર્ચ ૧૯૪૪

પાકિસ્તાન દિન નિમિત્તે જ. ઈસ્માઈલ ઈબ્રાહીમ ચુંદરીગરની ઐતિહાસિક પ્રવચન

મુંબઈમાં પાકિસ્તાન દિન

જ. આઈ. આઈ. ચુંદરીગર સાહેબની તકરીર

મુંબઈ પ્રાંતિક મુસ્લિમ લીગ તરફથી ગઈ રાતના તા. ૨૩મી માર્ચે કેસર બાગમાં જ. ચુંદરીગરના પ્રમુખપદ હેઠળ 'પાકિસ્તાન-ડે' ઉજવવામાં આવ્યો હતો જેમાં હજારોની સંખ્યામાં મુસ્લિમ ભાઈઓએ હાજરી આપી. 'પાકિસ્તાન' પ્રત્યેનો પોતાનો અસીમ ઉત્સાહ રજુ કર્યો હતો. જ. ચુંદરીગરે પોતાની તકરીરમાં જણાવ્યું કે આજથી ૪ વર્ષ પહેલાં લાહોરમાં અખિલ હિંદુ મુસ્લિમ લીગે 'પાકિસ્તાન'નો ઠરાવ મંજુર કર્યો હતો. આ પહેલો જ મોકો હતો જ્યારે હિંદુસ્તાનના તે વિસ્તારોમાં જ્યાં મુસ્લિમોની બહુમતી છે, ત્યાં મુસ્લિમોએ પોતાની સ્વતંત્ર હુકુમત સ્થાપવાનો મક્કમ નિર્ધાર કર્યો. તે અગાઉ મધ્યસ્થ સરકારમાં અમુક માંગણીઓની કબુલાત ઉપર જ મુસલમાનોની રાજકીય પ્રવૃત્તિઓ અવલંબિત હતી.

જ. ચુંદરીગરે જણાવ્યું કે કાઈદે આઝમ જ. મોહમ્મદઅલી જિન્નાહની એમ તો અનેક સેવાઓ છે અને તેમણે મુસલમાનો માટે કેટલાએ કામ કર્યા છે કીંતુ તેમની મોટામાં મોટી સેવા તો એજ છે કે તેમણે મુસલમાનો સામે અલગ સ્વતંત્ર રાજયનું ધ્યેય રજુ કર્યું અને તે મેળવવા માટે મુસલમાનોને એકત્રિત કર્યા. તેમનું સંગઠન કર્યું અને આઝાદ હિંદમાં મુસ્લિમ આઝાદ રહે તે માટે મુસ્લિમોને જાગૃત કર્યા.

કાઈદે આઝમે હિંદુ નેતાઓના નિવેદનોથી સિદ્ધ કર્યું છે કે પાકિસ્તાન હિંદુ અને મુસ્લિમો બંને માટે સ્વતંત્રતાનો સંદેશો છે. લાલા લજપતરાયે સી. આર. દાસને પત્ર લખ્યો હતો જેમાં આશ્ચર્ય વ્યકત કર્યું હતું કે મુસલમાનો કેવી રીતે મધ્યસ્થ સરકારમાં ભાગ લેવા રાજી થઈ ગયા ?

જ. ચુંદરીગરે યુરોપના ઈતિહાસનું ઉદાહરણ ટાંકી જણાવ્યું કે યુરોપમાં કેટલાક વર્ગો અને જાતિઓએ હુકુમત કરી હતી, અને પોતપોતાની રીતે સત્તા જમાવી હતી પરંતુ સમય જતાં એ સૌ વર્ગો અને કોમો અરસપરસ ગુંથાઈ ગઈ અને હવે તેમાંની એકનો પણ પત્તો મળતો નથી, એથી ઉલ્ટું હિંદુસ્તાનમાં મુસલમાનો ૧ હઝાર સાલથી વસવાટ કરે છે, કિંતુ તેઓ હિંદુઓમાં મળી ગયા નથી, અને હિંદુઓ તેમનામાં મળી ગયા નથી, તેનું શું કારણ છે ? ફકત એજ કે બંનેની સંસ્કૃતિ, રહેણીકરણી, આચાર, વિચાર, ધાર્મિક અને સામાજીક ભાવનાઓ અને કાનૂનો એકમેકથી બીલકુલ અલગ છે અને તેથી જ યુરોપની જેમ અહીં હિંદુસ્તાનમાં આ બંને કોમો સદીઓના સહવાસ છતાં પણ એકબીજામાં ભેળવાઈ નથી ગઈ.

જ્યારે આ બંને કોમો એકમેકથી બીલકુલ અલગ છે, અને પોતાની દૈનિક જીંદગીમાં પણ એકતા સાધી નથી શકતી, ત્યારે એ અસંભવિત છે કે ભૌગોલિક એકતાની અલ્પ દલીલથી તેમનામાં એકતા અને સમાનતાનો ખ્યાલ ઉત્પન્ન થાય, આજે ચાર વર્ષ થયા છે કે મુસ્લિમો સામે જ નહીં કિંતુ જગત સામે મુસ્લિમ લીગે 'પાકિસ્તાન' મેળવવાનો પોતાનો નિશ્ચર્ય જાહેર કરી દીધો છે, અને આજે દરેક મુસ્લિમ જાણે છે કે 'પાકિસ્તાન'નો અર્થ શું છે

તે પણ બંધ કરી દેવામાં આવી છે. નાના ઝાપાને તોડી પાડવામાં આવેલ છે તેના બવરની હાલત કાંઈક ઠીક છે દુકાનો, મકાનો મોજુદ છે. ખાયવાલા હકીમ સાહેબ જ્યાં દવાખાનું રાખેલ હતા તે મકાન પણ સલામત છે.

ત્યાંથી મદ્રસએ ઈસ્લામીયા તરફ ગયા જે બિલ્કુલ સારી હાલતમાં છે અને ત્યાં વિદ્યાર્થીઓ ભણી રહ્યા છે યતીમખાનાને કન્યાશાળામાં ફેરવી દેવામાં આવેલ છે. ખાસ નોંધવાની વાત બંને ઈમારતોની ઉદઘાટનક્રિયા જે જે ૧૯૧૬ તથા ૧૯૧૮માં શેઠ હુસેન કાસમ દાદા તથા દરબાર સાહેબ શેર બુલંદખાનજીના હસ્તે થઈ હતી જેની તકતીઓ પોતાની જગ્યાએ બરાબર લાગેલી છે શેઠ હુસેન કાસમ દાદાનો બગીચો (બાગ) પણ મોજુદ છે.

મસ્જીદોમાં ફકત જુમા મસ્જીદની હાલત કંઈક ઠીક કહી શકાય બાકીની હાલત સારી નથી બેઅદબી કરાઈ રહી છે. પેશાબ પાયખાના પડેલા હોય છે ભમરીયો કુવો પણ મોજુદ છે. બે-પાંચ મુસલમાનો સિવાય કોઈ જોવામાં આવેલ નહી. વેપાર ધંધાની પણ કોઈ સારી જોગવાઈ નથી. મોંઘારત અહીં આ જેવીજ છે. કોઈ કોઈ વસ્તુના ભાવ અતરેથી પાંચ-દસ ટકા ઓછા છે પણ આવક બહુજ ઓછીના કારણે જીવન ગુજરાન બહુજ મુશ્કીલ જેવો ગંભીર છે.

મુંબઈ પણ જે એક વખત મનહર નગરી તરીકે પ્રખ્યાત અને સાફ સફાઈમાં પોતાનું અલગ સ્થાન ધરાવતું હતું તે પણ બહુજ ખરાબ હાલતમાં છે. ઘણીજ વસ્તી અને સફાઈના અભાવે તેની સ્હામે આપણું કરાચી શહેર તેમને ઘણું જ સારૂં લાગ્યું. ત્યાં ખાવા-પીવાની, ઉઠવા-બેસવાની સગવડનો બહુજ અભાવ જેથી બહુજ અકળામણ થઈ.

સોનેરી વાતો

* મૌનને બુઝદિલી સમજનારા બેવકૂફ છે.
* શબ્દનો પ્રહાર માત્ર પ્રહારને પાત્ર વ્યકિત ઉપર જ કરો.
* અકસ્માત એક કસોટી છે, જેના પર માણસની હિંમત અને સમય સૂચકતાને પારખવામાં આવે છે.
* મનુષ્યનું ચારિત્ર્ય એવી માળા છે જેનું એક મોતી નીકળી જાય તો બધાં મોતીઓ વેરાઈ વિખરાઈ જાય છે.
* પછડાટથી બચવું હોય તો ઠોકર ખાવાથી બચો.
* કાયર સો વાર અને બહાદુર એક વાર મરે છે !
* ઘણા ઊંચા પર્વત ઉપરથી નહીં, ચીકણી માટીમાં લપસી પડે છે !
* નફરતથી બચતા રહો કેમકે જિંદગી ઘણી ટૂંકી છે.
* ભલાઈની ખુશ્બૂ પવનની વિરૂદ્ધ દિશામાં પણ પહોંચી જાય છે.
* વિનયતા એવું વૃક્ષ છે, જે હૃદયમાં ઊગે છે અને વાણી વડે ફળ આપે છે.
* સાંભળનાર બોલનાર કરતાં વધુ શેખે છે.
* ક્રોધ બુદ્ધિને ખાઈ જાય છે.
* મધ્યમાર્ગી કોઈનો મોહતાજ નથી થતો
* સીધી અને સાફ વાત કરવાથી નુકસાન ઓછું, લાભ વધારે થાય છે.
* તમે અગર કોઈનું બૂરૂં નથી કર્યું તો યાદ રાખો કોઈ તમારૂં પણ બૂરૂં કરી નહીં શકે.

***

ત્યાંથી તેઓ બાંટવા પુગા જ્યાં રેલ્વે સ્ટેશન તેજ જગ્યાએ જે હાલતમાં હતું તેજ હાલતમાં છે. હુસેન પુરાના બધા મકાનો જેમના તેમ છે અહી ભાઈઓનો વસવાટ છે. પોસ્ટ ઓફિસ કોહીનુર સીનેમા તેની સામે ભાઈ વલીમોહંમદ ટન વાલી હોટલ ચાલુ હાલતમાં જેમની તેમ છે. હાજી અ.હબીબ શેઠ કલકત્તાવાલાની હોસ્પિટલ જેમાં ડોકટર એમ.ડી. ખાન બેસતા હતા તે પણ મોજુદ પણ બંધ પડી છે.

હાજી કાસમ લવાઈનો પાલો મોજુદ છે ત્યાં હજી પણ લાકડાનો વેપાર થાય છે તેની બરાબરમાં તેઓએ બનાવેલ બિલ્ડિંગ પણ ઊભી છે અલબત્ત હાજી સુલેમાન નવટાંકીઆવાલો પાલો તોડી પાડવામાં આવેલ છે. ગોશ્ત માર્કેટ પણ મૌજુદ છે તેની બરાબરથી શરૂ થતી મીઠુમીયા પીરવાલી કબ્રસ્તાન સપાટ મેદાન બનાવી દેવાઈ છે ફકત મજુર મૌજુદ છે અને તે મેદાનને બસ સ્ટાન્ડ બનાવી લેવામાં આવેલ છે. મોહમેડન લાયબ્રેરી મોજુદ છે પણ તેનાં જે કિંમતી પુસ્તકો હતા તે એક પણ જોવામાં આવતા નથી અને તે હવે નગર પંચાયત (મ્યુનીસીપાલીટી)માં ફેરવી દેવાય છે ત્યાં હજી સુધી જન્મનોંધના રજીસ્ટર ૧૯૨૦થી તે પછીના મોજુદ છે તે અગાઉના નથી અને જન્મ સર્ટીફિકેટ ફકત બે રૂપિયાની નજીવી ફીસ ભરી તેજ વખતે મેળવી શકાય છે. શેઠ હાજી આદમ હુસેન કાસમ દાદાની બેઠક (યંગ મેમણ કલબ) પણ જેમની તેમ હજી સુધી ઊભી છે. બુખારી પીરવાલી કબ્રસ્તાનને બગીચામાં ફેરવી નાખવામાં આવેલ છે ફકત દરગાહ જોવામાં આવે છે.

મ્હોટાં ઝાંપાને તોડી પાડવામાં આવેલ છે અને ત્યાં કોઈ રોનક કે માણસોની આવક-જાવક નથી વખતે પાંચ-દસ માણસો જોવામાં આવે છે. ઝાપાના અંદરના બધા મકાનો મોટો બંગલો આગાસી ફરીયો શેઠ હુસેન કાસમ દાદાના રહેણાંકનો ભવ્ય મહેલ જેવો મકાન સાંકળી શેરી, નાનો બંગલો બધા તોડી પાડવામાં આવેલ છે ફકત મીનારાવાલી મસ્જીદ અને બાંટવા મેમણ અંજુમનવાલી કન્યાશાળા સિવાય બીજું કંઈ પણ જોવામાં આવતું નથી સપાટ મેદાન છે કાટમાળ પણ નહી.

ખડાવાળ તરફ બકાલા માર્કીટ જેમની તેમ છે. મ્હોટી છે મ્હોટી સ્કૂલ તથા હાજી અ.હબીબ શેઠ કલકત્તાવાલાએ બંધાવેલ મકાનો હાજી મુસા બીડીયાવાલી મસ્જીદ અંજુમનની ઝનાના હોસ્પિટલ કાળીયાવાસ તેમજ ખાટાવાડમાં શેઠ હાશમ હાજી અ.ગની બાલાગામવાલાએ તે વખતે બંધાવેલ બિલ્ડિંગ પણ મૌજુદ છે જ્યાં તેઓ જોવા માટે ગયા હતા ત્યાં સિંધના હીક ભાઈઓ રહે છે જેઓએ તેમને માનથી બોલાવેલ બેસાડેલ મીઠાઈ ખવરાવેલ ચા-પાણી પીવરાવેલ પણ દાઉદ મહાલ જેવી ભવ્ય ઈમારતનું પણ નામ નીશાન નથી.

ત્યાથી તળાવ (તરામે) તરફ ગયા ત્યાં હજી પંચોતેર ટકા મકાનો સલામત છે જેમાં ત્રીભોવનદાસ મંછારામ પંડયાની લુલીઆ સ્કૂલ તેની લાઇનમાં શેઠ મોહંમદ જુસબ જાંગડાએ બંધાવેલ બિલ્ડિંગ ગટર લાઈનના સીગ્નલ સ્ટોરીના મકાનો શેઠ હાજી આદમ હાજી પીરમોહંમદ ઈશાકવાલી બિલ્ડિંગને સ્ટીમરના નામથી મશ્હુર હતી તે બાઈ ખતીજા ફોદીવાલી બિલ્ડિંગ ત્યાં ઝુલેખાબાઈ પારેખવાલી બિલ્ડિંગ તેની સામે શેઠ અબાઉમર હાજી દાદા બામણા શાહવાલાઓની બિલ્ડિંગ જોવામાં આવી હતી. બાંટવા મેમણ જમાઅતનું ભવ્ય જમાતખાનું પણ સલામત છે ઘણા શેર તરફ અસ્લમપુરાના મકાનો સલામત છે કોર્ટ તેજ જગ્યાએ ચાલુ હાલતમાં છે તેના પાછળની કન્યાશાળા પણ ચાલુ હાલતમાં છે જેલ બંધ કરી દેવામાં આવી છે હવે કેદીઓને માણાવદર જેલમાં રાખવાનો બંદોબસ્ત કરાયો છે. જેલની બાજુમાં જે પોલીસ લાઈન હતી

આજનું બાંટવા

લખનાર : અબાઉમર લઠ્ઠ

જનાબ હાજી અ.સત્તાર હાશમ હાજી અ.ગની બાલાગામવાલા થોડા વર્ષો પહેલા ભારતનો પ્રવાસ કરી આવેલા હતા. તેઓ તક ઝડપી આપણી માતૃભૂમિ બાંટવા પણ જઈ આવ્યા. તેઓ જ્યાં જ્યાં જઈ શકયા છે તેનું વર્ણન કરેલ છે. આશા છે કે આપણી બિરાદરીના ભાઈ–બહેનોને જાણ માટે આ વાંચન જરૂર પસંદ આવશે એમ સમજી આ વર્ણન કરવાની કોશીશ કરેલ છે.

પોતાના આ પ્રવાસમાં તેઓ તારીખ ૩૦–૧૨–૮૦ના રાજકોટ પુગા તેમના જણાવ્યા મુજબ રાજકોટના સુધારા વધારા અને શહેરની પ્રગતિ જેમાં વેપાર ધંધા સાથે નવીન બાંધકામ (મલ્ટીસ્ટોરી બિલ્ડિંગો) સહિત સારી પ્રગતિ થઈ છે. તારીખ ૩૧–૧૨–૮૦ના તેઓ રાજકોટ મેમણ બોર્ડીંગ હાઉસની મુલાકાતે ગયા હતા જ્યાં તેઓ અભ્યાસ અર્થે તે વખતના બોર્ડર હતા. પોતાના તે વખતના ફોટાઓ, તે વખતની રહેણીકરણી તથા વ્યવસ્થા જેવીજ હાલત પણ જોઈ તેમને સંતોષ થયો. ફકત ફેરફાર એટલો થયો છે કે હવે ત્યાં ખાવા પીવાની સગવડ બંધ કરવામાં આવી છે. હાલમાં ત્યાં બેતાલીસ બોર્ડરો છે જે બધાય મેમણ બિરાદરીના અભ્યાસ અર્થે રહે છે અને ખાવા પીવાનો બંદોબસ્ત બહાર હોટલમાં કરેલ છે. હાલમાં આ જગ્યા એક કરોડ દસ લાખમાં મંગાય છે જે વ્યવસ્થાપકો વેચાણ કરવા વિચારી રહ્યા છે. અગવડ ફકત એ વાતની આવી રહી છે કે આ રકમ મેમણ બિરાદરીના લાભાર્થે અહીઆ જ ખર્ચાવી જોઈએ કે પૂરા ભારતમાં બોર્ડીંગ હાઉસની બિલ્કુલ બાજુમાં જ આકાશવાણી (રેડીયો સ્ટેશન) રાજકોટ બ્રોડકાસ્ટીંગ હાઉસ સ્થાપવામાં આવેલ છે.

ત્યાંથી તેઓ ગોંડલ થઈને જેતપુર ગયા જ્યાં વેપાર ધંધા તથા ડાઈગ અને પ્રિન્ટિંગની સારી પ્રગતિ જોઈ ખુશી થઈ ત્યાંથી તેઓ જુનાગઢ જવા રવાના થયા ત્યાં પણ સારી પ્રગતિ જોવામાં આવી. ખાસ કરીને જુની યાદગારોમાં દાતારની ટેકરી ડેમ તેમજ ત્યાંથી રોનક તેમને બહુ જ પસંદ આવેલ. ખાસ નોંધવાની વાત નવાબ સાહેબનો મહેલ જેમાં તેઓ રહેતા હતા જે આપણા વખતમાં જોવા મળ તો ન હતો તેનું નિરીક્ષણ કરવાની પણ તક મળી ગઈ. ખાસ કરીને તેમાં રહેવાની, બેસવા ઉઠવાની જગ્યા બહુ જ સારી હાલતમાં છે જ્યાં નવાબ સાહેબના મહેમાન તરીકે પૂરા કાઠિયાવાડના રાજરજવાડાઓના વડા આવી રહેતા (ઉતરતા) હતા સભાઓ અને રાજદ્વારી (રાજકીય) મીટીંગો યોજાતી હતી. ખાસ જોવા લાયક જગ્યાઓ છે.

ત્યાંથી તેઓ શાપુર પુગા જ્યાં કાઠિયાવાડમાં મ્હોટો હાઈડ્રો ઈલેકટ્રીક પાવર પ્રોજેકટ સ્થાપવામાં આવેલ જે આજુબાજુના પચાસ માઈલ સુધીના ગામોને ઈલેકટ્રીક પુગાવશે અને ખલીમાંથી તેલ કાઢવાના (સોલ્વન્ટ એકસ્ટન્સન) સ્થાપવામાં આવેલ છે જે બીજા ગામોમાં માણાવદરમાં પણ છે જે એક સફળ ઉદ્યોગ તરીકે કામ કરી રહ્યા છે ત્યાંથી તેઓ માણાવદર ગયા અહીંયા પણ સારી રોનક હતી. અહીં બે જીનીંગ ફેકટરીઓ કામ કરી રહી છે. ખાંભલાની જીનીંગ ફેકટરી બંધ કરી દેવામાં આવી છે.

ભલામણ કરી. બીજી ત્રણ કોપીઓ મેં બીજા અંગ્રેજ મિત્રોને આપી.

જોહન ફીરી જ્યારે બીજીવાર આવ્યો, ત્યારે પાકિસ્તાનની લડત પાછળના કારણોની એને કંઈક સમજ પડી હોય એમ મને લાગ્યું. આમ છતાંયે એને હજી પુરો સંતોષ થયો ન હતો. મેં કહ્યું કે બહારના લોકો માટે આ સમજવું મુશ્કેલ છે. એને માટે હિન્દુઓનું માનસ અને મુસ્લિમોનું માનસ એકબીજાથી કેટલું ભિન્ન છે એ સમજવું જરૂરી છે અને એ તો હું તને ત્યારે જ સમજાવી શકું કે તું મારી સાથે ઈન્ડિયા ચાલ. તું તારી મેળે જોઈ શકીશ.

આ સાંભળીને એણે કહ્યું, "પણ મારે તે હોટલમાં રહેવું પડે ને ?"

મેં કહ્યું, "શા માટે ?"

આવી જાતન વાત એનો હિંદુ મિત્ર કહી ચૂકયો હતો. એનો હવાલો આપતાં એણે હોટલમાં રહેવાની વાત કરી હતી.

"હિન્દુ અને મુસલમાનમાં ફરક છે. એનો આ એક નમૂનો છે. તારો હિન્દુ મિત્ર તને ઈન્ડીયા તો લઈ જઈ શકે પણ તને પોતાના ઘરમાં મહેમાન રાખી શકે નહી. તું મારી સાથે આવે તો તારે હોટલમાં ઉતરવું પડે નહી. તું મારા ઘરે મારી સાથે જ રહેશે. મારી સાથે એક જ ટેબલ પર બેસીને જમશે. એ પછી મેં એને હિંદુ સમાજમાં આભડછેટ શું છે એ સમજાવ્યું. આ પછી એને હિન્દુ અને મુસલમાન બે કોમ છે અને એટલા માટે જ મુસલમાનો પાકિસ્તાન માંગે છે એ વાત એની સમજમાં ઉતરી.

એ વખતે જોહન ફીરી લંડનમાં પ્રેકટીસ કરતા હાલના પ્રમુખ ડો. હેસ્ટીંગ્સ બાંડાના સાથે કોર્ટમાં હતો. થોડા અરસા પછી એ લોકોએ ન્યાસાલેન્ડ આફ્રિકન કોંગ્રેસની સ્થાપના કરી જેનો મકસદ આઝાદી માટે ઝઝૂમવાનો હતો. એ વખતે અત્યારના મલાવીનું નામ ન્યાસાલેન્ડ હતું અને એ બ્રિટીશ પ્રોટેકટોરેટ હતું. એ લોકોએ કોંગ્રેસના પહેલાં પ્રમુખ તરીકે એલ. ઝેડ. મુરબાને ચૂંટયો હતો એ હંમેશા ઉઘાડે પગે ફરતો હતો. એણે એનો દેશ જ્યાં સુધી આઝાદ ન થાય ત્યાં સુધી જોડા નહીં પહેરવાના સોગંદ લીધા હતા.

પાકિસ્તાનની સ્થાપના થઈ ત્યારે આઝાદીનું જશન મનાવવામાં આવ્યું ત્યારે એ વખતે ન્યાસાલેન્ડ આફ્રિકન કોગ્રેસ તરફથી એના મંત્રી ચુંટાયેલા જોહન ફીરીએ મુબારકબાદ આપતી તકરીર કરી હતી. પાકિસ્તાનનું પ્રતિનિધિત્વ કરવા મેં તકરીર કરી હતી. એ વખતે લીલોંગ્વેમાં મુસલમાનોમાં ફકત બે જ માણસો એવા હતા જે કામ કરી શકતા હતા. જેમાં મારો સમાવેશ થતો. હવે લોકોએ મારા પર પસંદગી ઉતારી હતી. મેં મારી તકરીરમાં મુસલમાનો હિન્દુઓથી કઈ કઈ રીતે જુદા છે એ સમજાવતી અલ્લામા ઈકબાલની એક તકરીરના હવાલા ટાંકયા હતા. પ્રોવીન્સીયલ કમીશ્નરે તકરીરને સેન્સર કરવા માટે મંગાવી હતી. સમારંભમાં સંખ્યાબંધ ગોરાઓએ હાજરી આપી હતી.

એ જમાનો એવો હતો કે મુસલમાનો જે કોઈ દેશમાં વસ્યા હતા ત્યાં તેઓ પાકિસ્તાનની લડતને ભરપૂર ટેકો આપવા એમનાથી બનતું કરી છૂટવા પોતાની ફરજ સમજતા હતા. ✸

પાકિસ્તાનની લડતનો હેતુ

મુસાભાઈ દગીઆ (મર્હુમ)

માજી સબ એડીટર મિલ્લત ગુજરાતી

૧૯૪૪નો આ વાત છે. એ વખતે હું લીલોંગ્વે (મલાવી)માં હતો. એક સ્ટોરમાં કામ કરતો હતો જેનો વેપાર સંબંધ ફક્ત યુરોપીયનો સાથે જ હતો. તમામ ગ્રાહકો યુરોપીયનો હતા. મારે કેટલાક આફ્રિકન મિત્રો હતા તેઓ પણ કયારેક આવી ચઢતા. એમાં પી.ડબ્લ્યુ.ડીમાં કામ કરતો જોહન ફીરી મારો ગાઢ મિત્ર હતો. એને રાજકારણમાં રસ હતો અને એની સાથે ચર્ચાઓ થયા કરતી.

એ વખતે પાકિસ્તાનની સ્થાપના માટેની લડત જોરશોરથી ચાલી રહી હતી અને આખી દુનિયામાં એની ચર્ચા હતી. જોહન ફીરી પણ પોતાના દેશની આઝાદીમાં રસ ધરાવતો હોઈ પાકિસ્તાનની સ્થાપના માટેની લડતમાં રસ લેવા લાગ્યો હતો અને એ જાણવા ઉત્સુક રહેતો હતો કે મુસલમાનો પાકિસ્તાન શા માટે માંગે છે ? એ સમજવાની કોશિશ કરતો રહેતો હતો અને હું એને સમજાવવાની કોશિષ કરતો હતો કે હિન્દુઓ અને મુસલમાનો અલગ અલગ કોમો છે. સેંકડો વર્ષ સાથે રહ્યા છતાંયે એક થયા નથી. બંનેના મઝહબ, રીતરિવાજો, રહેણીકરણી અને માનસ એકબીજાથી તદ્દન અલગ છે.

એને મારી દલીલો સમજમાં તો આવતી હતી આમ છતાંયે એને સંતોષ થતો ન હતો. એ કહતો હતો કે લોકો પોતાના રીતરિવાજો માને અને તમે તમારા રીતરિવાજોમાં માનો એમાં વાંધો શું છે ? આ અરસામાં મારી પાસે મુંબઈથી પ્રગટ થતું ગુજરાતી સાપ્તાહિક 'વતન' આવ્યું એમાં "વિરાટ સાથે વાર્તાલાપ" જે બીવર્લી નીકોલ્સના વિખ્યાત પુસ્તક "વર્ડીકટ ઓન ઈન્ડિયા"ના એક ચેપ્ટર "ડાયલોગ વીથ એ જાયન્ટ"નો અનુવાદ હતો. એ મારા વાંચવામાં આવ્યું. મેં એને એકવાર વાંચ્યું, બે વાર વાંચ્યું, ત્રણ વાર વાંચ્યું અને મને એનું અંગ્રેજી કરવાનું મન થયું. એજ રાત્રે હું સીધો ટાઈપરાઈટર પર બેસી ગયો અને અંગ્રેજી કરી નાખ્યું. મેં કારબન રાખીને એની ચાર કોપીઓ બનાવી હતી. જ્યારે જોહન ફીરી મારી પાસે આવ્યો ત્યારે મેં તેને એક કોપી આપી અને ધ્યાનથી વાંચવાની

જરૂરી કામોમાં વિતાવેલ અને હુસેન કાસમ શેઠ તરફથી તેમના માનમાં અપાયેલી ટી-પાર્ટીમાં પણ હાજરી આપેલ.

તે દિવસે પણ એક ઐતિહાસિક કહી શકાય એવો બનાવ બાંટવા ખાતે નોંધાયો, જ્યારે ફંડફાળા નોંધાવવા માટે એક એક કરીને નામો આવતા ગયા ત્યારે જાણવા મળ્યું કે બાંટવાના એક મોટા સોદાગર શેઠ મુહમ્મદ હાજી ગની બાલાગામવાલા (જેઓ આંખે માઝુર હતા) તાવના કારણે આવી નથી શકયા ત્યારે આદમ શેઠે મેમણીમાં એવું સુચન કરેલ કે:

"તાં હલો, ઝીણા સાબ, પાં જે ઈન્જે ઘરે વિનું. કાઈદે આઝમ આ સાંભળી ઘડીભર મૌન રહ્યા. બીજુ કોઈપણ કંઈ ન બોલ્યું. કાઈદે આઝમના મ્હો પર ગંભીરતા આવી ગઈ, અને તેમણે કહ્યું, "જિંદગીમાં અત્યાર સુધી હું કોઈને ત્યાં વણનોતર્યો નથી ગયો. હવે જ્યારે મુસ્લિમલીગ માટે ફકીરી જ સ્વીકારી છે, તો ગમે તેને ત્યાં જઈશ, વણનોતર્યો જઈશ ચાલો !" (માંડવીયાના 'અલ કાઈદ' પુસ્તકમાંથી)

કાઈદે આઝમ ઊભા થયા અને તેમની સાથે મોટરોનો કાફલો શેઠ મુહમ્મદ હાજી ગનીના આંગણે જઈ ઊભો રહ્યો. કાઈદે આઝમની પૂરી રાજદ્વારી કારકિર્દીમાં આવી રીતે વણનોતર્યા જવાનો કદાચ આ એકમાત્ર પ્રસંગ હતો.

બાંટવામાં જિન્નાહ સાહેબ ત્રણ દિવસ રોકાણા, તેમને હુસેન કાસમ દાદાના માણાવદર રોડ પર આવેલા બગીચાના બંગલામાં ઉતારો આપવામાં આવેલ. બાંટવામાં તેમનો ઠેરઠેર ઉમળકાભેર સત્કાર થતાં પૂરૂં બાંટવા ત્રણ દિવસ સુધી કોમી જશનની લપેટમાં રહ્યું. પેસફંડ પેટે લગભગ રૂપિયા ૩૫,૦૦૦/- મળ્યા, જે કાઠિયાવાડના કોઈ પણ શહેરથી કાઈદને મળેલું એ સૌથી વધારે ફંડ હતું.

બાંટવાના નિડર અને પ્રખ્યાત પત્રકાર યુસુફ 'માંડવીયા'એ પોતાનું પહેલું રાજદ્વારી પુસ્તક 'હિંદનું મુસ્લિમ રાજકારણ' બાંટવાના કોહિનુર પ્રેસમાં છપાવી ચૂકયા હતા. તે પુસ્તકની પ્રસ્તાવના મેળવવા તેમણે જે પ્રયાસો કર્યા એ અંગેની વિગત પોતાના પુસ્તક 'જેલવીતી'માં નીચે મુજબ નોંધેલ છે:

"મારૂં પહેલું રાજદ્વારી પુસ્તક 'હિંદનું મુસ્લિમ રાજકારણ' એ વેળાએ છપાઈને પૂરૂં થઈ ગયું હતું અને બાઈન્ડિંગના તબક્કામાં હતું. સાહસ કરીને મેં એ કાઈદે આઝમ સમક્ષ રજુ કર્યું અને એ વિષે કંઈક લખી દેવાની વિનંતી કરી. આવડું મોટું પુસ્તક ઉપલક દ્રષ્ટિએ પણ જોઈ જવા જેટલો એમની પાસે અવકાશ તો ન હતો. મારી પણ એ માંગણી નહોતી. આવરણની કલાબ્ધિએ દોરેલી ડિઝાઈન જોઈને રાજી થયા. એમાં મથાળે સર સૈયદની તસ્વીર હતી; વચ્ચે મૌલાના મુહમ્મદઅલીની અને છેલ્લે કાઈદે આઝમની..... હિંદના ત્રણ તબકકાનો એમાં નિર્દેશ હતો.

કાઈદે આઝમે પુસ્તકનું સાંકળિયુ વાંચી જવાની મને ફરમાઇશ કરી. હું વાંચતો ગયો અને ડોકું હલાવતા રહ્યા, પછી પંદરેક લીટીનો એક સંદેશો એમણે લખી દીધો, નીચે હસ્તાક્ષરને ડાબે છેટે બાંટવા તા. ૨૪ જાન્યુઆરી ૧૯૪૦ પણ લખી દીધું. આ નાનકડા સદેશાના પ્રતાપે મારા પુસ્તકનું મુલ્ય અને મહત્વ અનેકગણું વધી ગયું. ત્રણ જ મહિનામાં ઉપરા ઉપરી એની ત્રણ આવૃત્તિ થઈ ગઈ અને હાથોહાથ ઉપડી ગઈ, હિંદ ઉપરાંત બર્મા, સિલોન અને આફ્રિકાના દૂરદૂરના દેશાવરોમાંથી એની માંગના દરોડાએ દેકારો બોલાવી દીધો. એ પહેલાં કોઈ મુસલમાન લેખકનું ગુજરાતી પુસ્તક આટલી હદે લોકપ્રિય નિવડયું હોવાનું જાણમાં નથી." ('જેલવીતી' પાનું ૭૦-૭૧ લેખક માંડવિયા)

જનાબ જિન્નાહ સાહેબે આવોજ એક સંદેશો બાંટવાની મુસ્લિમ સ્ટુડન્ટ ફેડરેશનના મુખપત્ર 'સારબાન'ને આપેલો.

માંડવિયાએ કાઈદે આઝમના બાંટવા ખાતેના આગમન ટાણે તેમના તેજસ્વી જીવન, પ્રચંડ વ્યકિત અને પ્રલંબ રાજદ્વારી સેનાની તરીકે ૨૦ પાનાની ટુંકી નોંધ જેવી પુસ્તિકા છપાવીને પ્રગટ કરી. આ પુસ્તીકા તેમના તરફથી મફત વ્હેંચવામાં આવેલ.

'મેમણ સમાજ' ઓગસ્ટ ૨૦૦૨માંથી લીધેલ.

કાઈદે આઝમ બાંટવામાં

અ. અઝીઝ કાચા (મર્હુમ)

ઈ.સ. ૧૯૪૦નું વર્ષ બાંટવાના ઈતિહાસમાં એક ભવ્ય અને સદા યાદગાર પ્રકરણનો ઉમેરો કરે છે. તે વર્ષે હિંદી મુસ્લિમોના સર્વોપરી અને લાડીલા નેતા મુહમ્મદઅલી જિન્નાહ બાંટવા ખાતે પધાર્યા હતા.

આગમનના આઠ દિવસ અગાઉથી જ બાંટવામાં તેમના જબરા સત્કાર માટે તડામાર તૈયારીઓ થઈ રહી હતી, આખા બાંટવાને ખુબસુરત કમાનો રંગબેરંગી ઝંડીઓ, ધજા-પતાકાઓ અને બેનરો વડે શણગારવામાં આવી રહ્યું હતું.

જાન્યુઆરી માસની ૨૪મી તારીખના બપોરે તોપોના ૨૧ ગોળા ફોડીને તેમને સત્કારવામાં આવ્યા. આજુબાજુના ગામડાઓ અને બાંટવાનો તમામ લોક તેમને સત્કારવા ઉમટી પડયો હતો. સાંજના માણાવદર સ્ટેટની ચાર ઘોડાવાળી ગાડીમાં સરઘસ આકારે તેમને શહેર ફેરવવામાં આવ્યા.

બાંટવાના શાહસોદાગરો શેઠ હુસેન કાસમ દાદા, શેઠ હાજી હબીબ હાજી પીરમુહમ્મદ તથા જામનગરના શેઠ અલીભાઈ ઝવેરી ઘોડાગાડીમાં તેમની સંગાથે હતા, સાંજે યતિમખાનાના વિશાળ મેદાનમાં તેમના વરદહસ્તે પરચમ કુશાઈની વિધિ કરવામાં આવી.

રાત્રે મદ્રસાએ ઈસ્લામીયાના વિશાળ મેદાનમાં બાંટવાના ઈતિહાસમાં કયારેય ન યોજાઈ હોય એવી જંગી જાહેર સભા પૂરા દમામથી યોજાઈ, જલ્સા માટે ખાસ વિશાળ મંડપ બાંધવામાં આવ્યો હતો અને પેટ્રોમેકસ બત્તીઓ વડે દિવસ જેમ રોશની કરવામાં આવી હતી.

શેઠ આદમ હાજી પીરમુહમ્મદે બાંટવાવાસીઓ તરફથી તેમને માનપત્ર પેશ કરેલ અને તેમને ખાત્રી આપી કે બાંટવાના મુસ્લિમો તેમની પ્રેરણાદાયક નેતાગીરીને માનપૂર્વક જુએ છે અને તેમનામાં સંપૂર્ણ વિશ્વાસ ધરાવે છે અને તેમના આદેશ પર તેમના જાનમાલ ન્યોછાવર કરવા હરપળે તૈયાર છે.

જવાબમાં જિન્નાહ સાહેબ, જુસ્સાદાર અને સરળ તકરીર કરતા જણાવ્યું કે, "હું અહિંયા તમારી જાનોની માંગણી કરવા માટે નથી આવ્યો પણ જયારે જરૂરત પડશે તો હું એ પણ માંગીશ, હમણાની મારી ખરેખરી જરૂરત ચાંદીની ગોળીઓની છે, હું અત્રે લીગ પ્રેસફંડ અંગે આવ્યો છું, આ રાજકિય યુદ્ધ છે, તેના હથિયારો જુદા છે. હું તમારી પાસે હાલ નાણાકિય મદદ લેવા આવ્યો છું."

જનાબ ચુંદરીગર અને ખંડવાણીએ પણ તકરીરો કરી અને જણાવ્યું કે મુસ્લિમલીગની હિંદને આઝાદી અને હિંદના મુસ્લિમો માટે અલગ વતન પાકિસ્તાન માટેની તેમની માંગણીની સારી રજુઆત થઈ શકે તે માટે પ્રેસની સખત જરૂરત ઊભી થઈ છે.

જિન્નાહ સાહેબે આ પહેલાં કયારેય ફંડ અર્થે હિંદમાં કયાંય પ્રવાસ કરેલો નહિ, આ પ્રથમ પ્રયાસ અને પ્રવાસ હતો. કાઠિયાવાડ અને ગુજરાતના મુખ્ય મુખ્ય શહેરોનો તેમણે આ અર્થે પ્રવાસ કર્યો.

રાત્રે માણાવદરના માર્ગે રેલ્વે ફાટક બાદ આવેલા શેઠ હુસેન કાસમ દાદાના બગીચામાં આવેલ સુંદર બંગલામાં જિન્નાહ સાહેબને ઉતારો આપવામાં આવેલ.

બીજે દિવસે બાંટવામાં પીરમુહમ્મદ કાસમ કલકત્તાવાળા ચેરીટેબલ હોસ્પિટલનું ઉદઘાટન માણાવદરના નવાબ સાહેબને હાથે થયું. આ પ્રસંગે જિન્નાહ સાહેબ પણ મૌજુદ હતા. આ હોસ્પિટલ મરહુમ શેઠના પુત્ર હાજી હબીબ તરફથી સ્થાપવામાં આવી હતી. આ હોસ્પિટલ ઉપર લગભગ છ લાખ જેટલી ગંજાવર રકમ ખર્ચ કરવામાં આવી હતી.

તે દિવસે તા. ૨૫ જાન્યુઆરીએ જિન્નાહ સાહેબ ફંડ ભેગુ કરવા, સલાહ સુચનો કરવામાં અને બીજા

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Honorary Editor:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu
Published by:
Muhammad Iqbal Billoo Siddiq Akhawala

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

March 2022 Shaban 1443 Hijri - Year 67 - Issue 03- Price 50 Rupees

હમ્દે બારી તઆલા

બીલાલ મેમણ (મર્હુમ)

ખાલિક છે તું જહાનનો પરવરદિગાર છે
તારાજ હુકમે ચાલે બધા રોજગાર છે

તે 'કુન' કહ્યું ને સૃષ્ટિ આ સર્જાઈ ગઈ તમામ
કણ-કણ ઉપર ઈલાહી તુજ ઈખ્તીયાર છે

દિવસ ને રાત - રાત ને દિવસ બનાવે તું
જે ચાહે તું કરે - તું કુલ મુખ્તીયાર છે

માનવ સમજથી પર છે મળી જાએ છે સદા
રાઝીક છે રોઝી સર્વને તું આપનાર છે

તારીજ મરજીથી બધી પલ્ટાયે મૌસમો
તારાજ હુકમે ચાલે ખિઝાં ને બહાર છે

વનચરને વનમાં - જળમાં ભરે જળચરોના પેટ
કીડીને કણ ને હાથીને મણ આપનાર છે

સૂરજ ને ચંદ્ર તારલા આધિન સૌ તને
તારી રઝાથી થાય આ સંધ્યા સવાર છે

નેકી બદીના કર્મો જશે માનવીના સંગ
જાણે પરિક્ષા કેન્દ્ર આ જગની બજાર છે

ઈક પળના માટે મૃત્યુને ના ભૂલજે 'બિલાલ'
કાયા ટકાવનારા આ શ્વાસોના તાર છે

ના'તે રસૂલે મકબૂલ (સ.અ.વ.)

અહમદ ભગત (મર્હુમ)

દિલની આંખોમાં જો સરકાર નજર આવે છે
ચોતરફ નૂરના અંબાર નજર આવે છે

પ્રેરણાઓ તણા આસાર નજર આવે છે
કોઈનો ગયબથી સંચાર નજર આવે છે

એક ગુન્હેગારને આધાર નજર આવે છે
રહેમતે સૈયદે અબરાર નજર આવે છે

સાફ દેખાય છે કુરઆંમાં નબીનું જીવન
એક એક શબ્દમાં કિરદાર નજર આવે છે

ઝુલ્મ કરનારના માટેય દુઆઓ કરવી
ખુલ્કનો એક નવો મેઅયાર નજર આવે છે

દૂર થઈ જાય છે મુશ્કિલ જો અચાનક મારી
કોઈ અણદીઠનો સહકાર નજર આવે છે

જોઈ લે વિશ્વ આ તઅલીમે મોહંમદ (સ.અ.વ.)નો પ્રતાપ
આજ ઈન્સાન જે ખુદ્દાર નજર આવે છે

હક અદા થાય શું ઈરફાને નબીનો 'અહમદ'
અકલે ઈન્સાં અહીં લાચાર નજર આવે છે

FEBRUARY 2022

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Husnain Muhammad Yaqoob Haji Aba Ali Jangda with Hafiza Areesha Muhammad Khurram Muhammad Yousuf Jangda	04-02-2022
2	☆......Hamza Aamir Yousuf Ismail Gheli with Laiba Abdullah Haroon Dandia	05-02-2022
3	☆......Muhammad Waqas Junaid Haji Abdul Aziz Dada with Iqra Muhammad Rizwan Muhammad Siddiq Dandia	06-02-2022
4	☆......Shahrukh Muhammad Jabbar Muhammad Qasim Khanani with Hina Abdul Samad Suleman Gadit	06-02-2022
5	☆......Umar Muhammad Iqbal Umer Dandia with Rukhsana Muhammad Hanif Noor Muhammad Patni	06-02-2022
6	☆......Osama Ghulam Qadir Abdul Ghani Mota with Atiya Muhammad Zubair M. Sharif Jangda	06-02-2022
7	☆......Abdul Azeem Muhammad Ashraf Abdul Sattar Sabuwala with Ayesha Muhammad Pervaz Moosa Moosani	10-02-2022
8	☆......Arqum Muhammad Naeem Ghulam Hussain Bhuri with Harmeen Muhammad Saleem Abdul Razzak Bhatda	11-02-2022
9	☆......Muhammad Soaban Abdul Waheed Muhammad Siddiq Jangda with Sana Muhammad Avesh Muhammad Haroon Manai	11-02-2022

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Muhammad Hassan Muhammad Ali Abdul Sattar Navadia with Sidrah Abdul Rasheed Muhammad Dawood Jakwani	11-02-2022
11	☆.....Ahsan Muhammad Taufiq Aba Umer Gogan with Marium Ghulam Hussain Haji Muhammad Yousuf Lodhawala	12-02-2022
12	☆.....Abdul Wahab Muhammad Ali Abdul Razzak Moti with Laiba Muhammad Sohail Aba Umer Kodvavwala	13-02-2022
13	☆.....Ali Aamir Muhammad Ilyas Kaliya with Kanwal Abdul Razzak Zakaria Mithani	13-02-2022
14	☆.....Usama Gul Muhammad Haji Aba Ali Kapadia with Hadeeqa Shahid Akhter Mahmood Hussain Sheikh	16-02-2022
15	☆.....Muhammad Waqas Muhammad Raees Jan Muhammad Dojki with Hina Khurram Hussain Muhammad Younus Sheikh	16-02-2022
16	☆.....Owais Arif Abu Baker Khanani with Faiza Muhammad Farooq Ahmed Tola	17-02-2022
17	☆.....Muhammad Umair Abdul Sattar Muhammad Umer Moosani with Maryam Muhammad Hanif Abdul Majeed Dumba	17-02-2022
18	☆.....Shehroz Muhammad Rafiq Muhammad Ismail Polani with Hajra Muhammad Tauseef Muhammad Rafiq Adhi	17-02-2022
19	☆.....Hassan Ahmed Muhammad Shoaib Abdul Aziz Kodvavi with Fatima Abdul Jabbar Hussain Khanani	18-02-2022
20	☆.....Asis Muhammad Munaf Aba Ali Chatni with Samiya Faisal Abdul Razzaq AmodiMamodi	18-02-2022
21	☆.....Muhammad Uzaib Abdul Ghaffar Abdul Sattar Chautawala with Niha Muhammad Asif Muhammad Suleman Chatni	18-02-2022